(1)

$\frac{5}{96}$

مخمس بر مثنوی سحر البیان

از

باطن

Batin

۱۸۹۲ء

جبہ فرسائی کلک کی عتبۂ خداوند مطلق پر سجدات شکر آستانۂ ثنائی خدای برحق پر

پئے فکر بیٹھا ہوں میں صبحدم — مہیا ہے سامان سب بیش و کم
لکھوں پیچھے نعت رسول امم — کروں پہلے توحید یزدان رقم
جھکا جسکے سجدے کو اول قلم

جگہ کلک قدرت کی عرش برین — بلند اسکی کرسی کا پایا کہین
تو سجدے کو جھک کر قلم نے وہین — سر لوح پر رکھہ بیاض جبین
کہا دوسرا کوئی تجھہ سا نہین

اوٹھا سجدے سے اور کیا قاعدا — پڑہی اتحیات و صلوات کیا
وہ کہکر کہ اشہد وان ذرا — قلم پہر شہادت کی اونگلی اوٹھا
ہوا حرف زن یون کہ رب العلا

بھلا ہو سکے کون تیرا شریک — نہ ایسا شریک اور نہ ویسا شریک
بری شرک سے تو ہے کیسا شریک — نہ ہے کوئی تیرا نہ ہوگا شریک
تری ذات ہے وحدہ لاشریک

تو یکتا بھلا کسکو کہتا شریک — دوئی جب سماتی تو ہوتا شریک
احد ہے تو واحد ہے کیسا شریک — نہ ہے کوئی تیرا نہ ہوگا شریک
تری ذات ہے وحدہ لاشریک

بنائے فلک اور جنان کے نعیم — تو ہی ہے حکیم اور تو ہی ہے قدیم
عبادت تری فرض ہے ای علیم — پرستش کے قابل ہے تو ای کریم
کہ ہے ذات تیری غفور و رحیم

بچا شر کہ شیطان سے میرا عمل — نڈارے دم نزع مین یہ خلل
یہی ہے میرا دین یہی ہے ملل — رہ حمد مین تیری عز و جل
تجھے سجدہ کرتا چلون سر کے بل

وہ ہر دم میرے پاس موجود ہے — وہ مطلوب ہے اور وہ مقصود ہے
وہ شاہد ہے اور وہ ہی مشہود ہے — وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے

سجھائی اونہونے ہمین راہ راست   جتائی اونھون نے ہمین راہ راست   بتائی اونہون نے ہمین راہ راست   دکھائی اونھون نے ہمین راہ راست
کہتا ہون نہ اس راہ سے باز خواست

ادہر دیکھو خلد برین کی گلی   وہ آکر کے فردوس سے ہے ملی   مسلمانون باطن سے سنلو اجی   سو وہ کون سی راہ شرع نبی
کہ رستے کو جنت کی سیدہی گئی

خامۂ راست باز کا قد کشیدہ دہلیز نعت حضرت سرور کائنات پر خم ہی باوصف دو زبانی ایک ہی صفت مین زبان شیرین مقال باین شور مہر سکوت سے ضم ہے

نبی رحمت خاص رب قدیم   نبی وہ نہین اسم احمد مین میم   نبی وہ خدا کا ہے فضل عمیم   نبی کون یعنی رسول کریم
نبوت کے دریا کا در یتیم

وہی جسکا دشمن بنا بولہب   نہ بوجہل کو جسکا پاس ادب   پڑہا بن پڑہے علم حق جسنے جب   ہوا گو کہ ظاہر مین امی لقب
یہ علم لدنی کہلا دل پہ سب

یہ دریا جو ہین علم کے سب بہم   ہوا آشنا سبکا وہ بیش وکم   ہی یہ بہی تو اک معجزی کی رقم   بغیر از لکہے اور کئے بے رقم
چلے حکم پر اوسکے لوح وقلم

اوٹھا کتب داؤد کا حکم یار   نہ توریت موسیٰ پہ اب ہی مدار   نہ انجیل عیسیٰ کا ہے کاروبار   ہوا علم دین اوس کا جو آشکار
گذشتہ ہوا حکم تقویم پار

گھٹا کفر اسلام ظاہر کیا   ہٹا کفر اسلام ظاہر کیا   مٹا کفر اسلام ظاہر کیا   اوٹھا کفر اسلام ظاہر کیا
بتونکو خدائی سے باہر کیا

تبارک خدائی کے اسرار اوسے   عنایت کئے فضل بسیار اوسے   کیا اسقدر آخرش پیار اوسے   کیا حق نے نبیون کا سردار اوسے
بنایا نبوت کا حقدار اوسے

ہوے پہلے آدم علیہ السلام   ہوا پہر بہت نبیونکا ازدہام   ہوا بعد ان سب کے عیسیٰ کا نام   نبوت جو کی حق نے اوسپر تمام
لکہا اشرف الناس خیر الانام

نہ یعقوب پہنچے نہ ایوب اوسے   خدا نے کیا اپنا مرغوب اوسے   بنایا بہت خوب مطلوب اوسے   بنایا سمجھ بوجھکر خوب اوسے
خدا نے کیا اپنا محبوب اوسے

کہان شیث ہارون موسیٰ کہان   کجا خضر والیاس وادریس ہان   جو ایسا ہو محبوب خلاق میان   کرون اوسکے رتبہ کا کیا مین بیان
کہڑے ہون جہان باندہ صف مرسلان

عزیز اور یعقوب یوسف ہنوز   ہنوز اوسکی خدمت مین سرگرم روز   سوا اسکے با دل گداز اور سوز   مسیح اوسکی خرگاہ کا پارہ دوز
تجلی طور اوسکی مشعل فروز

ہی نبیون مین حق جنکو فخر اور شان   کمربستہ موجود حاضر ہین ہان   ہین خدمتمین ہارون وموسیٰ عیان   خلیل اوسکے گلزار کا باغبان
سلیمان ہے کے مہردار اوسکے ہان

ہی دربار مین ذکریاؑ کو وقار ہین یحییٰؑ جدی اپنے سرگرم کار شعیبؑ اپنے عہدے پہ ذی اختیار خضرؑ اوسکی سرکار کا آبدار
زرہ ساز داودؑ سے وہان ہزار

ہوئے یونتو پیدا بہت مرسلین ے آدم سے تا عیسیؑ پاکدین یقین جان لو اسکو ای مومنین محمدؐ کی مانند جگ مین نہین
ہوا ہی نہ ایسا نہ ہو گا کہین

جو نور مجسم کوئی شے ہو اب تو خورشید سان عکس افگن ہو جب ہی تاویل طبعی سنو اسکو سب نہونیکا سایہ کا تھا یہ سبب
ہوا صرف پوشش مین کعبہ کی سب

نظر روح کو کبکا آنے ہے تن وہ ہی امر رب تن کا مت لا سخن سمجھنے کی ہی بات ای جان من وہ قد اسلیئے تہا نہ سایہ فگن
کہ تھا کل وہ اک معجزہ کا بدن

کہون گر مین اوسکو نسیم سحر نزاکت مین ہی روح سے بیش تر وہ بیمثل ہے کیا مثال آئے پر بنا سایہ اوس کا لطیف اسقدر
نہ آیا لطافت کے باعث نظر

سنو گوش دل سے تم ای بلبلو نظر نگہت آتی ہے کسکو کہو چھپائے نسیم چمن جسم کو عجب کیا جو اوس گل کی سایہ نہو
کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو

تجلّی مین ظلمت کا ہی کام کیا اوجالا ہی خود قدرتی نور کا قدم کے تلے پس کے کیا رہگیا خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

سراپا تن اطہر اک نور تھا بہلا کیسے سایہ کا وہان کام کیا یہ کیا کہتا تہا اور کیا کہہ گیا خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

یہ کیا اسنے سوچا ہی سمجھا ہی کیا عدم سایگی کا بیان کرتا تھا کہا پہر قدم کے تلے پس گیا خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

رہا زیر پا اور سایہ تھا نانون نہ ہرگز پہر اوہ کہین گانون گانون مگر اوسنے محکم پکڑا ایک ٹہانون نڈالی کسی شخص پر اپنی چھانون
کسیکا نہ منہ دیکھا دیکہہ اوسکے پانون

جو عرشی ہو ٹھہرے نہ آ فرش پر رکہے پہر کبہی وہ نہ پا فرش پر تو ہو کس روش اوسکی جا فرش پر وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر
قدم اوسکے سایہ کا تھا عرش پر

ہی ہمسایگی کا غرض دور دور نہین اسکے ہمسایۂ سایہ کا طور تجلّی مین بجلی جو چمکی بفور نہونیکی سایۂ کی اک وجہ اور
مجہے خوب سوجہی ہی شرط غور

یہ جتنے کہ ہین آنکھ والے البشر سوئے چشم دلبر ذرا غور کر کہین یکہ چشم تامل سے پر جہانتک کہ تہے یہانکے اہل نظر
سمجھ سایۂ نور کحل البصر

لیا سات پردونکے اندر چھپا دکھایا عجب لطف مردم ذکیا طرح تل کے دی عین آنکھونمین جا سبھونے لیا پتلیون پر اوٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا

ہی ترکیب کیا خوب ہی دیکھو جب سمجھ کا ابہی آئے مطلب بلب تمھین مومنون کیا ہی اسکا عجب سیاہی کا پتلی کی ہی یہ سبب

وہی سایہ آنکھون مین پہرتا ہی سب

سمایا جو آنکھون مین وہ ناگہان
بنی عین وحدت کی وہ پتلیان
نظر آرہا ہے زمین آسمان
وگرنہ یہ تہی چشم اپنی کہان
اوسی سے یہ روشن ہے سارا جہان

بلند اس کا اس رتبہ پایا رہا
کہ عرش معلی پہ چھایا رہا
سویدا ہو باطن مین آیا رہا
نظر سے جو غائب وہ سایا رہا
ملائک کے دل مین سمایا رہا

قلم سے جبکہ حمد و نعت کماحقہ ادا ہوئی تو میدان منقبت مین در آیا تاہم یہ رخش باوصف برق رفتاری سکندری خور رہا ہو کر اس عہدے سے نہ بر آیا

برادر ہے اس کا علیؑ ولی
ابی بکرؓ عمرؓ اور ہین عثمانؓ بہی
بزرگی مین ہین سب برابر اجی
نہین ہمسر اوس کا کوئی جز علیؑ
کہ بہائی کا بہائی وصی کا وصی

بزرگی ہے یکسر سبہی پر تمام
برابر مین رہتے اجی پر تمام
محبت ہے باطن کی جی پر تمام
ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام
ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

جو رتبہ علیؑ کا بیان وار ہے
زبان کلک کی اوس سے ناچار ہے
مگر ایک ذرا سا یہ اظہار ہے
علیؑ دین و دنیا کا سردار ہے
کہ مختار کے گہر کا مختار ہے

بزرگی علیؑ کی ہر اک لاجواب
کرامات انکی سدا انتخاب
خدا نے بنایا فضیلت مآب
جہان فیض سے اونکے ہی کامیاب
نبیؐ آفتاب و علیؑ ماہتاب

وہ شیر یداللہی کی جان ہے گل
فرشتو نمین جسکی بزرگی کا غل
جنو نمین شہامت کا شہرہ ہے قل
دیار امامت کے گلشن کا گل
بہار ولایت کا باغ سبل

علیؑ کا بڑا مرتبہ ہے اجی
علیؑ سے ہی پائی ولایت ولی
علیؑ مین بزرگی یداللہی کی
علیؑ راز دار خدا و نبی
خبر دار سر خفی و جلی

علیؑ چرخ رحمت پہ ہے ماہ حق
علیؑ عرش اعلٰے پہ ہمراہ حق
علیؑ کو ملی حق سے بس جاہ حق
علیؑ بندہ خاص درگاہ حق
علیؑ سالک رہ رو راہ حق

علیؑ کی بزرگی کا ہے اک طول
علیؑ کو کیا حق نے نکتہ قبول
علیؑ کو ہوا رتبہ کیا کیا حصول
علیؑ ولی ابن عم رسولؐ
لقب شاہ مردان زوج بتولؑ

نکلجائے وہ کعبہ و دیر سے
جو خیر اپنی چاہی ہی خود خیر سے
پہنے گا گنا ہو نمین سر پیر سے
کہے یون جو جا کوئی بیر سے
یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

چہ مضمون خوش معنی راندہ است
کہ در فہم آن جہل درماندہ است
جواہر بتوصیفش افشاندہ است
خدا نفس پیغمبرش خواندہ است
دگر را فضیلت بکس ماندہ ست

اگر عقل نے راہ پائی نہین
سمجھ مین یہ بات اونکی آئی نہین
دلیل اور حجت بڑہائی نہین
یہان بات کی بہی سمائی نہین

نبی اور علیؑ مین جدائی نہین

نبیؐ اور ولی ہر دو نسبت بہم   وہ یکجان دو قالب ہوے مبدم   جمیل الشیم ہے وہ والا الشیم   وہ والا الشیم ہے جمیل الشیم
دوتا وہ یکی چون زبان قلم

علیؑ کا عدو دوزخی دوزخی   محبت ہے وہ خلد کی خلد کی   ہے تفضیل بھی گمرہی گمرہی   وہ ہے مذہب خارجی خارجی
علیؑ کا محب جنتی جنتی

نبیؐ اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ   ہے گلدستۂ رحمت ذوالمنن   چمن خود بخود باغ جاتا ہی بن   نئے رنگ سے پہولتا ہے چمن
حسینؑ ابن حیدرؑ یہ ہین پنجتن

ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام   ازل سے ہی اور تا بروز قیام   سوا ونکے ہین بی شبہ خیرالانام   جہان مین یہ جتنے کہ ہین خاص عام
اونھون پر درود اور انھون پر سلام

علیؑ سے لگا تا بمہدیؑ دین   سمجھ لین اسے اہل بالیقین   بیان اونکا کچھ ہو ہی سکتا نہین   جو تعریفین انکی خدا نے لکھین
وہ ہین ایک نور خدائے برین

انھین سے ہے قایم امامت کا گھر   یہ ہین اصل باقی فروعات پر   نہین کوئی ابانسے بہتر بشر   تامل سے دیکھو اگر غور کر
کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین   بڑے سب سے ہین اہل ادراک ہین   مگر نیک کامون مین چالاک ہین   بظاہر اگرچہ یہ سب خاک ہین
حساب عمل سے یہ بیباک ہین

ہوا ہی یہان سے ظاہر کمال رسولؐ   فضیلت رکھو کیونکہ حال رسولؐ   زبان پر ہے کیا قیل و قال رسولؐ   بند ہا و لیکن باطن خیال رسولؐ
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسولؐ

اب قلم منقبت جناب صحابۂ عظام مین سرگردان ہے اور کیون نہو کہان یہ عاجز اور کہان وہ شان عالیشان

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب ہین   محبت مین حضرتؐ کی بیتاب ہین   رسالت مین وہ دُر نایاب ہین   چمن مین نبوت کے شاداب ہین
وہ اصحابؓ کیسے کہ احباب ہین

خدا نے اونھونکو کیا مومنین   صفت کرتے ہین خاتم المرسلینؐ   وہ ہین جنتی بیشک و شبہ ہین   وہ ہین رونق و زیب عرش برین
وہ ہین رونق آسمان و زمین

خدا اونسے راضی رسولؐ اونسے خوش   قسم ہے کہ ہین بوالفضول اونسے خوش   ہین خوشدل تو خوش پر ملول اونسے خوش   ملایک کی یکسر عقول اونسے خوش
علیؑ اونسے راضی بتولؑ اونسے خوش

اب اس مشت خاک کے سر مین ہوا ہی مناجات بیچیدہ ہوئی تو چاہا کہ آتش جرم آب کرم سے منطفی ہو اور اثبات ہیولائے بے ثبات دی کائنات کا نفی ہو

غفور الطفیل محبان ہمین　　کر یا پۓ صاحبان یقین　　رہیما برائے ہمہ مرسلین　　خدایا بحق رسول امین
بحق علیؑ و باصحابۂ دین

پۓ صورت و بے مثال سوالؑ　　برائے ہمہ قیل و قال سوالؑ　　بحق غلام بلالؑ رسولؑ　　بحق بتولؑ و آلؑ رسولؑ
کرون عرض جو مین سو ہووے قبول

کسی زلف پیچیدہ پر زار ہون　　کسی چشم کا سخت بیمار ہون　　معافی کا تیری سزاوار ہون　　الٰہی مین بندہ گنہگار ہون
گناہون مین اپنے گرفتار ہون

مین عاجز ہون او سخت تر گنہگار　　گنہگار کیا بلکہ عصیان شعار　　برائے محمدؐ کہون ہون پکار　　مجھے بخشیو میرے پروردگار
کہ تو ہے کریم اور آمرزگار

سحر سے خدا جانے شب تک جیون　　کہون کسطرح سحر کا اب تک جیون　　مرون کب خدا جانے کب تک جیون　　میری عرض یہ ہے کہ جبتک جیون
شراب محبت کو تیری پیون

بجز تیری شفقت کے اور سب ہے ہیچ　　بجز تیری رحمت کے اور سب ہے ہیچ　　بجز تیری چاہت کے اور سب ہے ہیچ　　بجز تیری الفت کے اور سب ہے ہیچ
یہی ہو نہو اور کچھ اینچ پینچ

خوشی تیرے دیدار کی ہو بہم　　جدائی تری ہی بلاؤ ستم　　میسر مجھے عیش ہو بیش و کم　　جو ہو غم تو ہو آلؑ احمدؐ کا غم
سوا اس الم کے نہو کچھ الم

یہی دلکا پہلو مین ہو شور و شین　　ہے خواہش مجھے جبکی ہے فرض عین　　زبان سے ہو ہر وقت سرزد یہ بین　　رہے سب طرف سے میرے دلکو چین
بحق حسنؑ اور بحق حسینؑ

وہ نواب خان ہووے یا بادشا　　امیر و وزیر اور درویش یا　　غرض اب کوئی ہووے بہر خدا　　کسیکی نکرنی پڑے التجا
تو کر خود بخود میری حاجت روا

بڑون سے بھی یکسر بھلا مجھکو رکھہ　　بزرگ و قوی جا بجا مجھکو رکھہ　　تو اب بادشاہ یا گدا مجھکو رکھہ　　صحیح اور سالم سدا مجھکو رکھہ
خوشی سے ہمیشہ خدا مجھکو رکھہ

نہ لب پر کبھی انکے فریاد رکھہ　　نہ انکو کسیطرح برباد رکھہ　　انہین اہل اموال و اولاد رکھہ　　میری آلؑ اولاد کو شاد رکھہ
میرے دوستونکو تو آباد رکھہ

تو ہی ہے کریم اور تو ہی ہے قدیم　　نہین کوئی تیرا شریک و سہیم　　مجھے پرورش کرتے ہین جو ندیم　　مین کہتا ہون جنکا نمک ای کریم
سدا رحم کر انپہ تو اے رحیم

ہین قبضے مین تیری قدرت کی ساتھہ　　تری حکمتین تیری حکمت کی ساتھہ　　مبرا دم ہے تا تیری الفت کی ساتھہ　　جیون آبرو اور حرمت کی ساتھہ
رہو مین عزیز و نمین عزت کی ساتھہ

زمانے مین باطن ہے نیکنام　　رکھین اسکو اعزاز سے خاص و عام　　ترے رحم سے خود بخود سب تمام　　بر آئین میرے دین و دنیا کے کام
بحق محمدؐ علیہ السلام

گہر سنجی قصہ فکر کی وصف سخن مین مرصع کاری مضامین انجمن آئین

در میکدہ باریاب سخن
مئی ارغوانی ہو آب سخن
میسر رہے بر ولا کتاب سخن
پلا مجھکو ساقی شراب سخن
کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن

عروس سخن سے ملاقات ہے
معانی و منطق حکایات ہیں
گھڑی پل پہر سب اوقات ہیں
سخن کی جسے فکر دن رات ہے
سخن ہی تو ہے اور کیا بات ہے

بہ فردوسی و سعدی نامدار
کہاں انکی اولاد خویش و تبار
سخن سے مگر رہ گئی یادگار
سخن کی کرین قدر مردان کار
سخن نام اوسکا رکھے برقرار

سخن سے ہے مرد سخن ہمکلام
سخن ہی سے ہے مشہور عالم تمام
سخن ہی سے سخن سنج کا انتظام
سخن سے وہی شخص کرتا ہے کام
جنہین چاہیے ساتھ نیکی کے نام

سخن مین سخن کی سمائی رہے
سخن مین سخن آزمائی رہے
نظامی نہ جامی کی بھائی رہے
سخن کی سلف سے بھلائی رہے
زبان قلم سے بڑائی رہے

کجا برزو آرشت عالیجناب
کجا کی و کیخسرو ماہتاب
کہاں زال اور سام صمصام تاب
کہاں رستم و گیو افراسیاب
سخن ہی سے ہے یاد یہ نقل خواب

زر نقد و دستار دیتے رہے
دُر و لعل و شہوار دیتے رہے
سخن گو کو سو بار دیتے رہے
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
جواہر سدا مول لیتے رہے

ہے کیوان در آستان سخن
بہت مرتفع ہے مکان سخن
سراپا ہے باطن زبان سخن
رہے جب تلک آستان سخن
الٰہی رہین قدردان سخن

شاہ عالم بادشاہ کی مدح و توصیف بارگاہ ظل الٰہی مین بطور دست قدح

سکندر حشم اور ہمایون ہنر
فریدون خدم اور جمشید فر
ہے اولاد تیمور یہ سب مگر
خدیو فلک شاہ عالی گہر
زمین بوس ہون جسکے شمس و قمر

ظہور عدالت فضیلت مآب
سر فتنہ ہے زیر پا دستیاب
چمک ذرہ بود کی ماہتاب
جہان اوسکے پرتو سے ہے کامیاب
وہ ہے برج اقلیم مین آفتاب

فلک اوسکا خیمہ ہے انجم سپاہ
فلک سے بھی ہے مرتفع بارگاہ
ملک کی سی خصلت جو رکھتا ہے واہ
اوسی مہر سے ہے منور یہ ماہ
جہان ہو وہ اور ہو جہاندار شاہ

قران ہے یہ سعدین کی ستنیر
وہ ہے قطب ہیئت یہ گردون بصیر
یہ قدر کلین وہ کیوان سریر
وہ مہر منور یہ ماہ منیر
اور اوسکا یہ نجم سعادت وزیر

مدح نواب والا جناب سے ہر شعر اس کا انتخاب ہے

ہو حکمت مین لقمان سی بہتر گر　ہو دولت مین قارون بھی کیا مال پر　سخاوت مین حاتم ہو بڑھ کر سبھر　حبب ایسا وہ پیدا ہوا ہے بشر
تب اوسکو دیا ہے یہ کچھہ مال و زر

نیزہ بازی نامہ وصف شجاعت مین رستم زال جسکی روایت مین ہی

قلم نیزۂ برزوی پہلوان　ویا گرزا سفندیار زبان　دواکر سے جنگی مین بہادم بیان　لکھون گر شجاعت کا اوسکی بیان
قلم ہو میرا رستم داستان

اگر رستمی کے وہ جوہر دکھائے　نریمان بھی ہان زال سان بیکار آئے　ٹھکانا ہو دونون جہان مین نہ پائے　غضب سے وہ ہاتھہ اپنا جبکہ اوٹھائے
اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کہائے

نکلکر کمر سے جو چھوڑے غلاف　تو ہیبت سے دشمن کو ہو در شگاف　وہ ذکر کہ قبضہ مین کیا کہو بان　جبکہ تیغ گر اوسکی روز مصاف
نظر آئے دشمن کو میدان صاف

ولیکن یہان اوسے ہے موبہو　دہری ایسی شجاعت یہان ایکسو　قضا کھیلتی سر پہ ہو مو بہو　اگر سینے حیائی سے کوئی عدو
بلا دیوی اوس تیغ سے منہ کبھو

تو ہی عقدہ سوت ہوجاوے حل　تو دو زخ کے طبقے مین ہو اوسکو محل　تو اوندہا ہو بیکل ہو وہ خون اوگل　تو ایسی ہی اٹھا کر کرے سر کے بل
کہ سر پر کہڑی ہو کے روئے اجل

عجب ہے اور شمشیر عجب　عجب تیغ اور اوسکے جوہر بھی اب　کھلے ہیں زخمون کے ساری لبا　نہو کیون صمصام برق غضب
کہ برق کی تشدید جوہر ہین سب

سوا اسکے اک دوسرا ہے عمل　دم تیغ اب جسکو کہتے ہین ایل　جو جوہر کے حلقو مین آیا خلل　ہوئی ہم قسم اوسکی تیغ اجل
نکل آئے یہ گر پڑے وہ اوگل

جو ہو روبرو اوسکے اسفندیار　ویا آئے رستم بھی ہو بیقرار　سنبھل کر اوسے دم کارزار　لگادے اگر کوہ پر ایکبار
گذر جاوے یون جیسے صابن مین تار

کہڑی ہاتھہ باندہے شجاعت پرے　یہ صولت لگے کچھہ یہ کچھ ورے　یہان رحم کا ذکر کیا ہے ارے　غضب سے غضب اوسکے کانپا کرے
تہور بھی ہیبت سے اوسکی ڈرے

سوا اسکے ایسا ہے وہ دلربا　کہ ہے خلق و بخشش پہ عالم فدا　یہ قوت یہ غصہ یہ رحم اس سوا　اور اس زور پر ہے یہ حلم و حیا
کہ ہے خلق کا جیسے دریا بہا

کسے اوسکے منطق مین ہے قیل و قال　ہے علم الٰہی مین فکر محال　ہر اک فن کا سن لیجیے اوس سے حال　جہانتک کہ ہین علم کسب کمال
ہر اک فن مین ماہر ہے وہ خوشخصال

ہے علم عروضی مین وہ خوش بیان　قوافی مین ماہر ہے اور فقہ دان　سخن رس سخن فہم ہے جادو دان　سخندان سخن سنج شیرین بیان
وزیر جہان و وحید زمان

جہانمین سخن کی بڑی کائنات　مرکب بہت اور بہت مفردات　تس اوپر وہ ایسا ذکی الصفات　سخن کی نہین اوس سے پوشیدہ بات

غواصی میں سب سہل اسکے نکات

فراست ہے سب اوسکی وقات میں ظرافت ہے رمز و اشارات میں ذکی ہے وہ حرف و حکایات میں سلیقہ ہر اک فن میں ہر بات میں

نکلتی نئی بات دن رات میں

طرب عیش آرام رہتے ہیں پال مخمر ہیں فرحت سے خاک آب و گل نہیں صحبت عیش میں غم مخل سدا سیر ہے اور تماشے پہ دل

کشادہ دلی اور خوشی متصل

عرصۂ کاغذ میں صید غزالان مضمون سے ہر نخچیر کا جگر خون ہے

تفنگ قلم کو میں لاتا ہوں یار کہ صحرائے کاغذ میں ہو آشکار ہو شیرانہ مضمون آہو بکار نہ ہو اوسکو کیونکر ہوائے شکار

تہور شعاروں کا ہے یہ شعار

مہارت ہے اوسکو کہ ہے یاد کید ہے یکتا زمانہ کا وہ سب پہ شدید بہم گفتگو کرتے ہیں عمرو زید کھلے بند میں جتنے صحرا میں صید

ہیں نواب کے دام الفت میں قید

اسد غالبا ہو جو افروختہ تو بھولے وہ سب اپنا آموختہ فقط لائے کیا گرگ اندوختہ ز مہرش دل آہوان سوختہ

بفتراک اک دو چشمہا دوختہ

وہ ایسا ہی کچھ نیک فرجام ہے شجاع و سخی نازک اندام ہے وہاں اشرفی کا نخود نام ہے شجاعت کا ہمت کا یہ کام ہے

درم ہاتھ میں ہے کہ بادام ہے

دلیری میں ہے وہ تہور شعار بڑے نامیوں میں بڑا نامدار درندوں سے خالی ہے ہر دشت یار نہ ہو کیا اگر اوسکو عزم شکار

درندوں سے بچایا شہر و دیار

عجب اوسکی عظمت عجب شان ہے عجب آن ہے اور عجب بان ہے نجابت سے ہر گر بیان ہے یہ انسان پر اوسکا احسان ہے

کہ بیخوف انسان کی جان ہے

نہیں روز آہو کی مسدود راہ سدا کرگدن شیر و یوز آہ و واہ ذرا شست باندھے تو کر کے نگاہ بنائی جہان اوسنے نخچیر گاہ

رہے صید واں آکے شام و پگاہ

وہ نخچیر گہ ہے علف زار کیا کہ گور و گوزن اوسمیں چرتے سدا وہ رہتے ہیں واں بن بلائے ہی آ پرندوں کا دل اسطرف ہے لگا

پرندوں کو رہتی ہے اوسکی ہوا

درندے گزندے چرندے سبھی بہم مل کے رہتے ہیں واں ہر گھڑی خوشی ہے کہ آدم شکاری وہی پلنگوں کا ہے بلکہ چیتا یہی

کمر آ بندھا دے ہماری کوئی

وہاں فوج لشکر کے بنڈ لپ چلے کبھی زور کیا ہے نہ بنڈا چلے نہ کچھ زور مینڈا نہ تنڈا چلے خبر اوسکی سنکر یہ گینڈا چلے

کہ ہاتھی بھی ہو مست انیڈا چلے

بہم مشورت کرتے ہیں کیا جوڑ توڑ تفنگ اوسکی دیوے اگر شانہ پھوڑ اسی عشق میں اپنا دل بیٹھ پھوڑ کہے ہے ارنے نہ ہو تیس [illegible] جوڑ

کہ جی کون دیتا ہے بدبد کے زور

وہ خضر بہت نصرت کا کیا اہتمام　غضر وہانکی سبزہ کا کہتے ہین نام　بیان تازگی کا زبان شاد کام　زمین سبز و سیراب عالم تمام

نظر کو طراوت وہان صبح و شام

وہان سنگ تھا لعل اور خشت زر　پئے آب تھی صرف آب گہر　سفیدی تھی نور خدا جلوہ گر　عمارت تھی گچ کی وہان پر شیر

کہ گذری صفائی سے جسپر نظر

کہین آئینہ بند تھا سارا شہر　کہ تہخانہ مین کہاتا تھا زہر　کہین چشمہ جاری کہین جھیل اور　کہین چاہ و منبع کہین حوض و نہر

ہر اک جا پہ آب لطافت کی نہر

بلندی عمارات کی صرف ان　سر آسمان ارتفاع و سکان　کہون اوسکی پہناوری کیا میان　کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان

کہ جون اصفہان تہا وہ نصف جہان

ہین خیابان روز باہم مدام　وہ محفوظ و خوش ہو کر تے ہر کام　شریفون رئیسون کا عالیمقام　نہ ہندو وہان اہل حرفہ تمام

ہر اک نوع خلقت کا تھا ازدہام

گلی کوچہ اوسکا پرستان تھا　گیا جو جہان بس وہین رہ گیا　دل آویزیان تم سنو اس سوا　یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا

کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا

گل و غنچہ اور نقش دیوار کے　نشان وہ بنائے خوش آثار کے　غرض یہان یہ سودے ہین تکرار کے　جہانتک کہ رستے تھے بازار کے

کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے

صفا و مجلی ہر اک سر بسر　سراپا بنے سنگ مرمر کے گھر　وہ محراب ایوان سفید اسقدر　وہ پختہ دوکانون کے دیوار و در

صفائی پہ جنکی نہ ٹھہرے نظر

جب اندر سے معمار باہر گئے　تو نقاش آرنگ کو بھر گئے　تجمل اسقدر ہو کے بھر گئے　صفائی پر اوسکی نظر کر گئے

اسے دیکھکے سنگ مرمر گئے

بلندی مین گھر غیرت طور تھا　مکان رشک ایمن بھی و دور تھا　ہر اک جا تجلی کا دستور تھا　وہ دولت سرا خانۂ نور تھا

سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

نئی طرز کی وہانکی تھی رسم و راہ　ہر آسودگی جسکی شاہد گواہ　وہ اکسیر اعظم کا نسخہ تھا واہ　غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ

عجب شہر تھا اور عجب بادشاہ

جسے دیکھو نواب ہے یا وزیر　صغیر اسمین ہے یا کوئی ہے کبیر　غرض ہین یہ سب آسودہ برنا و پیر　نہ دیکھا کسینے کوئی وہان فقیر

ہوئے اوسکی دولت سے گھر گھر امیر

میں الکتے لکھتے بڑھا ہے قلم　قلم بنگیا ہے جواہر رقم　صفت اوس سخی کی ہے ادنی رقم　کہانتک کہون اوس کا جاہ و حشم

محل و مکان اوسکا رشک ارم

چھلکتا سی عیش کا وہان ایاغ　شب و روز خورشید و مہ تھے چراغ　سدا راحت افزا تھی سی فراغ　ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ

نہ دیکھا کسی دل پہ جز لالہ داغ

حصول ہر طرح سے تھی فرحت اوسے　میسر ہر اک مال و نعمت اوسے　کہان عیش و عشرت سے فرصت اوسے　سدا ماہرویون سے صحبت اوسے

سدا جامہ زیبون سے زینت اوسے

ندیمان فہمی ہوش کا اژدہام　　وزیران دانا کا تھا اہتمام　　کنیزان خوشرو سے ہر لحظہ کام　　ہزارون پری پیکر اوسکے غلام
کمربستہ خدمت مین حاضر مدام

خدا کی عبادت بغل مین صنم　　نہ دن ریزہ تھا او نگی کف مین درم　　میسر خوشی عیش و عشرت بہم　　کسی طرح کا وہ نہ رکھتا تھا غم
مگر ہان ایک اولاد کا تھا الم

اسی غم سے اوسکو نہوتا فراغ　　اسی رنج مین رہتا تھا بد دماغ　　اسی فکر سے بہر رہا تھا ایاغ　　اسی بات کا اوسکے دلپر تھا داغ
نہ رکھتا تھا وہ اپنے گھر کا چراغ

زبر تھا پر اس امر مین زیر تھا　　بہی تہی یہی مطلقا ڈہیر تھا　　یہ بیش آمدہ پر زیست سے سیر تھا　　دنونکا عجب اوسکے یہ پہیر تھا
کہ اس روشنی پر یہ اندہیر تھا

جو اس غم کی چھائی تہی دلپر گہٹا　　بڑہا تھا نہایت یہ از بس گہٹا　　بہت گرجا برسا نہ سبزہ اوگا　　وزیرونکو ایکروز اوسنے بلا
جو کچھ دل کا احوال تہا سو کہا

کہ ہے شیشۂ دل یہ گرد ملال　　نظر صورت آتی نہین جز خیال　　اس آئینہ پر زنگ پر اختلال　　تو مین کیا کرونگا یہ مال و منال
فقیری کا ہے میرے دل پر خیال

کہا عمر پہونچی ہے تا چہل سال　　سفید آگئے ڈاڑہی مونچہون مین بال　　عبث ہے یہ جاہ و حشم مال و منال　　تو مین کیا کرونگا یہ مال و منال
فقیری کا ہے میرے دل پر خیال

بس اب مین نہ لونگا کسی شہ سے باج　　قلمرو مین ونگا نہ ہرگز رواج　　ہے عزم مصمم فقیری کا آج　　فقیر اب نہون تو کرون کیا علاج
نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

چلی زندگانی جہکی ہے کمر　　نہین دور کی چیز آتی نظر　　گہٹے زور و قوت بڑہا رنج پر　　جوانی تو میری گئی سب گذر
نمودار پیری ہوئی سر بسر

بہت تخم عشرت کو بویا کیا　　بہت بلبل ہوش گویا کیا　　بہت کہلے پر ہاتھ دہویا کیا　　بہت ملک پر جان کہویا کیا
بہت فکر دنیا مین سویا کیا

رہی دور مجھ سے بہت عاقلی　　سدا پاس میرے لگی کاہلی　　رہی بیخودی و نسے جاہلی　　رہے بی تمیزی و بے حاصلی
کہ در فکر دنیا درین غافلی

یہ سنکر دیا کیسا روشن جواب　　یہ دنیا ہے اک چندروزہ کا خواب　　ندیمون نے بتلائی راہ صواب　　وزیرون نے کی عرض اے آفتاب
نہو تجہکو ذرہ کبہی اضطراب

یہ عالم ہے جتنا عجب بے ثبات　　ثبات اسکا رکھتا ہے کیا کائنات　　مگر مصلحت یون ہے اے نیکذات　　فقیری جو کیجے تو دنیا کے ساتھ
نہین خوب جانا او دہر خالی ہات

جو اچھے ہین انکا ہے سب فال نیک　　فقط قال کیا نیک افعال نیک　　جو ہین نیک انکے ہین افعال نیک　　کرو سلطنت نیک اعمال نیک
کہ تا دو جہان مین رہے حال نیک

ہے قول رسول کریم الصفت کہ ہے حُبِ دنیا کی ہر شی ہبت یہ کہتی ہے دنیا سے پرکر مت یہ دنیا جو ہے مزرعۂ عاقبت

کھیتی مین ضائع کرو اسکو مت

جو تم خواب سے صبح دم اُٹھو وضو غسل کر کے نمازین پڑھو نمازین کرو پہر وظیفے پڑھو عبادت سے اس کشت کو آب دو

جو وہان جا کے خرمن بہی تیار لو

یہ دنیا ہے دو روز کی کائنات نہ تم کو قیام اور نہ اسکو ثبات نہ بہولو کبہی جبتلک ہے حیات رکھو یاد عدل سخاوت کی بات

کہ اس فیض سے ہے تمہاری نجات

سوا اسکے جس بات کا ہے الم ازل کو چلا اوس مین جیسا قلم وہ سچ آپ فرماتے ہین دمبدم مگر ہان یہ اولاد کا ہے جو غم

سوا اوسکا تردد بہی کرتے ہین ہم

خدا سے نہو جے کبہی لا تخف یونہین لکہ گئے ہین یہ اہل سلف رکھو حق سے امید تم صف بصف عجب کیا جو ہووے تمہارے خلف

کرو تم نہ اوقات اپنی تلف

رکھو تم تمنا و ہم آرزو کرو عرض امید حق سے جو ہو نہ نا امیدی کو دل مین لانا کبہو نہ لاؤ کبہی یاس کی گفتگو

کہ قرآن مین آیا ہے لا تقنطو

فسون فال تعویذ سب کچھ کرو مساجد مین جا جا کے شمعین رکہو اودہر لو لگا دل سے ہر دم جہکو بلاتے ہین ہم اہل تنجیم کو

نصیبونکو اپنے ذرا دیکھ لو

بہروسا نکچھ اسپہ رکھنا فقط منجم کو خدا بھیجے وہ یکسر نقط کیا اوسکا غم اس سخن سے غلط تسلی تو دی شاہ کو اس نمط

دئے اہل تنجیم کو بہیجے خط

جفردان جو اچھے تہے اہل وطن بہر بیت اون سے کیا یہ سخن چلو تم بلاتے ہین شاہ زمن نجومی و رمال اور برہمن

غرض یاد تہے جنکو اس ڈہب کے فن

پرانے تہے وہ پاکہ تہے سب نئے سبہون نے ہوئے اسطرح درپئے کہ تم سب ہو اک تحفہ و توشئے بلا کر اونہین شہ نے سب لیگئے

ہو ہین رہبر و شہ کے وہ سب گئے

ہوا رعب اس در ہے جی مین سخت عرق مین ہوا غرق سب تن کا رخت ادا کر کے تسلیم دل کر کے لخت پڑا جب نظر شاہ کا تاج و تخت

دعا دی کہ ہوون شہ کے بیدار بخت

بجالائے تسلیم کا انتظام بڑے ہی ڈرتے ڈرتے وہ آگے تمام ادا کر چکے جبکہ سب اہتمام کیا قاعدہ سے ٹھہر کر سلام

کہا شہ نے مین تم سے رکھتا ہون کام

ذرا اپنی پوتہی تو کہولو شتاب کرو مکر کم میکھ کا کچھ حساب کہ کیا سعد و نحس اخترونکی ہے تاب نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب

میرا ہی سوال اوسکا لکھو جواب

جو تم جمع ہو سب کہین وہین پڑہو تو میری نشر خط جبین کوئی دور ہے اور کوئی قرین نصیبون مین میرے تو دیکھو کہین

کسی سے بہی اولاد ہے یا نہین

سمجھکر کے اور جمع کر کے حواس صفین باندہکر بیٹھے سب پاس پاس ملانے لگے اونکے زد جونکی راس یہ سنکر وہ رمال طالع شناس

لگے کھینچنے زایچے بقیاس

تو وارد ہوئی ہے نئی واردات　وہ خط کھینچ کر دیئے نقطے نکات　کسی نے کہا ہو بڑی کتنی بات　دھری تختی آگے لیا قرعہ ہات
لگا دھیان اولاد کا دل کے سات

کئی بار قرعہ ہلا متصل　اسی سوچ مین پھر لگا اپنا دل　سمجھ کر کوئی آنہو وسے نخل　جو پھینکا تو شکلین گئین بیٹھ ل
کئی شکل سے دل گیا اونکا کھل

تو آپس مین باتین وہ کر کے سبھی　ہوئی ایکدل اک زبان ایک جی　یکایک وہ صف دست بستہ ہوئی　جماعت نے رمال کی عرض کی
کہ ہر گھر مین امید کی کچھ خوشی

ہوئی پھر فکر مین ہم سب غریق　نہایت ہی ذخار ہے اور عمیق　کشادہ دلی ہے نہین ابتین ضیق　پہ سن ہم تو او جا ملو کے شفیق
بہت ہمنے تکرار کی ہر طریق

کبھی زوج کو فرد اور کبھی کبھی　ادھر اور ادھر تو خوشی مین سبھی　سوا قرعہ کے کیا کہین ہم ابھی　بیاض ہمنے دیکھی ہو اس رمل کی
تو ایک ایک نقطہ ہے فرد خوشی

خوشی اور خوشی عیش کا ہے مقام　سرانجام عشرت کا ہوا ہتمام　ہیں اسواسطے آپسے ہم کلام　ہے اس بات پر اجماع تمام
کہ طالع مین فرزند ہو تیری نام

قدح اس مین کیا ہے سراسر مرج　مرج کو نہ ہرگز سمجھیو نہ قدح　ہر ایک کو شرح لیکن ضرورت مین شرح　زائچہ کی شکل مین سب ہے فرح
پیا کرئی وصل کا تو قدح

یہ سب کہہ چکا اس بیان کا حساب　تو تسلیم کر اور اوٹھا کر شتاب　لگے پڑہنے مطالب کا اپنے پایاب　نجومی ہی کہنے لگے ور جواب
کہ ہمنے بھی دیکھی ہے اپنی کتاب

سنیچر جو آیا گیا وہ بھی ٹل　ہوا سینچ اب تو خوشی سے بدل　کسی طرح سے اب نہین ہے خلل　تو سب دن سب گئے ہین نکل
عمل اپنا سب کہہ چکا ہے زحل

فلک کا ہوا آج کل طور اور　ہر اک دور کرتا ہے راحت کو غور　ہے ثابت یہ سیارون کا اب بفور　ستارون نے طالع کے بدلے ہین طور
خوشی کا کوئی دن کو آتا ہے دور

پڑا عتبۃ الداخل آکر اگر　تو خارج کیا اوسکو اس سر بسر　خیال آیا اس مین تو بس غور کر　نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر
تو دیکھا کہ ہے نیک سب کی نظر

جو سب کہہ چکے مدعا کو پکار　کسی کو کسی کا نہ تھا انتظار　سمجھ کر کے آخر یہ کرنا ہر کار　کیا پنڈتون نے بھی اپنا بچار
تو کچھ اونگلیون پر وہ کر کے شمار

وہ ہین اور رہین اور دیکھو کو سربسر　گنا تو روجوڑا کیا اولوتر　پھر اسمین خیال آیا انکا مدہر　جنم پترہ شاہ کا دیکھکر
تلا اور برچھک پہ کر کے نظر

اوٹھے اور آداب کرکے ثنا　کرشن اپنی کرپا کرین برملا　مہاراج آنند رہیو سدا　کہا راجہ جی کی ہے جے ہو دیا
چندرمان سا بالک ترسے ہوئیگا

کرین دیوتا اب دیا جانمن   سکی رہیو تم اور تمہارا برن   دہن تا زبان اور زبان تا دہن   نکلتے ہین اتہو خوشی کے بچن
نہو گر خوشی تو نہون برہمن

پڑہا پتہ اور لگا کر حساب   خوشی کا ہیرا اک نقطہ ہر اک کتاب   اسی شبد سی آرہا ہی جواب   مہاراج کے ہونا مقصد شتاب
کہ آیا ہے اب پانچوان آفتاب

ہر گہر مین خوشی کے شادیانہ خواری   قران سرسری زہرہ و مشتری   پر البتہ لگی سرو ری   نصیبو نکی ہی آپکے یاوری
کہ آئی ہی اب پانچوین مشتری

اثر سے دعا کو قبول اگر   کہلا ہے اجابت کا در سربسر   حضور اور سب شبہ پیارے جو ہم   مقرر تری چاہئیے ہو پسر
کہ دیتی ہے یون اپنی پوتھی خبر

ہمین اسمین کرنی پڑی غور ہی   کہ اس طور مین ہی بنیاد ہی   وفا سے ملا ہے یہان جور ہی   ولیکن مقدر ہے کچھہ اور ہی
کہ ہین اس ستارے مین پر سنہ طور ہی

اگر گوش دل سے حضور اب سنین   خوشی سنکے البتہ کچھہ غم کرین   رضا بر قضا کی ہی راضی رہین   یہ لڑکا تو ہوگا و لے کیا کہین
خطر ہی اسے بارہوین سال مین

تو سن ہم سے ای شاہ عالی مقام   ہمیشہ رہے اسطرح اہتمام   لڑکپن سے تا بارہ برس مدام   نہ آئے یہ خورشید بالائے بام
بلندی سے خطرہ ہے اسکو مدام

تو لد ہو جس روز سے جس جگہہ   کرو حکم دایہ کو بس وان پہ رہ   نصیب سے مہر ماہ کو یہ کہ   نہ نکلے یہ بارہ برس رشک مہ
رہے برج مین یہ مہ چہار دہ

گذر جائین بارہ برس جب کہین   یہ طفل کا بہی اور دایہ ہوین وہین   نہ اسمین کبہی فرق ہووان وان   یہ سنکر کہا شہ نے اونکے تئین
کہو جیکا خطرہ تو اسکو نہین

کہا فرق تا کعبہ و دیر ہے   کہا اسکو آرام سے سیر ہے   کہا جان لیوا کوئی غیر ہے   کہا جان کی سب طرح خیر ہے
مگر دشت غربت کی کچھہ سیر ہے

کوئی زہرہ ہو یا کہ ہو مشتری   کوئی ایک ہووے کہین مشتری   کوئی اسکو یہان سے اوڑا دے ہو ذری   کوئی اسپہ عاشق ہو جن یا پری
کوئی اسکی معشوق ہو استری

خطا و زایچہ فال اسباب کے سب   بہم متفق ہو کے سب با ادب   کہین پر نہ کیے جانکو اسکی اب   کچھہ ایسا نکلتا ہی پوتھی مین اب
خرابی ہو اسکو کسی کے سبب

زبانی سنا اونکے جب یک قلم   خوشی رنج دونون ہوے آ بہم   تو سنکے یہ کفتگو اور ستم   ہوئی کچھہ خوشی شہ کو اور کچھہ الم
کہ دنیا مین توام ہو شادی و غم

مگر دل ہوا مضطرب بیقرار   کہا آپ ہی کیا ہے اسپر مدار   کہا اپنی تسکین دل کو پکار   کہا شہ نے اسپر نہین اعتبار
جو چاہے کرے میرا پروردگار

سخن ایسے جو یکسر آمد ہوئے   تو اندوہ غم ہی سرآمد ہوئے   خوشی غم بہم دل بر آمد ہوئے   یہ فرما محل مین بر آمد ہوئے

نجم وہان سے برآمد ہوئے

کچھہ ایک سہمگین اور کچھہ شاد شاد   مصلی پہ بیٹھا وہ عالی نژاد   مٹایا دل اپنے سے غم کا فساد   خدا پر زبس اوسکا تھا اعتقاد

لگا مانگنے حق سے اپنی مراد

مصلے بچھا اور مسجد مین جا   بہت عجز سے اپنے سر کو جھکا   بٹھا دل مین خوف خدا ہاتھہ اٹھا   خدا سے لگا کرنے وہ التجا

لگا آپ مسجد مین رکھنے دیا

دعائین لگا مانگنے با فراغ   مئی مدعا سے کیا پر ایاغ   خوشی نے کیا اوسکا دل باغ باغ   نکالا مرادون کا آخر سراغ

لگائی اودہر لو تو پایا چراغ

ترشح ہے حسن دعا یکدگر   اثر ابر نیسان کا آیا نظر   شگفتہ ہوا گل تو پایا ثمر   سحاب کرم نے کیا جو اثر

ہوی کشت امید سے بارور

لگی دیکھنے امید کا ہے سو لو   ہوا خرمن زندگی جمع لو   نجومی نے جن روز دن کی گفتگو   اوسی سال مین یہہ تماشا سنو

حمل رہگیا زوجۂ شاہ کو

سُنا ماجرائے حمل شہ نے جب   کہا شکر تیرا ہے اے میرے رب   سنے پہلے جو ذکر اونکے سبب   جو کچھہ دلپہ گذرے تھے رنج و تعب

مبدل ہوئے وہ خوشی ساتھہ سب

طلوع ہونا شاہ خاور کا برج حمل سے برآنا شہزادہ کا نخل تمنا مین سحاب کرم عز و جل سے

نکلتا ہے اب ابر سے ماہتاب   چمن ہے نسیم سحر اور سحاب   منگا شیشہ و جام کو اور کباب   خوشی سے پلا مجھکو اسدم شراب

کوئی دم مین بجتا ہے چنگ و رباب

طرف علم موسیقی کے ہے رجوع   نئے رنگ سے راگ کا ہے وقوع   خدا ساز ہوتا ہے سامان طلوع   کرون نغمہ تہنیت کو شروع

کہ ایک نیک اختر کرے ہے طلوع

رہا ہر برج حمل مین مگر   منازل کو طے کرتا تھا بیشتر   بدر آیا وہ بدر کامل ادہر   گئے نو مہینے جب اوسپر گذر

ہوا گہر مین شہ کے تولد پسر

ہر اک دام الفت مین قید ہوا   جہان حسن پر اوسکے صید ہوا   وہ اک نور تہا جو ہویدا ہوا   عجب صاحب حسن پیدا ہوا

جسے مہر و مہ دیکھہ شیدا ہوا

چمک اوسکی صورت کی با آب و تاب   جھپکنے لگے دیدۂ ماہتاب   تجلی کو جب اوس سے ہوا اضطراب   نظر کو نہو جسکے دیکھنے کی تاب

جسے دیکھہ بیتاب ہو آفتاب

جمال جہانتاب ہی سب بے نظیر   جبین غیرت روی بدر منیر   وہ نجم آپ جسکا سراج منیر   ہوا وہ جو اوس شکل سے دلپذیر

رکہا نام اوس کا شہ بے نظیر

محل مین غلو تہنیت کا ہوا   مبارک سلامت کا اک شور تہا   دعا کیلیے ہاتھہ یکسر اوٹھا   خواصون نے خواجہ سراؤن نے جا

بہت نذر گذرانیان اور کہا

مبارک ثمردار ہو یہہ درخت   مبارک اسے زندگی کا درخت   مبارک تجھے دن گئے تھے جو سخت   مبارک تجھے اے شہ نیک بخت

که پیدا ہوا وارث تاج و تخت

مبارک سرشت اور ہمایون شیم　کیومرث دم اور فریدون قدم　فریدون قدم اور کیومرث دم　سکندر نژاد اور دارا حشم

فلک مرتبت اور عطارد رقم

ہو قبضہ مین اوسکے جہانگی زمین　تو حکم ہووین کہین و ہین　شہان اقالیم سب ہنین چین　رہے اوسکی اقلیم زیر نگین

غلامی کرین اوسکی خاقان چین

ہوا شمع اور فرشتہ کو جو راز　ہوئے عیش و عشرت کے دروازے باز　نوید خوشی کا ہوا امتیاز　یہہ سنتے ہی فرزند دیکھا جانماز

گئے تا کہہ سجدہ کرے بے نیاز

کرم تیرا بندہ پہ ہے بار بار　مناسب ہمین عجز اور انکسار　تو مالک ہے اسے میرے پروردگار　تجہے فضل کرتے نہین لگتی بار

نہ ہو تجہسے مایوس امیدوار -

وضو کرکے اپنا مصلّے بچہا　ارادہ نفل کا مصمم ہوا　قیام و قعود اور سجدہ کیا　دوگانہ غرض شکر کا کر ادا -

تہیہ کیا شاد ہو کے جشن کا

مبارک سلامت کی کر دہوم لے　در دولت شاہ پر سب جو چلے　صفین باندہ کر جو جا ہر ہوے　وہ نذرین خواصون کی خوبی کی

اونہین خلعت و زر کا انعام دے

دیا حکم اونکو که بازار ہو -　سب آراستہ شہر و بازار ہو　بجا لائے جو اہر سے کار ہو　کہا جائے جو کچہہ که درکار ہو -

کہو جا نشاط اونسے تیار ہو

وزیرون سے تہا جو مناسب کہا　وزیرون سے ارشاد کیا کیا ہوا　وزیر دولت کو فرمان کا حکم تہا　نقیبون کو بلوا کے یہہ کہدیا -

که نقار خانے مین دو حکم جبا

خوشی مین از بس ہے کے سب انتظام　طرب عیش سے ہوویں باہم کلام　ہر اک کامین آج ہو کچہ پیام　که نوبت خوشی کی بجاوین تمام

خبر سنکے یہہ شاد ہون خاص و عام

لا حکم سرکاری دوڑے سبہی　کہا آئی نوبت تمہاری ابہی　نہین دیر سن تمہیں کیا دیر آگہی　یہہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچی

لگا ہر طرف بادلہ اور زری

ت اہل تہا تیاری مین اونکو جب　خبر گوش زد ہو گئی اونکے جب　تو سامان کر ٹہیک بیٹہے وہ اب　بنا ٹہاٹہہ نقار خانہ کا سب

مہیا کرا اسباب عیش و طرب

درستی کو سامان کی تاک جہانک　نفیری و قرنا مین دم پہونکہ ہانک　بڑہے عیش و عشرت کے ان سب کے آنک　ستارون کو بانات بزرگ کے ٹانک

شتابی سے نقارونکو سینک سانک

جو زیرک سیانے تہے اونمین ذرا　درست اپنا کر ساز و برگ و نوا　دو زانو سنبہل بیٹہہ اور ہاتہہ اٹہا　دیا چوب کو پہلے دم سے لگا -

لگی پہیلنے ہر طرف کو صدا -

ہوا لے اوڑی سمت گردون دون　اوڑے سے بستی والون کے ہر کہین　بجے میر اوڈنکا زمانہ مین لن　کہا زہے مہہ سے بہ مہر شگون

که دون دون خوشی کی خبر کیون نہ دون

یکایک نشان بند کی نوبت بجی ہر اک دل کی گویا کہلی گٹھڑی چلا ستھرا اک ایک پہلجہڑی بجی شادیانی جو وان اوسگہڑی
ہوئی گرد و پیش آنکہ غلغلہ ہر گہڑی

نظر آئی کیا قدرت کارساز گہٹا اور بڑہا کہ نہ آسکے وہ باز سنبہل کر لگے آپسمین اینٹہنے بہم ملکے بیٹہے جو شہنا نواز
بنا منہ سے پہر کی لگا اوسے ساز

وہ جاسے پہن طرز معقول سے نہ وہ یاد مشغول کو بہول کے کڑی پہن ہاتہون پر پہول کے سہرون پر وہ سرپیچ معمول کے
خوشی سے ہوئے گال گل پہول کے

وہ گانے بجانے لگے آپ ہی تو محظوظ خوش اور خوش آئی خوشی تری والی گانے ٹہہری بہی لگے یعنی آپسمین خوشی کی نئی
اڑانا لگا بجنے وہان اوسگہڑی

دکہاتے تہے نقارچی اپنے گن تہی ڈنکے کی چوٹ ڈنکی ہر بیچ و بن تو سن سنکے سب سننے والے تہے سن کرو نین نوبت کی شہنا کی دہن
سگہڑ سننے والون کے کہتے تہے سن

لائے تہے آپسمین سُر اور سم پہچ لینا ہر اک نئے دمبدم وہ نوبت کی نوبت بہم زیر و بم ترہی اور قرنا ہی شادی کی دم
لگے بہرنے نیپ اور کہر جمین بہم

ادہر اک طرف کو چلا جلجل نوا خوشی ہوتی تہی دل مین ہر دم سِوا وہ تہی جہانجہہ مین اپنی سرتا بپا سنی جہانجہہ نے جو خوشی کی نوا
تہرکنے لگا تالیون کو بجا۔

گیا رنج اور دل کو راحت ہوئی خوشی آئی غم سے فراغت ہوئی عجب لطف کی پہر تو صحبت ہوئی نئے سر سے عالم کو عشرت ہوئی
کہ لڑکے کے ہونیکی نوبت ہوئی

امیر و وزیر اور لازم تمام گہرون سے چلے اپنے سب لاکلام کہین پالکی اور کہین تامجام محل سے لگا تا بدیوان عام
عجب طرح کا اک ہوا اژدہام

مراتب مین تہے جو کہ خورد و کبیر سن و سال مین جتنے برنا و پیر روپے اشرفی اور جواہر کثیر چلے لیکے نذرین امیر و کبیر
لگے کہینچنے زر کے تو دست فقیر

سواری مین آیا کوئی پاؤن پیادہ لگا خوب ہی اُن کا ہاتہ مین دان نہ چتر و ریشم کہ بہنڈی جہان تو دے شاہ نے شاہزادہ کی نونت
مشائخ کو اور پیرزادون کو گاؤن

کہلے حکم شہ سے خزانون کے در بلانے لگے لینے والے ادہر علی قدر رتبہ دیا سوچ کر امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
وزیرون کو الماس و لعل و گہر

کسیکو کہین زر کے توڑے دئے نہ کہئے کہ ہاتہون کو تہوڑے دئے جو مفلس تہے اونکو بہوڑے دئے خواصون کو خوجون کو جوڑے دئے
پیادے جو تہے اونکو گہوڑے دئے

نہین کچہہ سخاوت کا حد و شمار حساب اوسکا ہو جو پایان کار دبیر فلک کہہ رہا ہے پکار خوشی مین کیا یان ملک زر نثار
جسے ایک دینا تہا بخشے ہزار

بڑہی اسقدر جب خوشی کی رسوم سحر سے چلے اہل شام اور روم تہی داد و دہش اس خوشی مین عموم کیا بہانڈ اور بہگتیون نے ہجوم

ہوئی آج آہی مبارک کی دھوم

یہہ جتنے تہے حرفہ ہر اک خاص و عام در شاہ پر سبکا تہا اژدہام زچہ بچے کی خیر دامن کو تہام لگا سب کہنچنے جو نیر نی تمام
کہانتک مین لون ہنرکارونکا نام

بہت خوش گلو ناز اعجاز کے گویے بڑی اپنی انداز کے یکتا کے اوستاد ہمراز کے جہانتک کہ سازندے تہے ساز کے
دہنی سنت کے اور آواز کے

بچہہ بار مد پر رہا اعتبار بچہہ تان سین اور نایک ہزار غرض سبکے سب جمع باندہی قطار جہانتک کہ تہے گایک اور ڈیپ کا
لگے گانے اور ناچنے ایک بار

مئی عیش سے مست تہی شیخ و شاب بہار و نگار و شراب و کباب ہے دنیا کے باجون کا یہان کیا حساب لگے بجنے قانون و چنگ و رباب
بہا ہر طرف جوئی عشرت کا آب

ہوا بندہ گئی راگ اور رنگ کی مزا دیتی تہی گٹکری سنگ کی صفت کیا گلوئی خوش آہنگ کی لگی تہاپ طبلون کی مردنگ کی
صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی۔

لکہون دہرپتونکی خبر یک بیک الاپین تہین اور دہرپتونکی گمک ہر اک تہاپ پر رنگیی تانہہ تہک گئی طبلون کی آسمان پر گمک
اوٹہا گنبد چرخ سارا دہمک

سبہون کا وہ باہم عجب اختلاط ہر اک سے ہر اک کا نیا ارتباط بہلے اور برے کی تہی احتیاط خوشی کی غرض ہر طرف تہی بساط
لگے ناچنے اوسپہ اہل نشاط

وہ موئی کمر تہی لچکتے ہوے وہ دہوتی کی بالی لٹکتی ہوئی وہ انگیا کی بیٹی دمکتی ہوئی وہ بالون کے گہنگرو جہنکتے ہوے
کناری کے جوڑے چمکتے ہوے

وہ بتون کے موتی عجب شان مین وہ مرکی سماوے نہ امکان مین وہ بالے نئے آن بان مین وہ بالے چمکتے ہوے کان مین
پہڑکنا وہ نتہنی کا ہر آن مین

بتانیکی خاطر نئے تہے نکات وہ گہونگہٹ دوپٹہ کا نظر کی بات وہ پانونکی ٹہوکر بتانیکی گہات وہ گہٹنا وہ بڑہنا اداؤں کے سات
دکہانا وہ رکہہ رکہہ کی چہاتی پہ ہات

کبہی دید بازون کو بس ٹالنا کبہی بات کو ناز سے پالنا کبہی تیغ غمزہ کہین ڈھالنا کبہی دل کو باتون سے حل ڈالنا
نظر سے کبہی دیکہنا بہالنا

نئے ناز و انداز و آن و ادا کسیکو کبہی ہنسکے لینا ملا کسی دل کو لے لینا آنکہین لڑا دکہانا کبہی اپنی چہب مسکرا
کبہی آپ انگیا کو لینا چہپا

کسیکی حمایل مین لعل یمن کسیکی وہ نتہہ جسمین در عدن کسیکی جہمکتی انگوٹہی کے فن کسیکے چمکتے ہوے نورتن
کسیکے وہ مکہڑے پہ نتہہ کی پھبن

وہ ہونٹہون کا لاکہا ہر یاقوت اگر دہڑی بہی ہے مسی کی نیلم مگر وہ ماتہے کی افشان ستارے ہین پر وہ دانتون کی مسی وہ گلبرگ تر
شفق مین عیان جیسے شام و سحر

وہ عارض کا تل کوکبِ انتخاب   وہ چین جبین موجِ بحرِ شباب   وہ سردیِ نفس کی ہے صبحِ آب   وہ گرمی تھی چہرے کی جون آفتاب
جسے دیکھ دلکو ہوا اضطراب

وہ رنگِ عقیقِ یمن لعل لب   وہ نہاوٹ وہ مسی کی آفت کی شب   صراحی وہ گردن کی تحفہ عجب   چمکنا گلو کا صفا کی سبب
وہ گردن کے ڈورے قیامت غضب

چھپر کھٹ سے نظر کی لگا دیتی چوٹ   کٹاری ہی غمزے کی رکھ جسم کو ٹوٹ   کبھی ناچنا باندھ آپس میں جوٹ   دوپٹہ کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ
کہ پردہ میں ہو جائے دل لوٹ پوٹ

کوئی علمِ موسیقی میں خوش نگہ   کسیکو ہے سازندگی میں غلو   کوئی آگ بھڑکائے دیپک کی لو   کوئی فن سنگیت کے شعلہ رو
برہم جوگ لچھمی کی لے پیر ملو

بجاتا ہے بیٹھا کوئی جلترن   کوئی گھنگرو میں ہلاوے ہرن   کوئی ہو ہم پتھر کا کر دے بدن   کوئی دائرہ میں بجا کر برن
کوئی ڈہمڈ ہی میں جتاتا ہے فن

کبھی میٹھی باتوں سے کرلیویں رام   کبھی تلخکامی سے کردیں تمام   کبھی مردہ زندہ کریں کر کلام   کبھی مار ٹھوکر کریں قتل عام
کبھی ہاتھ اوٹھالیویں کر توکو تھام

کبھی کہنی میں ہے بجتے آئے ہان   نہ بچے کی خیرداری میان   کبھی چونہ پہرتی ہے ہر مین جمع یہان   کبھی بہانڈ اور بھگتیوں کا سمان
کبھی ناچ کشمیریوں کا وہان

ہے گوری الیہ کا دیپک کا کام   جو پھر آگ آئے گھر آگ میں شاد کام   یہ دربار میں خلق کا اذنِ عام   محلمین جو دیکھو تو اک اژدہام
مبارک سلامت کی تھی دھوم دہام

خوشی و طرب کی ہر اک جا ہے دھوم   کوئی سیدھی چلتی کوئی گھم گھوم   ہنسی چہل اور قہقہے ہیں ہجوم   پری پیکروں کا ہر اک جا ہجوم
وہان ہی بڑی عیش و عشرت کی دہوم

وہان عیش و عشرت تہی دن اور رات   لطیفہ چٹکلے میں خوش تہی سات   بہر حال تہی خرمی کی صفات   چھٹی تک غرض تہی خوشی مسکی بات
کہ دن عید اور رات تہی شب برات

پلا ہوے جوتے میں وہ خوش خصال   رہا بر جبین اخترِ نیک فال   کرے اوسکو اللہ بہ بہ کمال   بڑہا یہ وہی پر دیکھی جیسے ہلال
محل میں لگا پلنے وہ نونہال

بڑہا کچھ وہ اور عمر بھی کچھ بڑہی   وہ آغوش میں ہون یان لگی بیٹھنے   خوشی دوسری اسمیں آگر ملی   برس کا ہوا جب سال اوسکی ہی
دلِ خستگان کی گرہ کہل گئی

ہوا دوسرا تیسرا سال آ   وہ باتیں وہ کہیل کا ائے کا صابہلا   پہر اسمیں خدا کے کرم سے ذرا   وہ کل جبکہ چوتہی برس میں لگا
بڑہایا گیا دودہ اوس ماہ کا

ہوئے جمع آکے اہلِ علوم   وہ جفری وہ رمال و اہلِ نجوم   وہی سارا سامان یکسر عموم   ہوئی تھی جو کچھ پہلی شادی کی دہوم
اوسیطرح جیسے پہر ہوا وہاں ہجوم

وہی شمع روشن وہ سب تنگ   وہ نقارخانے کی بجتی امنگ   جو بہانڈ اور بہگتی آئی ترنگ   طوائف وہی اور وہی راگ رنگ

ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ

وہ گل پاؤن سے اپنے جس دم چلا　بہار ارم ہو گیا نقش پا　نیا تازہ وہ تر شگوفہ کھلا　چمن نقش پا بن گیا اے صبا

وہان آنکھہ کو نرگس نے ملا

لگا پھرنے وہ سرو جب پاؤن پاؤن　ہی شمشاد شاداب اوس قد کی چھاؤن　بنی بوستان تہی جہان اوسکی گانو　گلستان تہا بسر رہا جو گانو

گئے بہر دہی آزاد تب اوسکی ناؤن

نہال اوٹھانا گل اور طبع کا صفت بنانے باغ مین شگفتگی گل سخن کی بیچ وصف بر لانے ثمر کے سراغ مین

مے ارغوانی پلا ساقیا　گل و غنچہ جام و صراحی بنا　ذرا ہاتھ مین شیشہ ساغر اوٹھا　عوض مین صبوحی کی صبح و مسا

کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا

دیا شاہ نے ترتیب خانہ باغ　ہوا بادہ عیش سے پر ایاغ　نہالان گلشن سے ہوئے باغ باغ　بنا گل چراغ اور بنا گل چراغ

ہوا رشک سے جسکے لالہ کو داغ

عمارت کی خوبی زر و سیم کے نشان　خوش آثار نقش و نگار اوسکے ہان　وہ محراب طاق حرم کا نشان　بلند ایسے بام فلک پست یہان

لگے جنمین زربفت کے سائبان

چقین ہر ایک در پہ بندہی زرنگار　وہ سونیکی میخین تہی آبدار　وہ ریشم کی ڈورین جواہر نگار　جہکے سائبان اپنی باندھے قطار

دروں پر کہڑی دست بستہ بہار

وہ مقیش کی ڈوریان سربسر　وہ موتی کی جہالر لگی پیشتر　جواہر کی مسواکیان یکدگر　ادہر اودہر اور یہان سے اودہر

کہ جسکا نہ ہو چنبہ تار نظر

چہوتا تماشا تہا آنکہون کا جال　اوٹھا کر نگہہ کو جو دیکہا یہ حال　تو نظری ہوئے تیلیونکی مثال　بناوٹ پر اونکی جو باندہا خیال

نظر کو وہان سے گذرنا محال

سنہری مغرق وہ تہین سیاریان　بڑی پر تکلف تہین تیاریان　عجب طرح کی تہین طرحداریان　کہین نکتہ پر دیکہی عیاریان

وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دو ہر طرف آئینے جو لگا　مقابل ہوا ایک کے دوسرا　ہر اک منہ کو حیرت سے تہا تک رہا　وہ دیوار و در شکل مین پر صفا

گیا چوگنا لطف اوسمین سما

وہ مخمل کا فرش اوسکا ستہرا کہ بس　وہ چینی پر اوسکی دیبا نفیس　وہ کمخواب کے تکیہ چشم عسس　قلم کو ہو لکہنے مین کیا دسترس

پڑی جسپے آکے نہ چشم ہوس

ہوئے شمعون سے اوسمین روشن مدام　سلگتا وہان عود جنت مدام　دل روشن اوسکے کنول وقت شام　ہوا روشنی کا عجب اہتمام

معطر شب و روز جسکے مشام

چھپر کھٹ مرصع کا دالان میں مکلل پلنگ اک نظر دلنشیں بنا ڈھنگ تھا آئینہ خانہ میں کیا اوسکو آراستہ آن میں
چمکتا تھا اسطرح ہر آن میں

زمین پہ تھا اسطرح اسکی جھمک نظر پہ فرش کی جالی تھی جھمکت ٹھہرتی نہ اوس پر نگہ کی پلک جھلا ہل نظر میں تھی اسکی لٹک
ستاروں کی جیسے فلک پر چمک

زمین کا گرد و نواحی کیا ہیں بیان سنہرے درختے مشابہ تھا ہاں نہ ٹھہرتی پوری مثال اسکی یہاں زمین کو کہوں غیرت آسمان
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیاں

نہی رنگ سے جوہر گوہر کی لہر جو پے شیر ہی اوسپہ کہانی تھی ہر کنارے کی کیونکر کہوں اوسکو لہر سمندر کا گر عقد کا اوسکے مہر
گئی چار سو اوسکے پانی کی نہر

قمر نے سی گرد اوسکے سرو سہی ادہر سنگترہ اور صفری کہی شریفہ شرف سے ثمر تھا ابہی انار انبہ و ناشپاتی سبھی
کچھ ایک ڈیرے دور اوس سے سیب بھی

کہونکیا ہیں کیفیت دار و بست عجب سرخ تھی مالیوں نے نشست کبھی نیست ہوتے کبھی ہوتے ہست مئے عیش کے نشہ میں مے پرست
لگائی رہیں تاک ہاں مے پرست

ہوا ابھار سے گل ہے پھلے عنادل کی سرمست ہیں چہچہے ہیں کبک دری کے نئے قہقہے کہو شہر اس طرف پہ بہے
چمن سارے شاداب اور دہہے

زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ ہے سوسن پہ شبنم ہی کا زنگ گل یاسمن ہیرا ہی بسید رنگ عقیق یمن لالہ شوخ و شنگ
روش کیا جواہر کا گویا ہے سنگ

روش کی صفائی پہ بے اختیار یہانتک صفا تھی وہ آبدار نہایت ہے وہ شستہ و رفتہ کار خیال خس و خار کا کب گذار
گل اشرفی نے کیا زر نثار

چمن سے ہر اک باغ گل سے چمن کہ تھی گلشن کی گل پیرہن کہ ہر اک کیاری بنی تھی دلہن تھی کثرت سے پھولونکی ایسی پھبن
کہیں نرگس و گل کہیں نسترن

کہیں رائے بیل اور کہیں موتیا کہیں گل کھلا اور کہیں چاندنی کہیں جوہی کی سندر تھی ہوا کہیں سیوتی ہنس رہی جا بجا
چنبیلی کہیں اور کہیں موگرا

کہڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان گل فرنگیاں ڈالیاں ٹپرہی پھولونکی کہیں نرگس و سوسن دہ زبان کہیں عشق پیچہ کے ہیں پیچ عیان
بدن پان کی ادہر ہی آن بان

کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار کہیں اشرفی اور کہیں تازہ نار سہاگن کہیں سیوتی کی قطار کہیں گنگی کہیں نرگس گل ہزار
جدہی اپنے موسم میں سبکی بہار

کہیں جعفری اور گیندا کہیں گل سفید اور اودے کہیں کہلا نرگستان کا ڈالا کہیں گل مہندی اکبر کے پھولے کہیں
سماں شبکو دائودی کا کہیں

عجب چاندنی میں گلونکی بہار ہر اک گل ہر اک غنچہ پڑے ہزار ستاروں سے کی تخم پاشی ہزار کیا چاندنی کہنہ شب صبح کا

ہر اک گل سفیدی سے مہتاب وار

کرے باندگین سے نسیم ہر ایک تار | صبا پھیرتی ہے دامنکو جھاڑ | وہ شمشاد سی مولسری کی آڑ | کھڑے سرو کیطرح چنپی کی جھاڑ

گچھے تو کہ خوشبوؤن کے پہاڑ

کھین چاندنی ہے کھین یاسمن | کھین موگرا اور کھین نارون | کھین راسبیل اور کسی جا مدن | کھین دونا نسرین کھین نسترن

عجب رنگ سے ارغوانی چمن

نکلے ندی رو ہر سمت کو قہقہے | روش پر کھین سبزی ہے لہلہے | ہجوم درختان بلبل کہے | پڑا آبجو ہر طرف کو بہے

کریں قمریان سرو پر چہچہے

چنبیلی کا سایہ بدن بان ہے | بنفشہ کا سر پائے ریحان ہے | ہوا سے وہ ہلتا ہر اک پان ہے | وہ جھک جھک کے گرنا خیابان ہے

بنفشہ کا سایہ عالم گلستان ہے

نئے گل کھلا ہر اک ڈال نے | سارے کو ہاتھ کو ڈالنے | کنور خار گلشن نگہبان لنے | لئے ہاتھ مین چلنے مالنے

روشوں کو لگین نیکنے بہانے

قد سرو مین ہے کچھ ایسا کمال | کہ قمری ہو آگر سدا پائمال | لگے ہو جس روش پر الگ گلشن کا جمال | کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال

رہین ہاتھ جوبن گلے ڈال

کھین نغمہ خوان بلبلین خوش گلو | صدا قمریونکی کہ حق سرو | کرے کوکو فاختہ کو بکو | خرامان ہے بہا صحن مین چار سو

دماغونکی دیتی ہر اک گلکی بو

ورے بلبلین ادھر کو پڑے | اُدھر اچکا و کے سے دل ہو رہے | دو غنچہ واتو دہر پل پڑے | کنارے سے نہر پر قاز او قرقرے

لئے ساتھ جو بچہ وہ نکے پڑے

بہار چمن کا ہمین او جھوہ | صدا غوک کے آبجو کی لہو | عنادل کے چہچہے ترنم و | صدا قمرونکی سطو نکا وہ شو

دو غنچہ نہ بنگلے بنفشہ سرو نہ ہو

ئے عیش سے تاک بھکاہوا | عجب حال آرام کہ کاہوا | بدن گل کا سو طرح جھکاہوا | چمن آتش گل سے دہکا ہوا

ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

اُٹھا باغ کا لطف یہاں اہل صبح | جوانان گل سیر پن ان اہل | ہو گئی سر سے ہوش عقول | صبا جو گئی ڈھیر یان کر پھول

سٹے ہر طرف مولسریونکی پھول

ہر لطف یہان ایک کھاداون | بہاروں کے نکلے سرو کی تہ تاون | بہار آتی ہے دوڑتی ننگے پاؤن | کہ کیلونکی اور مولسریونکی چھاون

لگی جائین انکو مین لےبیکانا ن

عجب عیش و عشرتکی ہین یہ تمین | کرین انکو ان الفت سے اور بلبلین | کہ جنکے دل لگی ہے ہمنشین | نہین ہے گلو پر سدا بلبلین

سبق کی ہاں السمین باتین کرین

کتاب گلستان کے معنی ادق | کہ ہر بیت نقطی میں ہے حرف | ہوا سینہ ترکیب مشتق مشتق | درختون نے نیر کو نکی کہو لو رق

کرین بلبلین یہ قرأت بہا سبق

ورق گل کا ہر اک نے نشان کا   بنا تھا حسن لفظ عنوان کا   الف سرو سے حرف قرآن کا   سماں تھا سر باغ دیکھ اوس آنکا
پڑہیں تا بہ انجم گلستان کا

جو ہیں جن سمنی عورتیں آئیاں   عجب طرح کی اونکی سرگرمیاں   ادہر سی ادہر پہر وہاں سے وہاں   ددا دائیاں اور بنی خانیاں
پہرین ہر طرف اونمیں جلوہ کنان

ادہر اور اودہر پہرتیاں گہوم گہوم   مقابہ کی آئی اوٹہا کوئی توم   فراخ حوصلہ کوئی تہی کوئی شوم   خواصونکا ادہر اودہر ہو تہا ہجوم
محل کی وہ چہلپیں تہی اسکی دہوم

کسیکے دوپٹہ میں پہولونکی باس   تہا اوپر ہوا عطر خس سے مساس   لگا پٹہ کرتیمیں ہے برق اساس   تکلف کا پہنے ہوے سب لباس
رہین رانیان شاہزادے کے پاس

مبارک قدم کوئی مست شراب   چنبیلی کو ہنس ہنسکے دیتی جواب   نویلی کوئی اور کوئی شتاب   کوئی گیتکی اور کوئی گلاب
کوئی مجہرتن اور کوئی ماہتاب

بہم عطر ململ کے اتراتیاں   جو اسمیں وہ فرصتیں پاتیاں   رگڑتی چلیں چہاتی سی چہاتیاں   ادہر اور اودہر آتیاں جاتیاں
پہرین سنتے جوبن کو دکہلاتیاں

کسی سے کہیں کوئی بیٹہی لڑے   کوئی جوڑکر ہاتہ پاؤں پڑے   کوئی دل کبیدہ ہو پہرتی سے چہڑے   بجاتی پہر کوئی اپنے آگے کڑے
کہین واہ واہ اور کہین چہیڑ چہڑے

کنوین سے کوئی مشکیان بہر کر لائے   پہر کہین کوئی آفتابہ اوٹہائے   کوئی جا کی ندمیں تنگی نہائے   کوئی حوضمین جاکی غوطہ لگائے
کوئی نہرمین بیٹہی پاؤں ہلائے

کوئی اپنی آپ سے آینہ لائے   کسی سے کوئی اپنی چوٹی گندہائے   کوئی اپنی آنکہوں میں سرمہ لگائے   مقابہ کوئی کہول اسے ہی لگائے
لب نہر دہیری کوئی بیٹہی جتائے

چنبیلی و چمپا و ابیل وہان   وہ اوپر موتی شبو نرگس عیان   گل و لالہ و نرگس و ارغوان   ہوا اون گلون سے دوبالا سماں
اوسی باغمیں تہا وہ سرو روان

جو تہے کام آغاز و انجام کے   بجا لاتی سب اوس آرام کے   سرانجام تہے شیشہ و جام کے   غرض لوگ تہے یہ جو ہر کام کے
سو سب واسطے اوسکے آرام کے

ہر اک پیش آتا محبت کے ساتھ   محبت عنایت مروت کے ساتھ   مروت محبت عنایت کے ساتھ   پلا جب وہ اوس ناز و نعمت کے ساتھ
پدر اور مادر کی شفقت کے ساتھ

سبق خوان تہا نامہ تجہولی زبان   کتاب معانی کا قصہ روان   ادیب اور اوستاد حاضر ہیں ہان   ہوئی اوسکے مکتب کی شادی عیان
بندہا پہر اونہیں شادیونکا سماں

اتالیق منشی معلم عجیب   ادیب اور ملا و حافظ غریب   بہلے فیلسوف اور بندہ شفیق طبیب   معلم اتالیق منشی ادیب
ہر اک فن کے اوستاد بیٹہے قریب

ہوا آکی مکتب میں اک اژدہام   دبیر و امیر و وزیر و غلام   کہ بسم اللہ بسم اللہ سی ہو مدام   کیا قاعدے سے شروع کلام ؛

پڑہانے لگے علم اوسکو تمام

الف با تا ثا جیم حا اور خا   کریما و محمود نامہ پڑہا   گلستان ابو الفضل منطق سوا   دیا تہا زبس حق نے ذہن رسا

کئی سال مین علم سب پڑہ چکا

عروض اور علم الٰہی کا ڈہب   قوافی وغیرہ کو سیکہا ہے جب   وہ طے کرکے فقہ و اصول آنکے سب   معانی و منطق بیان و ادب

پڑہا اوسنے معقول و منقول سب

مرکب پڑہا طبع موزون سے   طبرزد کو سمجہا طبرخون سے   پڑہا فلسفہ مین فلاطون سے   خبر دار حکمت کے مضمون سے

غرض جو پڑہا اوسنے قانون سے

بنا تہا جو پہلے اوسکو اہل علوم   تو وہ سیکہتا تہا سبہی دہوم دہوم   ہنر کسب فن ضبط کرکے عموم   لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم

زمین آسمان مین پڑی اوسکی دہوم

ہوئی گرچہ ملتا نہ اونکی بہی بر   مسمیٰ بہت علم ایسا تہا اظفر   کچہہ صرف مین بسر کی اپنی عمر   کئی علم نوک زبان حرف حرف

اسی نحو ہی مین بسر کی اپنی عمر

جو لڑکے تہی مکتب کے سب مجلیس   تو لکھنے پڑا اوسکو وہ دو اسیس   کہ وہ سب تہے سولہ تو وہ اونیس   عطارد کو آنے لگی اوسکی ریس

ہوا سادہ لوحیمین وہ خوشنویس

عجب شوق پہونچائی اوسنے بہم   کہ رتبہ جواہر رقم کا ہی کم   وہ تو اب برابر ہوئے سو کے ہم   ہوا جبکہ تو خط وہ شیرین رقم

پڑہا گر لکہی سات سے نو قلم

سیاہی سے توام تہا مشک تتار   پڑی آب گوہر کی پانی کی دہار   وہ کاغذ کا تختہ چمن کی بہار   لیا ہاتہہ جب خامہ مشکبار

لکہا نسخ و ریحان و خط غبار

شفیعہ کی تحریر سے پہر ایاغ   تہا المعز الدولہ سیمین انفراغ   ہلالی ہوا حلقہ کا داغ   کیا خط گلزار سے جب فراغ

ہوا صفحہ قرطاس گلزار باغ

یہ علم و ہنر کسب فن آ میان   سبہی آدب سیکہے ہیں جو ہر بان   بنا منطقی جفری فقہ دان   کہو ان علم اوس کا کہانتک عیان

کہو خوب اب مختصر یہ بیان

ہوا لکھنے پڑہنے مین وہ سب سے میر   عطارد ہوا پڑہ کے البس ہبیر   وہ اس علم مین ہے نہایت گوشہ گیر   کمالوں کو جو درپے ہوا سب بے نظیر

لیا ہیچ حلقہ مین سب فن تیر

نشانہ پہ جسکی نے احسان کیا   تو زہ پر کبادیکو قربان کیا   سر موکو شست پیچان کیا   صفائی مین ہو فار پیکان کیا

گیا جبکہ تو دہ پہ طوفان کیا

قلم گر کہا کاغذ پری ہیں   اکہاڑے امیدان نخین اوچہیتن   مقابل مین آئے تو آب اہرمن   رکہا جو پتہ یہی ہے اگر ہی مین

کیا اپنے قبضہ مین سب اوسکا فن

ادائین عجب بنیتر سے چہائیان   کہ کہائین ڈپٹ کی بلائیان   گئی پہرتیان ہاتہہ نے پائیان   ہوئی مین دست بازو کی بنائیان

اوڑائین کسی ہاتہہ میری گہائیان

دھل زبان قلم کا بجا قیل و قال　یہ ہم فن ہے آتا نہیں جس کا حال　وہ بہچو بنا یا ربدہ کی مثال　رکھا موشقی پر جو کچھ چہ خیال
گئے قید سے اوسکے ہاتھوں نہیں تال

شبیہ سخن کھینچی ہے مگر　تو حیرت کا خاکہ اڑا سر بسر　دل اب خامہ ہوئے معنی یہ دہر　طبیعت گئی کچھ جو تصویر پر
رگی رنگ سے اوسکے تہ نظر

تفنگ ظفر خامۂ شوخ شنگ　مضامین سخن ہیں جو یا خدنگ　نشانہ اڑا یا کیا بیدرنگ　گئی دم میں سکھا وہ کسب تفنگ
ہوئے دیکھ حیران اہل فرنگ

مبارک مزاج اور فرخندہ حال　ملائم ہر اک فن سے قیل و قال　وہ ایسے کہ آئی نہ جنکو زوال　سوا ان کمالونکے کتنے کمال
مروت کی جو آدمیت کی چال

غریبوں کے حالونپہ شفقت اونکی　حسینوں سے ہر لحظہ الفت انہیں　بجائی بزرگوں کی خدمت انہیں　رذالوں نغموں سے نفرت انہیں
سدا قابلونکی ہے صحبت انہیں

بدل اوس سے راضی امیر و وزیر　خوشی ہر گھڑی سب صغیر و کبیر　مگر پاس سے تہا وہ بینظیر　گیا نام پر اپنے وہ دلپذیر
ہر اک فن میں سچ مچ ہوا بینظیر

آمادہ ہونا اک ذہن رسا کا فرمان نافذ ہونا جلوس سواری والا کا

سدا شیشہ منہ سے آلی ہے قلقل　نشہ میں بیان کرے احوال گل　صراحی آ جا جام ساغر میں قلقل　پلا ساقیا مجکو اک جام مل
ہوا نئی پر آیا ہے ایام گل

غنیمت سمجھ الفت دوستان　غنیمت سمجھ فرصت دوستان　غنیمت سمجھ عشرت دوستان　غنیمت سمجھ صحبت دوستان
کہ گل بیخبر ہے زرات ہے بوستان

رولا ابر باران اگر رو سکے　ہنسا برق خندان جو غم کھو سکے　دہلا داغ بجر انکو گرہ ہو سکے　ثمر لے بہلائی کا گر ہو سکے
شتابی سے بولے جو کچھ بو سکے

نہ ہو وہ کبھی ابر غم رو سکے　خوشی کو وہ غم کسطرح ڈھو سکے　برائی کو کہو اگر کہو سکے　ثمر لے بہلائی کا گر ہو سکے
شتابی سے بولے جو کچھ بو سکے

کہ گردش زمانیکی ہی دلفگار　ابہی گل ابہی دم میں سے شکل خار　نسیم سحر ہو نہ بگی ہزار　کہ رنگ چمن پر نہیں اعتبار
یہاں جیسے خمدین ہے خزان و بہار

کہوں خوبی کیا اوسکی اقبالکی　بدی نحس ادبار تازگی حالکی　خبر دونگا پھر گردش قالکی　پڑہی جب گرہ بادہ دہ سالکی
کہلی گلجہی غم کی جنجال کی

تکلف کا ہو ہر طرف اہتمام ہر اک سمت خلقت کا ہو اژدہام ہوا تھا ابھی مہر گردون تمام کہا شہ نے بلوا نقیبونکو شام
کہ ہوین سبح حاضر سبھی خاص عام

جو غافل ہو خادم وہ ہوشیار ہو بجا لاوے جو حکم سرکار ہو سحر گاہ کل عام دربار ہو سواری تکلف سے تیار ہو
تھیٹا کرین جو کہ درکار ہو

دو کانونمین ٹٹّے کاین چینی پرند قلمکار گلزار ڈالین کمند کرین جسکو اہل جلب سب پسند کرین شہر کو ملکے آئینہ بند
سواری کا ہو لطف جس سے دوچند

ہنی کارپرداز امیر و وزیر وضیع و شریف و کبیر و صغیر منادی کرے شکوہ بندہ نظیر رعیت کے خوش ہون صغیر و کبیر
کہ نکلیگا کل شہر مین بے نظیر

امیرونکی تیاریان واہ واہ غریبونکی خوشیان کہ شکر اِلٰہ ہو ہر طرح آراستہ بارگاہ یہہ فرما محل مین گئے بادشاہ
نقیبون نے سن حکم لی اپنی راہ

مغان فلک کا سنو تم حساب کہ انجم تہے شکل نقل و کباب لگا دور چلنے پیالی شتاب ہوئی شب لبالب تھے جام شراب
گیا سجدۂ شکر مین افتاب

طرب عیش کی کثرتین گھر بگھر تجلی کی تہی روشنی دربدر ادہر شام تہی صبح آئی ادہر خوشی مین گئی جلد جو شب گذر
ہوئی سامنے سے نمایان سحر

در گنج عشرت کی تہی وہ کلید کہ دم بھر مین بس ہو گئی آپدید عجب شب تہی فرخ کہ گویا نوید عجب شب تہی وہ جون سحر رو سفید
عجب روز تہا مثل روز امید

کواکب کی مجلس اوٹہی جس آن لپٹی گئی کہکشان کی طناب منازل کو طی کرکے بعد اضطراب آگیا مژدہ صبح بر ماہتاب
اوٹھا سورج انکھہ کھولتا شتاب

خواص و ذراعام بات اب سنو زمرد کی چوکی کو تم گرد دیکھو اٹھو ہاتھ مین آفتابے کو لو کہا شاہ نے اپنے فرزند کو
کہ بابا نہا دہوکے تیار ہو

میلانِ خاطر ذہین رسا کا واسطے غسل شاہد مضمون کے اور دُھل دُھلا کر پاک صاف ہونا ساتھ لباس موزون کے

عجب شب و فراز زمان سفیدی سیاہی کو سوچے میان بلندی و پستی کی سوجہ درمیان پلا آتشین آب پیر مغان
کہ بہول بیٹھے گرم و سرد جہان

جو خاطر مہر ہے تجھے فرض عین   نگرینہ کو دینی ہین تو شورشین   صفا کرکے کشتی کو دو چار دین   اگر چاہتا ہے ہمسر دل کو چین
نہ دینا وہ ساغر جو ہو قلتین

بلورین صراحی کو کر جسکمتا   ذرا ساغر ماہ کو دے جلا   جو ہو جائین یہہ ظرف بالکل صفا   کدورت میرے دلکی دہو ساقیا
ذرا شیشہ میکو دہو دہا کے لا

ہے میلان خاطر صفا دل پذیر   ہر ایک شے مین حاضر صغیر و کبیر   در غسل خانہ پر آئے امیر   کہ سرگرم حمام ہو بے نظیر
گیا ہے نہانیکو بدر منیر

خیال آیا کیا طبع حجام مین   کہ تھا پہنسا آنکھ ہر دام مین   تھے خدام مشغول ہنگام مین   ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین
عرق آگیا اوسکے اندام مین

کدورت بدنکی گئی ساری ہل   اور آب گہر جسم پر آیا ڈہل   مسام بدن سب گئے اوسکے کھل   تن نازنین نم ہوا اوسکا کل
کہ جسطرح ڈوبا ہو شبنم مین گل

کہا مہر نے آفتابہ کہان   تو خدمتین کیوان نے باندہے میان   اوٹھا لو پانی سمویا وہان   پرستار باندہے ہوئے لنگیان
مہ و مہر سے طاس لیکر وہان

بدن سے بہی گل کے تہا نازک وہ تن   نہاتے مین وہ جاتا تہا جسکہ تن   بہم ہوگئے آپس مین سب مرد و زن   لگے ملنے اوس گلبدن کا بدن
ہوا ڈہیلا آپسے وہ چمن

لگی ہے ادہر عین چشم فلک   دمک سے بدنکی جھپکتی پلک   بدن تہا مصفا گریبان تلک   نہاتے مین یون تہی بدنکی دمک
یہ سینے مین بجلی کی جیسے چمک

بدن دہل دہلا کر بنا جسم تر   ٹپکتا تہا عنبر سے آب گہر   وہ ترتی تہی بازو کی مچھلی مگر   لبوں پر جو پانی پڑا سربسر
نظر آتے جیسے وہ گلبرگ تر

وہ کاکل وہ عارض گئے یاد دم بوس   گل چاندنی اک ہم آبنوس   ڈہلک کر جبین سے گیا ایک گوس   ہوا قطرہ آب یون چشم بوس
کہے تو پڑی جیسے نرگس پہ اوس

نہانے لگا وہ سر افراز حسن   عیان اوس سے ہو نیلگا ناز حسن   لگا سر پہ اوڑنے وہان باز حسن   لگا ہونے ظاہر جو اعجاز حسن
ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن

وہ ماہ منیر اور وہ آب کثیر   وہ آب کثیر اور وہ ماہ منیر   تہے دو چاند گویا صغیر و کبیر   گیا حوض مین حسن بے نظیر
پڑا آب مین عکس بدر منیر

وہ برق جبین اور وہ موئے سر   وہ دندان کے گوہر کا کل اودہر   وہ خورشید عارض وہ خط لبسر   وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر
کہے تو کہ ساون کی شام و سحر

وہ ہیرے کے اک لو سی تہی تیز تیز   کرے اوس سے کیا نجم ثاقب گریز   زبان تجلی سے تہی شرر ریز   ہر اک زین پہ پیہاک موج نور خیز
ہوا جب وہ فوارہ سان آب ریز

عقیق یمن نے لیا رنگ پا   ہنا سرخ کبرا کو وہ ہم رنگ پا   نہ پہونچا مگر اوسکے پاسنگ پا   کہڑے نے ہاتھ مین سنگ پا

شہ و شاہزادیکو گذرانیان

کمر بستہ حاضر تھے خدمت گذار   کسیکو کسی نے بلایا پکار   عجب نیک ساعت تھی ہر وقت بار   ہوئے حکم سے شاہ کے پھر سوار
چلے سب قرینہ سے باندھے قطار

سواری کا اوس وقت تھا اہتمام   وہ خلقت کی کثرت وہ اژدہام   تھی تیاریونکے بڑے احترام   سجے اور سجائے سبھی خاص و عام
لباس زریں ملبس تمام

سروں پر ہر اک بانکی ٹیڑھی ہے پر   عیار محبت میں تھے سب کھڑے   بہم جوق جوق اور جواہر بھرے   طرف کی طرف اور نکے پرے
ادہر کچھ ادہر کچھ اور کچھ پرے

پیادے کہیں اور کہیں فیل بند   وزیروں کے سر خرمی سے بلند   بساط زمین کا ہی رخ ارجمند   مرصع کے سازونسے کوتل سمند
کہ خوبی میں روح القدس دیکے خند

وہ فیلونکی زربفت کی جھولیان   شب تیرہ مین تھین کہکشان   مرصع وہ گھوڑونکی زرین عنان   وہ فیلونکی اور میگڈمبر کی شان
جھلکتی وہ منقش کے سائبان

چمکتا تھا جوں برق ایک ایک گہر   مطلا منقش جو تھا سر بسر   سوا ایسکے لوٹا ہو بخت قمر   بنے تھے تمامی سے دیوار و در
تماشی تھا وہ شہر سونیکا گہر

سکندر کی تدبیر آئی پسند   بلائے جو تھے کاریگر ہوشمند   تھی ترتیب اول حلب بند کیا   تھا اربعہ اسمر آئینہ بند
سواری کا الطاف ہان چار خند

یہ خلقت کا انبوہ تھا خواہ نخواہ   ہوئی وہان ہوا کی بھی بستہ راہ   امیر و وزیر و غریب اور شاہ   رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ
گذرتی تھی رک رک کے ہر جا نگاہ

پری اور غلمان اودہر مین   تماشائیون سے بھرا دشت بن   درختونپہ بیٹھے تھے اہل وطن   سب آئے جمع کو ٹھونپہ امرد و زن
ہر اک سطح تھا جوں زمین چمن

تہا ہر چند گہر سے بہت فاصلہ   ہوا شوق کا لیکن ہر دل آبلہ   اکیلی نکی ہو پڑا کر خانہ   یہ خالق کی ہیں قدرت کا ملہ
تماشہ کو نکلی زن حاملہ

اگہستے چلی وہاں نحیف و ضعیف   جو بیمار کچھ تھے شریف و خفیف   بہر حال پہنچے فقط کیا ظریف   لگا آنچ تا ضعیف و نحیف
تماشیکو نکلے وضیع و شریف

پڑی تھی بن سیر دیکھنے کی کل   دد و دام وانا محل بے محل   چرندے پرندے تھے خوش دل   وحوش و طیور و تلک سے خلل
پڑے آشیانوں سے اپنے نکل

کہلے تھے پر ہر چند پرند تھا   ہوتے پر پر نہ وہ اڑ سکا   بیان کیا کرون اسم صیاد کا   نہ پہنچا ہر اک مرغ قبلہ نما
سو وہ آشیانہ مین تڑپا کیا

جبین غیرت ماہ سیمین رشک   وہ چہرہ تماشا گہری رشک شمس   بہر وجہ یوسف کیشور جبین   زلیخا بشاہزادہ بہت حسین
جو دیکھے عاشق کہاں ہین

ہجوم اسپہ خلق کا اژدہام　سوار ہمین جب ہوے نظر خاص و عام　انہی جلوہ شانین بصد احترام　نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام
کیا اوسنے جھک کر اوسکو سلام

خوشی جتنے ہوئے کی جب نگاہ　زبان سے کہا مرحبا واہ واہ　اوٹھا کر کے ہاتہ سبکو بخوا نخواہ　دعا شاہ کو دی کہ بار الٰہ
سدا یہ سلامت رہیں مہر و ماہ

پلے اسکے سایہ مین یا کردگار　نہال اسکا ہووے سدا بار دار　ثریا مقام اور کیوان شعار　یہہ خوش آمدہ ہے شہریار
کہ روشن رکھے شہر پروردگار

عنان سمند قلم پھیر دو　نہ طول میدان کو طے کرو　دکھائی ہوے سیر کو سو بسو　غرض شہر کے باہر اک سمت کو
کوئی باغ تھا شاہ کا وہمین ہو

یہاں سے وہاں اور ادہر اور ادہر　ہر اک سمت پھر کر لیے ادہر پہ　چلے سوئے دولت سرا یکدگر　عنایت کو دکھلا اپنا لپ
گھڑی چار تک خوب سی سیر کر

اوہی آن و انداز ہوشیار　اوہی گشت و شان سے بردبار　اوہی اوج اور ہو تمہ سرار　اوہی کثرت فوج سے سوار
پہر اس شہر کی سمت کو شہریار

تماشائی پھر کر اپنے گھر　روانہ ہوئے لوگ کھولی کمر　رہے آدمی کچھ در شاہ پر　سوا اسکے سب چاگئی فوج ادہر
گئے اپنی منزل مین سب ہمسر دگر

در آمد ہوئے محل مین بے جنجال　چلے لینے اہل محل لے کے دل　خوشی سے ہر اک انکی بیگم سنبھل　جہانتک کہ تھے خادمان محل
خوشی سے وہ ڈیوڑہی پر آئے نکل

کوئی اودہر چادر کوئی آئینہ شال　کوئی آگے ہے رومال　کسی نے لیا اپنا دامن سنبھال　قدم آگے بڑہ کے لیے باہر نکال
لیا سب نے آئینہ وار استقبال

کسی نے لگا سوہنی یہ دا　کسی نے جواہر کا اوسپہ وار　خوشی آئی جو سبکو خوشی بہا　بلائین لگیں لینے بے اختیار
کیا جسکو بکا رہت نے نثار

ہوا باغ تک محل اور مکان　کھلے تھے گل و لالہ و ارغوان　بنا تھا جو سبھی بوستان　گیا جب محل مین وہ سرو روان
بندھا ناچ اور راگ کا پھر سمان

وہ ساوہ پہ بیٹھا تھا چالاک وہ　نظر سب پہ کرتا تھا بیباک وہ　خوشی کی بندھی عجب دیکھ کر　پہر اسکے [illegible] شاک وہ
رہا ساتہ سب کے طربناک وہ

زمانے کی دیکھی تھی رسم و رہ　خبر گر چہ ہم سر کی گاہ گہ　خبر [illegible] کی نہ تھی واہ وہ　تماشا یہ شب تھی تپ چار دہ
ترا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ

طرب [illegible] کا ہر طرف تھا وفور　کنیز و غلامان غلمان و حور　نظر مین [illegible]　نظارے سے تھا اسکے دلکو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور

ہر انجم تھا مہتاب کی بات کا　کواکب ہر اک کی تابکا　کوئی دم مین خیال آگیا خواب کا　عجب لطف تھا سیر مہتاب کا

کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

ہوئی شاہزادی کا دل بیقرار   وہی لطف میں جی تھا اضطرار   ہر اک نجم ناشمین تھا برقرار   ستارہ تھا خورشید سا آبدار

یہہ دیکھی جو وہاں چاندنی کی بہار

کچھ آئی ہوا دس کے دلمیں ترنگ   یکایک اوٹھی پھر آئی جیمین امنگ   لگی شیشہ عیش کے دلمیں سنگ   کوئی دم میں گردون بدلتا ہے رنگ

کہا آج کوٹھے پہ بچھے پلنگ

خواصون نے جا شاہ سے عرض کی   جو اُسے ہے کی خبر کچھ نہ تھی   کہی شاہزادی نے جو وہ سنی   بھلی سوجھی دلمیں نہ آئی بری

کہ شہزادہ کی آج یون ہے خوشی

ارادہ ہے کوٹھے کے آرام کا   نہیں خوف کچھ دور ایام کا   کرے آدمی شر سے کام کا   جو آغاز میں سوچ انجام کا

کہ بہایا ہے عالم لب بام کا

کہا شہ نے اونکو ہوں نہ خلل   نہ سمجھا کہ وہ جو ہان ہے ازل   طرب عیش اور لطف تو ہے محل   خلل کا زمانہ گیا کیا بدل

اگر یون ہے مرضی تو کیا ہے خلل

پر اتنا ہے اوس سے خبردار ہون   ہر اک شغل میں آپ ہر بار ہون   نہ غافل رہیں خوب ہشیار ہون   ولیکن سبھی ملکے تیار ہون

خبر لیں کبھی پہر وہ بیدار ہون

لب بام پر جب وہ سوئیں صنم   رہیں پائیں بائیں پر اک بیش و کم   سرہانے سبھی ملکے بیٹھیں بہم   رہیں جاگتی تا کہ وہ رشک جم

کریں سورۂ نور کو وہ سپہ دم

تمہارا سہارا بول بالا رہے   خبر دستبام بالا بالا رہے   پرہ ہوشیار ہر آنیوالا رہے   نگہبان وہاں حق تعالےٰ رہے

یہہ اس گھر کا قائم اوجالا رہے

تمہارا سہارا بول بالا رہے   سدا بول بالا یکا بالا رہے   نگہبان ہر اک سر و بالا رہے   جب آرام میں سیر بالا رہے

یہہ اس گھر کا قائم اوجالا رہے

کہا تب خواصون نے حق امید   سنا ہم جب نے قریب بعید   کہ ہر نیک وقت اور ساعت سعید   ہوئی شہ سے باہم یہہ گفت و شنید

یہی ہے کہ ہم بھی رہیں رو سفید

پھرین حکم لیکے وہان سے شاہ کا   چلیں ساتھ دیتے ہمراہ کا   اوٹھا رنج باہم بہت راہ کا   اداجبر اکبر کے درگاہ کا

بچھونا وہان پر کیا ماہ کا

قضارا وہ دن تھا او سیاہ کا   یہہ پردا پڑا بھولکی چپاکا   نہ واقف تھا غفلت کے احوالکا   ہو خواہ غافل اس افعال کا

غلط وہم باطنی مین تھا حالکا

سخن معلوم یکایہہ سچ ہی قدیم   جو ہونیوالی وہی ہو ندیم   اوسی پر رہے آدمی مستقیم   جو لکھا ہو تقدیر میں اے سلیم

کر آگے قضا کی سو احمق حکیم

ہر اک اپنی چپکے عیش بیچ   نجانا کہ کٹجائیگا بدکہ پیچ   ہی تدبیر تقدیر کے آگے ہیچ   زمانہ کے ایسے ہیں پیچ پیچ

نہ سمجھے نہ نیکی نہ کچھ اونچ نیچ

نہ انجام سوچا نہ آغاز غور   خیالات آتی رہی اور اور   زمانہ کرے کیا خدا جانے جور   یہ جانا کہ یون ہی رہیگا یہ دور
نہ سمجھے زمانیکا ہی اور طور

کبھی جام آئی دے کبھی جیسے بھنگ   نراجی کبھی ہے کبھی اور نگاہ تنگ   جو دانا ہو سمجھیگا وہ اوسکے ڈھنگ   کہ اس بیوفا کی ہی ہے ترنگ
یہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم نئین رنگ

شہنشاہ عالم یکی نام ریخت   غبار فنا در سر انجام ریخت   گر آنکہی موت در کام ریخت   گر بادۂ عیش در جام ریخت
کہ بر فرق صبحش نہ صد شام ریخت

خبر ہی یہ مشہور ہے شہر شہر   جلاتا ہے یہ دہر بس دہر دہر   ہے اندک اگر مہر بسیار قہر   نداری تعجب ز نیرنگ دہر
کہ آرد ز یک جنس تریاک و زہر

ارتفاع خواب غفلت بخت خفتہ شاہد مضمون والا کا اور بلند پروازی پری کی ہوائے تعشق بینظیر میں اور اوڑا لے جانا مع پلنگ پرستان میں اور آراستہ کرنا مکان اعلی کا بیدار ہونا چوکیدارونکا بیٹھا رہونا یارون کا

در میکدہ مجھ کو کھول کر   ذرا منہ سے شیشہ قرابہ بہر   بہت جلد تر اور بہت جلد تر   شتابی سے آ اوٹھ ساقی سیمبر
کہ چارون طرف ماہ ہے جلوہ گر

تجلی مہتاب بالائے بام   چمکتی ہے جسطرح جیسے سیم خام   ذرا شیشہ کجکر کے ای برق فام   بلورین گلابی مین بھر دے کہ جام
کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام

کہان پھر یہ گل اور کہان یہ چمن   تیرے پے رہینگے سدا یار بن   یہ اتنی بھی صحبت غنیمت ہی گن   جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
مثل ہے کہ ہے چاندنی چار دن

میر میکدہ جو دل سے یہ ہے   مگر کھیلے تقدیر کا پھیر ہی   پلک کی جھپک مین زبر زیر ہے   اگر میکدہ دینے مین کچھ دیر ہے
تو پھر جانیو یہ کہ اندھیر ہے

طلا کار کسیر پستا تھا رنگ   وہ پایہ کرسی کہان پائی سنگ   چمکتا ہوا اوس آبیدہ رنگ   وہ سونیکا جو تھا جڑاؤ پلنگ
کہ سہیلین تن کو ہو جیسے امنگ

سہری بول انہمین بنادف کے   بیان کیا کرون اوسکے اطراف کے   لٹکتے تھے جہالر کس او صاف کے   سراسر اونچہ زری باف کے
کہ تھے رشک آئینہ صاف کے

سحر کا جو اجلا اسنا اوس باف   پھر ایک وہ قناتین تا لقاف   سوئین کر کے لایا قصور ادراف   کھنچی چادر اک اوسپہ شبنم کی صاف
کہ تھی چاندنی جس صفا کی غلاف

یہ گہنے ہین کسنے بنائی سب بھلے   چمکا چوند انکھون مین جنکی لگے   نہ چین فرش مین ہوئے ایسے کبھی   گسے اوسپہ گہنے وہ منقش کے
کہ جہونکین جیسے موتی ٹکے

ہی شرمندہ کاشانی مخمل کا جرم   زرکست مین اوس سے نہایت گرم   وہ نرم ایسے تھے روئی کا جادہر   دہرے اوسپہ تکئی کئی نرم نرم
کہ مخمل کو جسکے دیکھ ہی شرم

وہ دستکارون نے ایسی بنائی   مقابل کہان اسے کوئی اسکے لائی   اونہین جسنے دیکہا اوسی کہا   کہانتک کوئی اونکی ہی سیکو پائے
جسے دیکھ آرام انکھون مین آئے

سرہانے تکئے عجب واہ واہ   کہ اہر سفید اوپہ رستے کی نگاہ   وہ تھی غیرت ماہ انجم سیاہ   وہ گل تکئے اوسکی تھی رشک ماہ
کہ ہر وجہ تھی اونکو خوبی مین راہ

اگر خواب کا تخم ابوتا تھا وہ   تو بیداریکا خوشہ کوتا تھا وہ   جو تھی کشتی ہوش ڈبوتا تھا وہ   کبھی نیند مین جسکے سوتا تھا وہ
تو رخسار رکھ اوسپہ سوتا تھا وہ

دبیر فلک اینچنین خامہ راند   برافشان جسپہ بس کوکب افشاند   برخسار روشن تجلی نشاند   چھپا سے ہونا نہ حسن اوسکا ماند
دئے تھے لگا اوسکے گرد تہرہ چاند

زمین جنکو تو اسطرح جوت   زرخیست تجلی ہر آئینے بیت صاف   سنو مجھ سی مضمون سیاہی کے مہر ہے   ہوئی دونونکی حسن کی اک جوت
کہ جیسے ہو دو چشمونکی ایک جوت

نگہبان پاس اوسکے جو جو رہا   وہ بیداریکی ہوش کہو رہا   جو ہونا مقدر مین تھا ہو رہا   یہ جیتا تھا نیند سے سو رہا
بچھونے پر آتے ہی بس سو رہا

جو تھی بادیہ اب صغیر و کبیر   وہ ہشیار تھے سب کبیر و صغیر   سو آتی ہی سو یا لگی کچھ نہ دیر   وہ سویا جو اسطرح آ بیتطیر
رہا پاسبان اوسکا بد رہنیر

ثریا شکوہ اور کیوان کلاہ   وہ زہرہ جبین ماہ کیوان پناہ   کچھ اٹھ بیٹھ سویا کہ بس واہ واہ   ہوا اوسکی سونے پر عاشق جو ماہ
لگائی اودہر اوسنے اپنی نگاہ

کچھ ایسا جبین کا اوجالا ہوا   دیا مہر و مہ کا تھا بالا ہوا   فدا اوسکا ان کا بالا بالا ہوا   وہ مہ اوسکے کوٹھے کا ہالا ہوا
غرض وہانکا عالم دوبالا ہوا

وہ موتیکی مالا وہ ہیرے کا ڈہنگ   وہ ہیکل جڑاؤ وہ جوشن دو رنگ   وہ عطر عنبر وہ جسکی امنگ   وہ پہولونکی خوشبو وہ ستہرا پلنگ
جوانی کی نیند اور سونیکا رنگ

فلک لایا نیرنگ بر روئے کار   بڑا شعبدہ باز ہے بد شعار   کہ دی اسنے غفلت کی کی جو ما   جہانتک کہ چوکی کی تہی باریدا

ہوا جو چلی سہ گئے ایکبار

سبب کیا کہوں یہہ اسباب تھا کہ ہر اک کا تشویش بے خواب تھا جو تھا خواب غفلت مین بیتاب تھا غرض سب کو وہان عالم خواب تھا
لیے چین سے فقط جاگتا ایک مہتاب تھا

پڑے سوتے تھے سب اودہر اور ادہر کسی کو کسیکی نہ تھی کچھ خبر اسی حال مین دفعتاً آن کر قضارا ہوا اک پری کا گذر
پڑی شاہزادے پر اوسکی نظر

نظر پڑتے ہی عشق ہو شعلہ زن کھلایا محبت نے تازہ چمن یہہ تھی زن تو اب دیکھ حسن ظن بہبو کا سا دیکھا جو اوسکا بدن
جلا آتش عشق سے اسکا تن

پری تھی تو دانا عقیل ہوشیار اوڑہی انکھ سے شرم دل سے قرار گیا جی سے صبر ہاتھ سے اختیار ہوئی لاکہ جان سے جو اوسپر نثار
وہ تخت اپنا لائی ہوا سے اوتار

وہ اوڑتی سی آئی کہا انسے کہان کہ تھا نور قدرت کا جس جا مکان تجلی کا نقشہ تھا سو وہان جو دیکھا کہ عالم عجب ہے عیان
منور ہے سارا زمین و زمان

تو بیتاب ہے تھام کر دل ذرا قریب آن اوسکے کہ دلربا اوٹھا صبر دلسے اوڑ اکر ہوا دوپٹہ کو اوسکے منہ سے ہٹا
دیا گال سے گال اپنا ملا

کہا شوق نے کر بدن اس سے مس کہ تا لطف اک حد سے ہوئے ہیں سوا اسکے چکھ اس ثمر کا تو رس اگرچہ زیادہ ہوئی تھی ہوس
ولیکن حیا نے کہا اوسکو بس

دکھانے لگا عشق اپنا اور رنگ بدلنے لگی طبع نازک کے ڈھنگ بہت سے دل کیا جسکو تنگ مئے عشق مین پہر یہہ سوجھی ترنگ
کہ لیچلے اسکا اٹھا کر پلنگ

دیا حکم دیونکو یون برملا پلنگ اسکا آہستہ لو اوٹھا ولیکن نہ اسکو خبر ہو ذرا محبت کی آئی جو دل مین ہوا
وہان سے اوسے لے اوڑی دلربا

نہ جانا کچھ اوسکو پہونچی گزند جیسا کہ وہ دیو مثل پرند گیا تو نہ کیا ظلم چرخ نژند ہوا جب زمین سے وہ شعلہ بلند
ہوا مین ستارہ سا چمکا دو چند

جو دیون نے اوسکو اوڑایا ذرا پلنگ اسکا نیچے سے اوپر چلا مثل دوسری اوڑنے بڑہا شب مین یون زمین سے اوٹھا
چلے شیر جیسے طرح جوش کھا

بنا سینہ چرخ کا سا داغ فلک اور ستارونکا سنگو سراغ یہہ گویا ہیں چرخ کا سیاہی اوڑا داغ چلے رشک سے اوسکی شمع و چراغ
کہ اوس مہ کا پہونچا فلک پہ دماغ

یہہ آئی بھلا اوسکی کیا دہیان مین شب ایک تابت ہوئی شان مین جو گہر پہونچی جان آگئی جان مین غرض لیگئی انکی آن مین
اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین

نہ پہلو مین ہے بہہ تو کچہ بھاؤ گزند کبھی تو ہے راحت کبھی ہے گزند کشادہ کبھی دل کا کبھی بند بند کبھی جوش سے دلکو ذرہ سے کہے در ہے بند
زمانہ کی جیسے ہے پست و بلند

پری کا مضمون بے نظیر رشک بدر منیر کو اوڑا لے جانا پرستان میں اور ادراک معانی اس عبارت سے شیرازۂ نسخہ صبر پارہ کرنا والدین بے نظیر کا آن آن میں

ہوئی بزم برہم خرابہ خراب　یہہ پلٹا کیا دور گردون شتاب　تو اب کوڑی کوڑی کیا کر کے حساب　شتابی بھی ساقی کیا د شراب
کہ یہہ حال سنکر ہوا دل کباب

قلم لیکے جنگل میں اب جا کیا ن　لگی لکھنے بس ابر یہ داستان　ہوا صفحۂ کاغذ تین روان　یہانتک تو قصہ میں چھوڑا یہان
ذرا اب سنو غم زدون کا بیان

اوٹھا صفحۂ چرخ ظلم و ستم　شب گور کی کر سیاہی بہم　نیستان غم سے منگا کر قلم　کرون حال ہجران زدو نکا رقم
کہ گذرا جدائی سے کیا اونپہ غم

بہت خواب غفلت میں سوتی تہین　خیال ہوشیار یکا آیا نہین　اسی عالم بیخودی سے وہین　کھلی آنکھ جو ایک کی ماں کہین
تو دیکہا کہ وہ شاہزادہ نہین

اوٹھی آنکھین ملکر کہا خیر ہو　ذرا ہوش مین آنکر دیکھے تو　ہرا وہم ہے یا کہ سچ ہے جو　نہ وہ پلنگ ہے اور نہ وہ ماہرو
نہ وہ گل ہے اس جا نہ ہے اوسکی بو

یقین جب ہوا دیکھا شبہہ بار　تو ہونے لگی وہ بہت بیقرار　لگی رونے آخر کو بس چیخ مار　رہی دیکھ یہہ حال حیران کہا
کہ یہہ کیا ہوا ہائے پروردگار

یہ اشکون کے موتی پرونے لگی　نہایت ہی بیتاب ہونے لگی　ہر اک جاگ ہوشیار ہونے لگی　کوئی دیکھ یہہ حال رونے لگی
کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگی

جدا سب کا احوال تحریر ہو　وہ تحریر ہو جسمین تاثیر ہو　کوئی بولی یہہ کیا تقدیر ہو　کوئی سر پہ رکھہ ہاتھ دلگیر ہو
کوئی بیٹھی ماتم کی تصویر ہو

کسیکی جو آنکھ افسوس کو اوٹھی　جہڑا جہڑ لگی صاف منہہ کی جہڑی　کوئی اوٹھے اوٹھتے غرض گر پڑی　کوئی رکھ کر زیر زنخدان چھڑی
رہی نرگس آسا کہڑی کی کہڑی

کسیکے ہوا دلکو حد اضطراب　تپ غم سے دل تہا کسی کا کباب　کوئی بیقرار ہی تہی آب آب　رہی کوئی اونگلی کو دانتون مین داب
کسینے کہا گہر ہوا یہہ خراب

درخت خزان کیطرح کوئی ٹنڈ ہا کوئی شکل قمری کے شکستہ بال پریشان پھری کوئی آشفتہ حال کسی نے دیے کھول سنبل کے بال
طمانچون سے جون گل کیے سرخ گال

پھر رو دہو کے آپس مین اور غل مچا لگین کہنے باہم کہ اب کیجے کیا تو ٹھہری یہی بات آخر پھر نہ بن آئی کچھ اور اسکے سوا
کہ کہئے یہ احوال اب شہ سے جا

خواصین چلین یون چلی باہمدگر کوئی ننگے پا اور کوئی ننگے سر کہا شاہ سے حال سب سر بسر سنی شہ نے القصہ جب یہ خبر
گرا خاک پر کہکے ہائے پسر

وہ بیچین ہو کر اک نفس رہ گئی پھڑک مثل مرغ قفس رہ گئی کہو وہ کہ وہ اپنی کس رہ گئی کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئی
کہی کیطرح سے بیکس رہ گئی

ہوا غم سے ہر آہ لبریز دم جو یون بیٹا مان باپ کا جب گم رہی مصر کنعان تلک گھوم گھوم ہو گم جو یوسف پڑی تھی وہ دھوم
کیا خادمان محل نے ہجوم

ہر اک سے مخاطب ہوا بر ملا وہ جو یا ہوا یہ سنکر حال کا خواصون نے جو یون فریاد کی کہا شہ نے وہان کا جو دیتا پتا
عزیزو جہان میرا یوسف گیا

پریشان تھے جو ہر ایک گھر بہت منتون سے وہ عجب ملکر تلاش تجسس مین باندہی کمر گئین لیکے شہ کو لب بام پر
دکہایا کہ سوتا تھا یہان سیمبر

زمین کھا گیا آسمان لے گیا یہان سے گیا یا وہان سے گیا کہین کیا کہا کو گھان سے گیا یہی تھی جگہ وہ جہان سے گیا
کہا ہائے بیٹا تو یہان سے گیا

بتاتی تھی رو رو صغیر و کبیر سو جہاتے تھے گو سب کبیر و صغیر مگر شاہ کی آہ سے نفیر تھے پر نوجوان مین کہ ہمر جاوے ان پر
نظر تو لی جہیر نکی بنظیر

ہمین رکھ کے پر تو نہ رویا ہمین کیا اپنا آخر کو جو یا ہمین تلاطم مین ڈالا جو گویا ہمین عجب بحر غم مین ڈبویا ہمین
غرض جان سے تو نے کھویا ہمین

کسیکے تھے یون آنسو روان تڑپتا تھا جون برق کوئی عیان ہر اک نالہ تھا صور کیسی اذان کرون اوس قیامت کا کیا مین بیان
ترقی مین ہر دم تھا شور و فغان

کوئی اپنی جاندے سے باہر ہوئی کوئی موم اندہی اندر ہوئی کوئی جان بچ کر رہی ہو لی لیا یاس کثرت سے یکسر ہوئی
تلے کی زمین ساری اوپر ہوئی

ابہی نخل امید بولے نہ تھے گے کہرے عیش و تمادین سے گئے کہہ اک ہے تجھے یان کھو گئے شب آئی وہ جسطرح سو گئی
رہی تھی جو باقی سو رو گئی

غرض نحس ساعت تھی بندہ آوہ زبان پر مین لاؤنگا کیا بات وہ نئی وضع کی تھی مصائب وہ عجب طرح کی شب تھی ہیہات وہ
قیامت کا دن تھا نہی رات وہ

اوٹھا لیگئے سہر تھا دلیر کیا بندہی شور مرغان صحرا کی دھاڑ ستارہ ہوا صبح کا آب ہلاک سحر نے کیا جب گریبان چاک

اڑائی لگین قمریان سرپہ خاک

ادہر ہر طرف شہر مین شور و غل　　سمن برونکی دلون پر گیا زلزل　　بہت مالیکر سینکی خلق کل　　ابھی ہر بند شور نالونکی پل

کہ غایب ہوا اس چمن سے وہ گل

غم و درد دل جو سبکا ابھرا　　الم رنج حسرت کے باعث ذرا　　پڑے ہو گیا سب یکا یک پڑا　　جو غایب ہوا شہر کا سرو ناز

ہوا باغ سارا وہ ماتم سرا

گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سے　　کھلا حال قمری کی ابلاغ سے　　وہ طاؤس معلوم ہونے زاغ سے　　چمن ہا بدتر ہوا داغ سے

نظر پھول آنیلگے داغ سے

اکڑ تا گئی سرو سے اپنا پھول　　جو تھی شاخ سرسبز ہو کر کول　　نہین چند سب بلبلین تخل ملول　　خزان آگئی بنگئے داغ پھول

اڑائی لگین قمریان سرپہ دھول

صبا اب جو کھولی اونسے ہنسی　　صبا آکر لی ہنگر تنکی چٹکی　　بہت وے شگفتہ ہوا مرجھا گئی　　پریشان ہین اونکی ایسی کھنی

تو کوکو سے اونکے جگر تنگ تھے

ہوئی تنگ اور زرد سارا نہال　　ہوئی غنچہ غم سے بلبل کا حال　　چنبلی ہوئی گورہی شبنم کی گال　　خزان نے کیا انکو بس بے حال

غرض تنگ ہوا باغ کی پایمال

ٹلا جو سے بلبل کا جی پھٹ گیا　　گیا باغ سے سنبل کا ہوش سحر کا　　لٹا شوق سے لگیا چمن ہر غونکی　　دل غنچہ کا غم سے خون گھٹ گیا

جگر برگ گل کی طرح پھٹ گیا

لب جو کی اوڑتی لگی گرد گرد　　وہان درد سے تھا جہان تختہ زرد　　خیابان بھی خار سے فرد فرد　　وہان اوچھتا تھا جو آب سرد

گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد

تبسم گیا خندۂ غنچہ بھول　　اوسے قمری کی سرو ملول　　بنی آہ کی گل　　اڑا بو سے خوشبو گلشن مین دھول　　گیا یاسمن دیکھ دل ملول

ہوئے جیسے ارکس لیکے بھول

اڑا نور نرگس کی آنکھون سے جب　　گرا خاک مین قد شمشاد تب　　بھاگ گئے ہو آب جو کا طرب　　جفا آتش درد نے کی اب

ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب

لگی آگ لالہ کے دلکو تمام　　ہوا آب ہو نہر کا حسن عام　　رنگا زرد سوسن نے نیلا قلم　　چنبیلی نے بانگیا گل کا نام

دیا آگئین پھینک عشرت کا جام

ہوئے گرد غم سے انگور بیہوش ہو　　جو تھی پھول شبنم وہ خاموش ہو　　جوان چمن جو ہوئے شبنم پوش ہو　　جو گرد چمن سرو ابستہ کوش ہو

پڑے سارے سنبل سیہ پوش ہو

لگی چوٹ دل پر وہ قمری کے سات　　تھا غم ڈال ڈال الم پات پات　　اوسی غم سے ہر گز بن آئی بنات　　جو تھی شاخ ہر شکل شاخ نبات

وہ سنبل کے ملتے تھے یاسمین ہات

وہ لبریز جو نہر تھی جابجا　　سو عب جملہ پانی ہو کر بہا　　ہر اک نہر تھی مثل بحر سخا　　روانہ تھی جو شکل دریا سدا

سوانکھو تکو وہ رہگئی ڈبڈبا

وہ شہر وہ دن آگئی یہ خزان   کہ تھا نام جسکا گل ارغوان   خزانہ ہوا خالی ہو کر رواں   اوچھلتی جو فوارے تھی نہریان
گیا سب بنکل اوسکا تاب و توان

غم و درد دل پر اثر کر گئے   جگر داغ حسرت سے بھر بھر گئے   برس ابر نیسان دیدہ تر گئے   قطرہ پہ جو کچھ اشک تھے جھڑ گئے
غرض جیتے جی روز محشر پڑ گئے

جب اسنے بہار کی دیکھی یہ راہ   سفیدی ہوئی سب کی ... روا   سیاہی بنی تیرگی کی گواہ   ہوا حال جسکا نہ تھا اشتباہ
کیا بخت تیرہ نے اپنا سیاہ

بہت گل کی بلبل نے ڈالی پکار   گلوں کا ہوا حال جون خار زار   کہا جوش میں کیا ہوئی وہ بہار   کہاں وہ گلشن اور کہاں آشیانہ
کھلی دل میں رونق کوئی ٹہرا یا

سنے سرو نے طاؤس جو جبر   پہ ہو گری وہ پرندے   نہ کوئل کی کوک اور نہ بلبل ہزار   نہ گلوں کا عالم نہ وہ قمری
نہ وہ آب جو میں نہ سبزہ رہے

جہان عطر گلشن سے چہاتہ دماغ   وہ باغ اپنا شکستہ حالی سے ...   جہان غنچہ و گل کے باغ   جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ
لگے بولنے اوس میں شب پر و زاغ

نہ وہ قصر رنگین نہ وہ شہ نشین   مکان ... سب کے ... نشین   نہ نخل ماتم شراب و بین   سہانی وہ چھائیں ...
ہو کر ... اب انکو وہان نہین

چمکتے تھے جو زربفت کے سائبان   جڑاؤ جو تھے ... عطرداں   ... ہر یک میان   نہ نقش جہان تھے وہ رنگین مکان
گئے سب وہ ... دیدہ خونچکان

طرب عیش و راحت خوشی وصل گل   گیا سب ... ہو گیا ... گل   سمن لالہ نسرین ... گل   گلوں ... کھلے انکے دل
سو وہ سب خزان ... گل ۰

کبودی بنایا سوسن نے رخت   شجر پارہ پارہ ہیں گل لخت لخت   ... ہوا شور بخت   پڑا ماتم اس باغ میں ... سخت
ہے نخل ماتم نمایی درخت

خزان سے جو گلشن کو پالا پڑا   اکڑ کر رہا نخل ... ٹہرا   عجب ... میں اثرا   خزانکا علم دل میں جو تھا گڑا
جگر برگ گل کی طرح جھٹ پڑا

نہ چیدہ وہان عشق پیچان رہا   نہ وہ نغمہ عندلیبان رہا   نہ سنبل نہ لالہ نہ ریحان رہا   نہ غنچہ نہ گل نے گلستان رہا
فقط دل میں اک خار ہجران رہا

امیر و اراکین رعیت سپاہ   پریشان و حیران ہر اک خواہ نخواہ   سمجھ میں نہ آئی ... شہ کی راہ   وزیروں نے دیکھا جو احوال شاہ
کہ ہوئی ہے اب اسکی حالت تباہ

کہا امر حق میں اجارا نہیں   حکومت نہیں زور چارا نہیں   سوا صبر کے اختیار انہیں   کہا گو جدائی گوارا نہیں
ولیکن جدائی سے چارا نہیں

بگڑ دل آئے ہے سوز غم سے کباب   رہی زندگانی ہے مثل حباب   کہا باندھ کر ہاتھ کو الجناب   نہیں خوب اتنا تمہیں اضطراب

نصیبوں سے شاید ملے وہ شتاب

قضا و قدر حکم جب آ دیدہ ہے | کہاں دیکھو قرآن کہاں بید ہے | سفید کا لیکن نہ بس کید ہے | خدا جانے اسمیں بھی کیا بھید ہے
یہ کہتی ہیں جینیو نکو ایسے ہے

کھلے کیونکہ جو راز مستور ہے | سمجھ کا بیان دور ہی دور ہے | امید اوس سے رکھنے کا دستور ہے | خدا کی خدائی تو مشہور ہے
غرض اوسکے نزدیک کیا دور ہے

کبھی صبح گاہان کبھی وقت شام | سفیدی گھر سیاہی ہے عام | زمانے کا ہے اسطرح انتظام | نہیں ایک صورت پہ کوئی مدام
اوسکی بغرض ذات کو ہے قیام

تجسس میں ہیں رہتے مگر عمر بھر | تفحص ہے تکا ادہر اور اودہر | نہو مستقل اب کمر باندہ کر | یہ کہہ اوس نے کو بٹھا تخت پر
پھر اودیو بھی لگے ٹکنے کر

کمر باندہ کر تخت پہ بیٹھ کر | روانہ کیئے لوگ اودہر اودہر | دعائیں بھی کیں نپایا اثر | لٹایا بہت باپ نے مال و زر
ولیکن نپائی کچھ اوسکی خبر

طلسم کشائی آمد بہ پرستان اور نوادیبی گل و ریحان دیوزاد سمناسمین کا بیان اور پھر دو باس پرستان اور اوڑا لے جانا پری کا بینظیر کو اور رکھنا اپنے مکان میں اوس دلگیر کو

خمری لگا دو ہمین سے ذرا | مگر بہت ہو پاؤں پکر نشا | لگاؤں ذرا گم ہوئی کایتا | بجنے دیکے کی کھوج اوسکا پتا
ذرا خضر رہ آدمی بن سا تھا

چمن خار بن ہو گیا ہو بہو | پھری نالہ پر جگہ آرزو | صبا تک گئی پھر اب کو بکو | نپائی کہیں جان نوادس گل کی بو
کہون اب پرستانمیں جستجو

پڑا کام دیوون سے اکثر اوسے | دیا حکم پہنچاؤ گر اوسے | تو دیون نے کی نہ پہنچے دگر ادہ | اوڑی جب پری وہ لیکر اوسے
او تارا پرستان سے اندر اوسے

وہ گل اوسکا بیٹا خدا آشکار کو داغ | گل آفتابی تھا وہان کا چراغ | نہ پہنچے جہان آدمی کا سراغ | وہاں ایک تھا میر اوسکی باغ
کہ جسکے گلون سے ہو تازہ دماغ

دئی وہ جا گل اوسمین انواع کے | نوا شور دشت اوسمیں انواع کے | چمن نہر پل اوسمین انواع کے | ریاحین و گل اوسمن انواع کے

طلسمات کل اوسمین انواع کے

عجب قطع کی وہان مکان یکدگر الگ اور ملے پیچ کے سر بسر گرہ بند انگنین تو آئین نظر طلسمات کے سارے دیوار و در
نہ کیہان کہیں کوٹہے نہ یہان گہر

قلعہ کار معلوم ہووین سب مقام دلان کا تو مطلق نہین بہید کہلے نہ سب اسکل شغرہ عام مطلا منقش مشبک تمام
کہ کیا ہو جو ہووے یہ کہلاوے نام

وہ روپ اوسکا یکلخت ایسا اڑو دکہائی کبہی ہو کبہی آگ ہو مشبک میں جالی کی جیسے سپو گرہ پیچ کے وہان لطافت وسیع
گہر زرد دیکہا جو زعفرانی ہو رنگ

تہے باہر اندر از سارے گہر گشادہ نہایت نہ تنگ تر نہ ڈہیپ دیکہا نہ بہیگا سر نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
نہ گرمی نہ سردی کا اونمین خطر

نہ بنیاد کا اونکی پایان وہان نہ دالان نہ دیوار و در کا نشان کبہی بن گئین اور کبہی ہین وہ جدہر اوسلے سب گلگونکے مکان
جہان چاہین لیجا کے رکہین جہان

اڑین ہیں عرش لیکہ اونکو انسان پڑو اونکی پا چہرے سے حیوان ہے کے نہین برق پر برق کی شان درخشندہ ہے سقف دالان کے
ہوا جیسے چراغان سے کے

زمرد کی مانند سب سبزہ زار ولیکن عقیق یمن کی بہار سفید و سیہ یلم وہ ہیر اوار زمین وہانکی ساری جواہر نگار
ادہر ہین چمن اور ہوا مین بہار

عجب طرح کی طشتری ابر مینا تہے اورنگ اور تاوسن ہیں تم سماق اگر شوق ہووے سب طمطراق کسیکو ہو جس چیز کا اشتیاق
نظر آئے وہ چیز بالائے طاق

ہے یک رنگ کی بن پر سر مرغ دسور کرین ہو رہو کیہی مانند شعر طلائی ہے گنجشک سان رنگا و گور جواہر کے ذی روح وحش و طیور
خرامان پہرین صحن مین دور دور

اڑین چہچہے کر پریشان ہو لڑین ملکے آپس مین حیران ہو چلین صحن مین ایک بیجان ہو پہرین دنکہ سارے وہ حیوان ہو
کرین انکو کام انسان ہو

چمکتے ہین گہر مثل کوکب چراغ ہین پانی سو گاہی لپیٹ چراغ جڑین دست بستہ ہو آفتاب چراغ لگے ہر طرف گوہر شب چراغ
وہی دیکہو ہر وہی شب چراغ

کہے تخم گاہی ثمر گاہ ڈہال کہے برگ و شاخ گاہ کلی گاہ گہے ہیں خشک تو وہ جہال نہا ہووے حال باہم نہال
گل و غنچہ سب وہاں کے دور از خیال

کبہی گرد بہ آگہوڑا کبہی پالکی کبہی رتہ کی صورت کبہی ناؤ کی کبہی شکل ماہی کبہی جال کی صدا آپسے آپ گہڑیال کی
کبہی ناچ کی اور کبہی تال کی

طلسمات کا تہا عجب ماجرا کہ جو ہی کہلا سب وہین دیکہا لگی آپ کنڈی تو خود ہووے وا رہی وہانکی جو بنا جو درکہلا
تو دنیا کی باجون کی آوے صدا

بچھین ڈہیر بھی ہین ستارونکے آکر ہوے دفن کیونکہ یہ طنبورا یکبار ہوے ہین پریشان یکایک شتاب کہ گیند کر دیکے ایکبار

توے بن ارغنون ارگن سنگین ہزار

بنی سقف کی شکل شکل خوشنما در و بام شیش محل سان ہیں پر ہوا دیوار گیری کو اوڑہے نقاش نگانونمین مخمل کا فرش زر و زر

بچھے سلیمانی اون پر نقوش

کشور دنمین کہانونکی بہرین بہین سبو جو مین آتش ہے پانی بہین ہوا اونکے جہوکی بندین تو شکین طلسمات پریکے اور جسپ ملمین

آرائے دیکے اوسمین ابر گرین

کبھی ہین وہ امر کبھی ہین غلام کبھی لا الہ عارض کبھی مشک فام وہ غنچے زہرہ عالی مقام خواصین پریزاد اوسمین تمام

پہرین گرد گرد اوس پہ ہر ایک مدام

عجب سقف اوسکی ہی گردون وقار سفیدی تجلی کی تہی رو بکار جہان چھوٹتی چادر آبشار سنہر بنگلہ مرصع نگار

سراپا ہر رنگ گہر آبدار

اوڑا کر چولائے دیوان سنگ بہری جسکی الفت کی خمین امنگ وہ خوش جوانی محبت سرنگ کہاں شاہزادیکا اوسمین پلنگ

کہلا حسن سے اوسکی بنگلے کا رنگ

کہلا رنگ بنگلے کا پہر تم سنو کہ رنگ اور الاپتے گردون لو کہ انگڑائی اور بدل پہلو کو قضا را کہلی آنکھ اوسکی جو

بتائی وہاں شہر کی اپنے بو

نہ وہ اپنا کوٹھا نہ وہ گہر بہرا نہ وہ اہل خدمت کا انبوہ خواصین نہ وہ دائیاں اور ددا نہ وہ لوگ دیکھے نہ وہ اپنی جا

تعجب سے اک ایک کو تکتا ہا

خیالی طلسمات ہی سب یہاں کہ ہین جہان گہر کہان یہ مکان یہ ان جاگتا یا کہ سوتا ہون ہان اچنبھے کا یہ خواب دیکھا وہان

لگا کہنے یارب مین آیا کہان

اچنبھے سے چپکے وہ گریان ہوا کبھی دل ہی دل مین پشیمان ہوا کبھی خائف و چند ہوا زلیخا وہ لگتا پریشان ہوا

ہوا کچھ دلیر اور حیران ہوا

نئے لوگ دیکھے نئی رسم و رہ نہ اپنی وہ خادم نہ اپنی جگہ اوٹھا کر ہر سمت کرکے نگہ سرہانے جو دیکھی ہے چار دہ

کہ ہے اجنبی بھی وہ اک رشک مہ

تو سوچا کہ مین جاگتا ہون مگر کہ ہے خواب گہر میرا یارب کدہر دلیری ڈر ڈرکی باچشم تر کہا کون ہے تو یہ کسکا ہی گہر

لے آیا مجھے کون گہر سے ادہر

میرا اوسکو اوپر پڑیگا عذاب میرے باپ مان اوسینگے بیتاب یہ سنکر وہ ناچار بولی شتاب پہر اسنکہ کو آئے کیکے جہپر نقاب

دیا اوس پری نے یہ ہنسکر جواب

تو کہتا ہے عالم ہیں تیرا کہ سہون یہان تو ہوے اور مین بہی رہون کہان تو کہان مین تو کر ہان نہون خدا جانے تو کون ہین کو کہون

مجھے بہی تعجب ہے کیا اب کہون

مقدر کی کیا ہے کسیکو خبر کہ مضمون تحریر کیا لوح پر ہوا جو ہوا جانے دو درگذر یارب تو تو مہمان ہے میرے گھر

سے آئی ہی تجکو قضا و قدر

تیرا گھر نہیں یہان یہ گھر اپنا نہیں ‌ ‌ ‌ وہان کیسی شام اور سویرا نہیں ‌ ‌ ‌ اوجالا نہیں وہ اندہیرا نہیں ‌ ‌ ‌ پر اگہبہ رہیہ تیرا ہی بسیرا نہیں
یہہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں

تیری چاہ نے یہہ ہویدا کیا ‌ ‌ ‌ کہ مجھکو پرستان سے پیدا کیا ‌ ‌ ‌ تیرے واسطے مین نے کیدا کیا ‌ ‌ ‌ تیرے عشق نے مجکو شیدا کیا
تیرا غم میرے دل مین پیدا کیا

تو سوتا تہا کوٹھی پر اپنے پیار ‌ ‌ ‌ اوڑتی مین ادہر کہین آگیا ‌ ‌ ‌ تجھے سوتا دیکھہ اور مین کے پیا ‌ ‌ ‌ چہڑا کر تیرا تجھے شہر و دیار
یہہ بندی لے آئی ہی تقصیروار

یہہ دیو نگاہ تیری سنسان ہی ‌ ‌ ‌ دیوانہ ہو یہان جو انسان ہی ‌ ‌ ‌ تو انسان پیارا ہی یہان پہ ‌ ‌ ‌ پری ہو نہین اور رہیم پرستان ہی
یہان سب یہہ قوم پری جان ہی

پرستان نہین ہی یہان شکل انس ‌ ‌ ‌ نہین نام کو بہی یہان شکل انس ‌ ‌ ‌ نہ یہان شکل انس اور نہ وہان شکل انس ‌ ‌ ‌ کہان صورت جن کہان شکل انس
غرض قہر ہی صحبت غیر جنس

کرم اوسکا تہا اوسکی اوپر ستم ‌ ‌ ‌ ستم اوسکے اوپر تہا اوسکا کرم ‌ ‌ ‌ کوئی خوش کوئی پابند الم ‌ ‌ ‌ پر یکو ہوئی شادی اوسکو غم
یہہ ناچار کیا کر سکے وہ صنم

زمانی مین الٹا ہی بلبل وہا ‌ ‌ ‌ کہ ہی خار گل اور گل شکل خار ‌ ‌ ‌ چمن مین خزان انکو آئی بہار ‌ ‌ ‌ کبہی یون بہی ہی گردش روزگار
کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار

کہا جی مین مشورہ ہی یہان ‌ ‌ ‌ لے آیا مقدر کہان سے کہان ‌ ‌ ‌ لبن دیکہہ قدرت خدا کی یہان ‌ ‌ ‌ غرض دلکو جن نے لگایا وہان
کہا اوسنے جو کچہہ کہا اوسنے ہان

مگر جی مین غم اور دلپر ہراس ‌ ‌ ‌ بہم رو برو اوسکے انس پاس ‌ ‌ ‌ پری پاس وہ اور یہی اوسکے پاس ‌ ‌ ‌ ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس
سے جی مین کسیطرح وہ اوداس

کبہی شکل وحشی کی بنجائے وہ ‌ ‌ ‌ کبہی چپ پری وضع دکہلائے وہ ‌ ‌ ‌ ادہر کہائی غم غم بہی کہا وہ ‌ ‌ ‌ کبہی اشک آنکہہ سے بہر لائے وہ
کبہی سانس لیکر کرے ہائے وہ

وہ مکتب کا پڑہنا وہ لڑکون کی شان ‌ ‌ ‌ وہ منطق کی بحثون کی مشغولیان ‌ ‌ ‌ وہ باغون کی سیر وہ گلگاریان ‌ ‌ ‌ وہ محلون کی جہیلیں وہ گہر کا سمان
رہی رو برو وہ سیا نہیں ہر زبان

وطن کی جدائی کا صدمہ اوٹہائے ‌ ‌ ‌ وہ کوہ الم کا سر پر گرائے ‌ ‌ ‌ یہہ عیش و نعم وہ سب بہول جائے ‌ ‌ ‌ وہ شفقت جو مان باپ کی یاد آئے
تو آنکہون سے رو رو کے دریا بہائے

کبہی وے اپنی ہر دم کرے ‌ ‌ ‌ زبردستی ہی جسکو خرم کرے ‌ ‌ ‌ کبہی آپ ہی اپنا ماتم کرے ‌ ‌ ‌ کبہی اپنی تنہائی پر غم کرے
کبہی اپنا او پر دہ عادم کرے

وہ دور دمادم وہ ساقی صنم ‌ ‌ ‌ وہ بزم طرب اور مئے و جام جم ‌ ‌ ‌ ہوا خوب لاہوا ہائے غم ‌ ‌ ‌ کرے یاد جب اپنے ناز و نعم
فغان زیر لب وہ کرے دمبدم

بہانے سے دن رات سویا کرے یہی داغ رہ رہ کے دھویا کرے اسی تخم کو دل میں بویا کرے اسی غم میں اوقات کھویا کرے
نہ جب کوئی تب وہ رویا کرے

غرض اضطراب اوسکو ہر حال میں تسلی نہ ہو قیل اور قال میں گھر اپنا وہ دیکھے مد اقبال میں وہ الجھا ہوا اپنے احوال میں
کہ جوں مرغ تڑپے نیا جال میں

غرض باہر اوس نے یکایک تھا نام جہاں سال دلبر ہمیں تھی مدام تھی آپ تو وصل کی اُس تشنہ کام مے عشق کے وہ پلاتی تھی جام
پدر نے کیا تھا یہ پوشیدہ کام

کبھی گھر میں رہتی کبھی ہاں وہاں پریکا یہ عالم کہ بس اوس میاں اکیلا نہ ہو تو جائے کہاں اکیلا وہ ناچار رہتا جوان
کہ تا راز اوسکا نہ ہووے عیاں

وہ پریوں میں ازل سے تھی ذی شعور شعور اوسکا مشہور تھا دور دور پہر ہستا تہا جیسے پھر اک آپ نور وہ پریوں میں گویا کہ تھی رشک حور
نئی چیز لاتی تھی اوسکے حضور

عجائب غرائب پرستان کی وہ باجے نئی طرز اور آن کی تماشے بہت طرفہ عنوان کے تحائف نئی وضع اور شان کے
دکھاتی تھی ہر اک اوسے آن کے

نئی کھانے اور میوے اقسام کے نئے ساز و سامان مے جام کے نفائس بہی عجوبہ ارقام کے تماشے نوادر دو دام کے
مہیا سب اسباب آرام کے

نئی کشتیاں روز پوشاک کی نئی ڈر چکیں گوہر پاک کی کھو اب خوبیاں شوخ چالاک کی صفت کیا کروں اوسکے ادراک کی
خوشامد سدا جان غمناک کی

شر الونکی شیشے چھپے طاقمیں کبابونکی انبار طبقاتمیں اثر وہ جو پیدا ہو تریاق میں سخن گفتگو اوسکی اخلاق میں
گزرے وہ گر نکلے نہ آفاق میں

شراب و کباب و بہار و نگار سرود و ندیم و فضا و ہزار دف و مطرب و ارغنون و رباب لب جو گلزار و رنگ بہار
جوانی و مستی و بوس و کنار

نہ تھا اور غم تو کچھ اوسکو وہاں ولی غیر جنسی تو تھی درمیاں پری جیسی معشوق پہلو میں ہاں یہ سب کچھ مہیا تھا آ کر یہاں
بغیر از غم دوری دوستاں

اوسی غم سے گھل گھل کے مرتا تھا وہ محبت کا دم جیسے بھرتا تھا وہ ہر اک بات سے در گذرتا تھا وہ سدا غیر جنسی سے ڈرتا تھا وہ
سدا شمع ساں آہ کرتا تھا وہ

پری وہ جو تھی دل لگائے ہوئے تھی شفقت کی باتیں بنائے ہوئے دل اُس نازنیں کا لبھائے ہوئے محبت کو تھی آزمائے ہوئے
وہ بیٹھی تھی اوسکو اُڑائے ہوئے

وہ تھی نازنیں پر بہت عقلمند بہت یاد تھا اوسکو مکر اور چھند تو کرتی تھی دلجوئی کو وعظ و پند جو دیکھے آئی تھی اوسکو گزند
نہ کھلنے سے اوسکے وہ ہوتی تھی بند

کہا ایکدن اوسنے سُن بے نظیر بہت سوچ اور فکر کرکے بدیر تھی معشوق کی دل دہی میں فقیر جواں تھی وہ تدبیر میں لیک پیر

ہے جس دام میں تو ہوا ہے اسیر

تو معشوق دلبر بہت نازنین   کرے حور کو شرمندہ تیری جبین   تیری دل لگی کو ہے بہتر قرین   تو اک کام کر اک پہر کی شئین
کیا کر تنک اک سیر روئے زمین

کروں مصلحت ہو جو تیری پسند   تجھے اک فرس دوں مثال پرند   خدا نخوا کرے دامن اپنی ہو شمنہ   تو گر ٹک کی جیکو نکر اپنی بند
نہ پہنچے کہیں تیری جیکو گزند

کروں تیری خاطر اگر آئے راس   نہ پا کچھ نا ترس جمعیں پاس   مکانمیں پھر کرتا ہے آس پاس   شتاب آجاتی ہو ممیں باپ پاس
اکیلا تو یہ ہاتا اسجا اوداس

ملیگا نہ ایسے پھل کا تجھے   ہوا کا دکھائیگا بھلکا تجھے   تو بچارے سمجھوں نہ بھلکا تجھے   کچھ گھوڑا میں دیتی ہوں کلکا تجھے
ولیکن بھی دی تو مجید کا مجھے

مبادا آتیر دلمیں آئے کہیں   محبت کسی سے جتائے کہیں   کوئی اور ہی فعل لاوے کہیں   اگر شہر کی سمت جائے کہیں
و یا دل کسی سے لگائے کہیں

تو پھر بوجھ اوٹھائیگا بیگار کا   نتیجہ ملیگا زیان کار کا   عوض پائیگا اپنے کردار کا   تو پھر حال ہو گنہگار کا
وہی حال ہو تجھسے دلدار کا

تو یہ سنکے بولا وہ دل الملول   کرونگا نہ میں کچھ کبھی عدول   نہ ہرگز سنا و ممیں باتیں فضول   کہا کیونکہ میں کو جاونگا بھول
تجھے جو کہا تنے سب ہے قبول

وہ بولی مقدر ہے بیدار سخت   ہوا بارور مدعا کا درخت   خبردار سنتا ہے آدم کا لخت   کہا ماہرخ نے کہ ہے تیرا بخت
کہ بخشا تجھے میں سلیمان کا تخت

چڑھے جب تو اسکی کل پھوٹ دو   جو آگے کو جائے تو پا جوڑ دو   جو دشمن سے ہو تیرے منہ موڑ لو   جو اُترے تو کل اسکی یوں مروڑ دو
جو پھر عکس چاہے تو یوں چھوڑ دو

ہو چاہے تو کر سیر ہندوستان   تو کاروم اور شام اور سیستان   رواں ہے تو ایران سے تا اصفہان   زمین سے لگا اوڑ تا آسمان
جہاں چاہے سو جائیے تو وہاں

دکھائے طبیعت کی ہر خوبیاں   قدم با قدم سو خوش اسلوبیاں   بیان کیسا کروں دل کی مطلوبیاں   کہوں کیا میں اس اسپ کی خوبیاں
پرندوں میں کب ہوں یہ محبوبیاں

جو آسن دبایا تو ترا ابھرا   جو کی باگ ڈھیلی تو ہو لے چلا   ٹک ایک پودا تو بس اوڑ گیا   ذرا کل کو موڑے فلک پر اوڑا
جو چھٹے تو کھٹے اوسے باد پا

نہ کچا عنان کا نہ روکے کبھی   نہ گھوڑے پہ اوقات کھوئے کبھی   نہ دریا میں دم توڑ دے کبھی   نکلا تو نہ ہو نہ سوئے کبھی
نہ ٹالی نہ بیمار ہووے کبھی

نہ ترکی نہ تازی کے ہوا دروہ   بنگالی گلیسے نہ گلخوردہ   نہ نگسی نہ نقرہ ہے فی النوردہ   نہ خشری نہ کرنی نہ شبگردہ
نہ وہ گھمنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ

نہ رس اوسکی پاؤں میں آتی نخل   دولتی نہ چھانٹی پھر اگر کفل   نہ ہرگز گاؤ دُم اور نہ اکثر عمل   نہ ٹھڈونکی ہوتی تھی ونکا خلل

نہ پیشانی اوپر ستارہ کا بل

نہ خوگیر سالو تر ہوکا اثر   نہ تنگ و فراخی تھی اوسکو ضرر   نہ ہوتے الف اور نہ چھوٹے کمر   نہ سائیں نگاں تھی بھونریکا ڈر

ہر اک عیب سے وہ غرض تھا بری

نہ تھی دعوے سر قافیہ بخش کا   کھلے کسطرح مدعا بخش کا   سبب ہے کیونکہ مضمون اونچا   یہ گھوڑا ہوا وس لگے تھا بخت کا

فلک سیر تھا نام اوس رخش کا

پری باپ پاس ہوئے جب عزم رواں   تو تیار ہوکر کے یہ بھی جوان   گدا جلد تر اپنا اسپ دوان   سر شام وہ بیٹھ کر جب عیان

اوسی رخش پر ہوکر جلوہ کنان

جدہر سیر پر لکو دہرتا تھا وہ   ہوا میں اوڑ کی ہی بہرتا تھا وہ   کبھی پانو سے پر نہ دہرتا تھا وہ   ہر اک طرف سے ہو گذرتا تھا وہ

وہی اک پہر سیر کرتا تھا وہ

کبھی اسطرف دوڑتا بیحساب   جھپٹتا کبھی اوسطرف جون عقاب   یکایک ستاتی ہم گھوڑ یکو داب   پھر اکیلہ بچتا تو پھرتا شتاب

کہ پھر قہر تھا اس پر کا عتاب

گلکاری نخلبند طبع معانی رس کی بیچ وارد ہونے سے بے نظیر کے باغ یاسمین میں اور اودھر از نسیم چمن فکر کا شگفتگی ازہار و گلہائے گلشن بے نظیر میں

وہ رسیک وہ کھولی بید رنگ   سبزی آدمی سے کھلی جنکی امنگ   ہزار اوس میں دو نشتر کی ترنگ   کہ دہر تو ای سا شوخ رنگ

کہ آیا ہو گلین بیٹھی پہ تنگ

در سکیدہ کیونکا تو نشہ   نشے میں کیا انکو پہنچا سبند   دکھاوے بند اشہر خوام زمرد   پڑا انکا وار و کوئی تیز و تند

کہ ہو یا جلا ہی پیار وہ میں گند

ہوس کی ہوا پھر گئی دلمیں آ   تماشا عجائب ہوا سب دکھا   نکیلیہ الولین حضرت کیا   میں تو میں مجھکو پر لگا

جگہ کیا سے نکل فلک پر اڑا

سنبھالی ہیں نے قلم اور دوات   حکایت ہے حسن کی نادر نکات   ذرا گوش دل سے کرو ملتفات   سنو اکیہ نکی یہ تم واردات

او تھا سیر کو بے نظیر ایک رات

وہ گھوڑا اڑا کیول کر اپنے پر	چلا جاتا تھا بس ادھر اور ادھر	جو تھم کر تھا ہر ایک پر نظر	ہوا ناگہاں اوسکا ایک جا گذر
سہانا سا اک باغ آیا نظر

تو اوس باغ کے پھول عالم پسند	معطر وہ باغ دل ہوشمند	نظر جا پڑی اسمیں ہو کر بلند	سفید ایک دیکھی عمارت بلند
کہ تھی نور میں چاندنی سے دو چند

وہ گل تھا ہر اک مثل کوکب کھلا	عیاں طاق محراب صبح دعا	وہ سایا سہانا سا ہر بوٹا بلا	وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جابجا
وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا

وہ نہروں کی تابش وہ چشمہ عنبر	وہ کیوڑے کی رونق بہشت دور دور	وہ جلوہ ثریا کا واللہ حضور	وہ نکہت فلک اوڑ وہ مہکا طیور
لگا شام سے صبح تک وقت نور

بہت دلکو خوش وہ مقام آگیا	تو گل گھوڑے کی پیڑ دی اک فریا	نظر آئی وہاں کی بہار و فضا	یہ عالم جو بھایا تو گھوڑا پھرا
اُترا نہ گھوڑے کو اور سیر کیا

ادھر اور ادھر آسمان و زمین	بہت آگے اور پیچھے دور اور قریں	بہت سے شجر ہیں وہ نازنین	لگا جھانکنے اوس مکان کے مکین
کہ دیکھوں تو یہاں کوئی ہے یا نہیں

ستارے وہ روشن وہ نور قمر	وہ گلزار اور رونق بام و در	اچانک جو اسمیں پڑا اک جلوہ گر	جو دیکھا تو ایسا کچھ آیا نظر
کہ سب چھپ گئے اوسکے جیسے اتر

دل و شوق باہم یہ کہنے لگے	نہ بولو نہ چالو نہ آگے بڑھو	قدم کو اوٹھا کر آہستہ سے چلو	کہاں تک ہی اب تو جو کچھ ہے سو ہے
ذرا چھپ کے اس سیر کو دیکھ لو

نیا شہر اور نیا گانوں وہ	نئی شہر ہے اور نئی چھانوں وہ	ہر اک سو لگا تھا ہوا الاؤ	یہ کہہ کے اتر اوسے پانوں وہ
نظر سے بچا اور ہوئے بچا پانوں تو

ہوا دل اوس کا وہاں سے جہار	نہ تو جاں لگی کھیں بیاں بہار	نکل دیکھو وہ استقامت کا تار	الگ کھول یار ہو وہاں سے گذار
چلا سایہ سایہ درختوں کی آڑ

قدم کو اوٹھاتا ہوا نیک بخت	چھپاتا ہوا جسم میں اپنا رخت	گیا اوس طرف گرد لگا کر درخت	تھے کنجان اک طرف باہم درخت
کہ انکو ہوں جسطرح مشتاق سخت

دبے پانوں وہاں سے یہاں آنکر	ذرا آڑ میں اپنی لے اک شجر	اودھر اور ادھر دائیں اور بائیں پر	لگا تاکنے چھپ چھپ کے کر نظر
درختوں کے بیچ میں ماہ سے جلوہ گر

ہو ایک نظارہ سیر روان	اسی عرصہ میں کیا کچھ منظر بتا	نظر جا پڑی اوسکی کیا ناگہاں	ہو دیکھا تو عالم عجب ہے بیاں
عجب چاندنی ہے عجب ہے سماں

عجائب ہے گل اور نادر کنول	عجب چاندنی اور چمن کا محل	عجب شکلیں ہیں چھپا تاڑ میں	عجب صورتیں اور طرفہ محل
چلا دیکھتی ہی دل اسکا نکل

وہ انسان ہیں آدمیت کی خو	پری شکل ہیں پر نظر آئے جو	بہت جوش عشق سے ہے دلکو تو	ملی جنس کی اپنی جا اوسکو بو

لگا تکنے حیرت سے حیران ہو

جلو ریز ہر نجم ہے صبح وار | کواکب کو خورشید کا سا وقار | گل چاندنی ہی عجب گلعذار | نظر آئی وہاں چاندنی کی بہار

کہ آنکھوں نے کی خیرگی اختیار

وہ نور قمر تھا تجلی پدید | ستارے سفیدی مین ازبس سعید | وہ صحن مکان غیرت روز عید | در و بام ویسے ہی سارے سفید

ہر اک طاق محراب صبح امید

مگر عرش سے وہ منگایا تھا فرش | دیا عرش اقدس بنا اوسکا فرش | وہ ڈوبا ہوا نور میں سارا فرش | مغرق زمین پر تمامی کا فرش

چمک جسکی تا فرش سے تا بعرش

نہ تھی چاندنی مجھسے گر پوچھو حق | پڑا تھا وہ اک نور کا سا تتق | مہ و مہر دیکھیں تو آئے عرق | زمیں کا طبق آسمان کا طبق

سنہری روپہلی تھے جیسے ورق

یہ فراش نے کرکے آہنگ فرش | منور بچھایا تھا ورنگ فرش | بچھا چاندنی کا یہ ہمرنگ فرش | بلور مین ہے ہر طرف سنگ فرش

کہ جس سے منور ہے نیرنگ فرش

یہ جلوہ جو آیا نظر خواہ نخواہ | وہ گو دگر جہ تھا غیرت مہر و ماہ | منور وہ سارا مکان واہ واہ | گئی اوسکے عالم پہ جسدم نگاہ

اور آیا نظر اوسمین اک رشک ماہ

تجلی سے ہر جنس ملبوس تھی | غرض ہر روش برق یا نور تھی | نکلتی تھی کیونکہ ہر شمع سا اوس سے | طرح اوسکی ہر اک کی فانوس تھی

کہ گویا وہ شیشہ کی فانوس تھی

کہین جھنک سے شمع کے اوسپہ پرند | سماں وہ بہت دلکو آیا پسند | بہم شادمان جو کہ تھے مستمند | کہین کچھ ہوئی اوسکی تھین ہوشمند

ہر اک کو کیا ہے گا شیشہ مین بند

سہ نو خم طاق ایوان عام | ہر اک نجم تا قبہ سقف بام | ہر اک صفحہ یکسر تجلی تمام | ہر اک سمت وہان نور کا ازدحام

لگے آئینے قد آدم تمام

ہر اک سرو وہان خضر ساں سبز بخت | چمکتا ہوا برق کی شکل رخت | کھڑے ہین وہ سب پانؤں گاڑ کر سخت | لپٹے ہوئے بادلوں سے درخت

زمین و ہوا جیسے تاج و تخت

وہ ہے فی المثل ایک پانیکا شہر | کہون اوسپہ نہر لبن کھائی زہر | جسے دیکھ حیرت سے چشم دہر | گلابی وہ چبوترہ کی پاکیزہ نہر

پڑی چشمہ بادہ جسمین لہر

روش باغ میں وہ عجب طور کی | کرون کیا صفت اوسکے تئین غور کی | وہ تالاب تھی اک برق پر نور کی | لب نہر پر صاف جیب غور کی

تو پٹری تھی وہ اک بلور کی

کنارونپہ طاؤس بیٹھے ہوئے | ہر اک رنگ کے غوک تیرے ہوئے | ہر اک جابجا سبز پر سے ہوئے | پڑا اوسمین فوارہ چھوٹتے ہوئے

ہوا پیچ موتی سی لاتے ہوئے

ہر اک لہر تھی نہر کی برق جو | تو لطمہ کو اوسکے تجلی کہو | تکلف سوا اسکے پھر دیکھ تو | مغرق پڑا اوسمین مفرش جو

گرا ماہ وہان رشک سے پر زمین

خطوط شعاعی کوئی جسبگھڑی مقرض کیا گو نہ پکر اک لڑی تعقل کی مقراض اوس سے اڑی لگی گود مقیش چھوٹی بڑی
ہر اک جا ستارا اڑا دے گھڑی

دیا نور کے حوض مین بات بوڑ صفائی کی صافی سے پونچھا اور نچوڑ تو آئینہ مین ہر اک بدبدے ہوڑ غرض اپنی حکمت سے تارونکو توڑ
زمین کو فلک کا بنایا تھا جوڑ

اوڑایا جو چنگیمین لے صبحدم خم و چم کرون اوسکا کیا مین رقم تو اوڑ اوڑ کے ہر سمت دمبدم ہوا مین وہ جگنو سی چمکی بہم
ملین جلوۂ مہ کو زیر قدم

چمکتا ہوا تھا عجب دور یہ کہ دیکھو نہ آگے فی الفور یہ سمجھکر نہ خوبی کرو غور یہ فقط چاند نہین کہان طور یہ
کہ طرہ نہ جبتک ملے اور یہ

فقط طرۂ مہر کیا زرفشان شب ماہ مین مہہ رہا زرفشان ہوئی اوسکی جہت وہ وا زرفشان زمانہ زرافشان ہوا زرفشان
زمین سے لگا تا سمان زرفشان

چمن سر سے پا تک ہوا نور بوس وہ ہے برق خاطف جو تہا آبنوس تجلی کو لی تا تہا ہر دم سو بس گل و غنچہ زرین تاج خروس
زمین چمن ہے سب جبین عروس

بلورین ساغر سے ہو بادہ کش مغان کھینچ وہ بادۂ لش فش بھلکتے ہوئی کھتی ہین گیسو پیش خرامان زری پوش ہر ماہوش
کرین دیکھکر مہر و مہ جسکو غش

لکھون کسطرح سایبانکی بہا کہ استاد نے تھے ہیرے بیٹھا وہ زربفت کے پردہ آئینہ وار کہ ہر اک نگیرہ نذر نگار
کہ جہالر پہ موتی جسکے ہوئی نثار

جواہر تھے وہ دو نہ پاس کے کوئی لاکھ کی لاکھ پچاس کے وہ تھی ایک چپ اور آراس کے جڑاؤ وہ استاد الماس کے
ڈہلے ایک سانچے کی اک راس کے

بنی تھی جو باہم گے بار کی دکھاتی بہارین عجب تار کی سنہری جھمکتی کرن سار کی کھنچی ڈوری ہر فنسر زرتار کی
لٹری جو کنارین ہیچ ہار کی

عجب طرح کا اک نیا بانکپن سجاوٹ نئی وہ چمکی پہن چکا چوند مین وہ شکن در شکن گہو نکیا مین جہالر کی اوسکی پہن
کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

تجلی تھی زینتہ مین اوسکی سگے رہی مہر کی آنکھ اوسپر لگی چکا چوند مین برق اوس سے بھگی مغرق بچھی مسند اک جگمگی
کہ تھی چاندنی جسکی قدمون لگی

قرابہ تہا رشک تجلئ طور دیا ہور بیٹھی تھی نکہت کی حور نظر آگیا نور مین نور چور بلورین صراحی و جام بلور
دل و دیدہ وقف تماشائے نور

محل نور کا ہے مکان نور کا ہے در نور کا سائبان نور کا جہان نور اہل جہان نور کا زمین نور کی آسمان نور کا
جدہر دیکھو اودہر سمان نور کا

مونڈیرونپہ طاؤس اور قمریے درختونپہ بیٹھے ہین بلبل ہرے خیابانمین نرگس کے گہلے دہرے چمن ساری داؤدیون سے بہرے

جو آتا نہ شبہ کی ہر جا ہے
محل و مکان اور دیوار و در　ادہر اودہر اور ادہر سے ادہر　منور ہوئے نور سے سر بسر　نگہ کرتی ہے جسطرف کو گذر
بجز نور آتا نہین کچھ نظر
مکان و محل صورت آفتاب　ہر اک اپنی رونق مین لاجواب　تجسس مین گھٹا بہت بیحجاب　کرون کونسے حسن کا انتخاب
ہر اک آئینہ مین وہی ماہتاب
ہوا سو طرف جلوہ گر اک نور　مگر کہولکر دیکہے چشم کور　یہان سے وہان تک ذری کی نمو　نظر جسطرف جائے نزدیک و دور
اوسی ایک مہ کا ہے ہر جا ظہور
وہی ایک وحدت ہے کثرت نما　کہ کثرت ہے وحدت کے ہمرہ بنا　ہے نیرنگ اوس ایک بیرنگ کا　تجلی اپنی وحدتسی کثرت مین آ
وہی نور ہے جلوہ گر جا بجا
کہین دانہ خرمن کہین بیحساب　کہین گلستان کہین ہے حباب　ستارہ کہین اور کہین آفتاب　ہے نیرنگ سے ہر طرح ماہتاب
وہی ایک نکتہ ہے جسکی کتاب
ہوا غرق دریائے وحدت مین جو　نہ آئی کنارے پہ اک لحظہ وہ　نظر آتا ہے ایک اوسکو وہ　حقیقت کی عینک بصارت بنی ہو
کہ دیکھے نہ اوسکے سوا غیر کو
بظاہر یہ آنکہین ہین ہر چند دو　مگر سب ہے وہی ایک تو　کبھی معرفت سے ذرا دیکھ لو　حقیقت کی عینک بصارت بنی ہو
کہ دیکھو نہ اوسکے سوا غیر کو
ہین بالائی تو تین اور آنکہین ہین دو　ہین پہ رستے پر وہی تو بہ تو　ہے اک نور بینائی دیکھو نہ تو　حقیقت کی عینک بصارت بنی ہو
کہ دیکھو نہ اوسکے سوا غیر کو

لیلۃ البدر مین مجلا ہونا وصف بے نظیر بدر منیر کا تجلی عشق سے چمکنا دل روشن ضمیر بینظیر کا

نکالا کالا جام زرین ذرا　سنہری روپہلی قلمکار کا　پری شیشے کی ترکیب جوبن دکھا　گلابی عرق سامنے ساقیا
مجھ چار دہ کو دکھا کر پلا
اگر کہین ہو براق برفی کا نور　چمکتا ہوا آئے وہ جام بلور　پری شیشے کی ایسی بنجائے حور　کہ دیکھے سے ہو جسکے دلکو سرور
نظر کام کر جائے نزدیک و دور
نہ دالان نے شہ نشین کا بیان　نہ کچھ در کی چین جبین کا بیان　نہ کچھ آسمان نے زمین کا بیان　کرون مین مکانکی مکین کا بیان

کہوں بعد حمام نگین کا بیان

علیحدہ مکان اپنا دکھلائے حسن — جداگانہ گلشن میں کھلائے حسن — الگ چاندنی کا نظر آئے حسن — وہ مسند پہ تھی موج دریائے حسن
دو بالا تھی اک مسند آرائی حسن

کریں خور کو شرمندہ ایسے گال — ہر اک شکل جیسی رخ خوش خصال — ذرا عمر و پیکر کا کیجے خیال — برس چودہ اک کا سن و سال
نہایت حسین اور صاحب جمال

تو سب دست بستہ تحسین گرم کام — ہر اک کا نئی موقع سے اہتمام — حضور اس کے پیش از بعید احترام — خواصیں کھڑی تھیں ادھر تا تمام
ستارہ و تخا جو ادھر وہ پیرا اژدہام

وہ آنکھوں میں سرمہ گھلائے ہوئے — وہ ہونٹوں پہ لاکھا جمائے ہوئے — وہ انداز با نازکا پائے ہوئے — وہ بیٹھی تھی بیچ دیج بنائے ہوئے
دل اوس چاندنی پر لگائے ہوئے

ادھر تا بلند شہر کی رسم و رہ — ادھر جگمگی شتری کی گرہ — ادھر اور ادھر جلوہ ہر اک جگہ — ادھر آسمان پر درخشندہ مہ
ادھر روے زمین پر مہ چار دہ

اسی باغ میں اور اسی شہر میں — اسی شہر میں اور اسی دہر میں — اسی لہر میں اور اسی نہر میں — پڑا عکس دونو نکا جو نہر میں
لگا لوٹنے چاند ہر لہر میں

جبین بدر اور اوسکے رخسار چاند — یہ خوش وضع اور وہ طرحدار چاند — یہ وہ چند جو بسیار چاند — نظر آتی جوانکے اسبار چاند
زمانے کے منہ کو لگی چار چاند

تکلف لباس مقدس کہاں — خجل رو برو جسکے ہوئے کتان — لباس حریری جھلکتا بیاں — کروں اوسکی پوشاک کا کیا بیان
فقط ایک پشواز آب رواں

وہ گوٹونکی اودھم تکلف کے گل — وہ لہریں دھنک کی بنت جنکے پل — وہ چمپا کہ چنپا کلی کھائے جل — زبس موتیونکی تھی سنجاف کل
کہوں تو کہ بیٹھی تھی سہرے میں گل

سوا موتیونکی تن آب تاب — ہوئے شرمندہ ایسی ہی جس سے شتاب — خیال و تصور سے وا الحجاب — اور اک اوڑھنی جو ہوا یا حباب
جسے دیکھ شبنم کو آئے حجاب

نزاکت کے رنگوں میں ملکی ہوئی — نہ تن زیب کچھ آج کل کی ہوئی — نکالی ہوئی عمدہ گل کی ہوئی — صفا اوسکی جھلکی ہوئی
پڑی سر سے کندھے پہ ڈھلکی ہوئی

نئی چال کا اور نئی راس کا — نہ کچھ لاکھ کا اور نہ پچاس کا — نہ لیتا تھا اوسکی لباس کا — گریبان میں تکمہ اک الماس کا
ستارا سا چھپتا کی پاس کا

جھا جال کرتی جالی ہے یار — وہ محرم کی چڑیا ہوا ہوشیار — جواہر نگوں جنمیں بے اختیار — وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار

کیا سرخ نیفوں نے عاشق کا خون — بہا خون ہوا اور دونا جنون — جھمکتے کی بوٹی بجلی میں — جھلک پائجامہ کی دامن اندر
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جون

شب کو اوسکا پہن کر ہو   سہ چار وہ صاف رومال ہو   تجلی کے عالم مین وہ ہووے تو   عقابی اوپوشاک کی دیکہو

نظر سو چمن ہے کہ مسلی نہو

وہ آنکھین سیہ لب عقیق یمن   نگینی ہر آہ ناوک فگن   وہ ابرو کی کج اور جبین کی شکن   وہ ترکیب اوسکا بدن سادہ بدن

وہ بازو وہ ڈہلکے ہوئے نور تن

نگہ کا وہ بھالا جبین کی رو   پیاری وہ پتلی لگی جسکو ٹوک   وہ چتون غضب جسکی ہر دلکو دوک   وہ آنکہونکی مستی وہ خنجر کی نوک

کرن ہو انکی اور بالی کی جہوک

وہ موتیکا جوڑ بہت آبدار   وہ موتیکی مالا وہ انجم قطار   وہ موتیکا جگنو جواہر نگار   وہ موتیکا ڈورا وہ موتیکا ہار

کہ ہو اشک عشاق جسپر نثار

وہ پہنچی کی پہنچی طلائی اک سر   کڑا وہ کہ عاشق کے اوپر کڑا   جڑاؤ پائجامہ جسنے دلکو چہڑا   لگا دہگدہگی ست لطف چڑا

سراسر گلے حسن اوسکے پڑا

چمک ڈنڈ پر نور تن کی بہلی   وہ سہا عطر دان مشک کی اک ڈلی   مرصع وہ ہنسلی عجائب ڈہلی   جڑاؤ چمپکلی وہ چمپا کلی

کہ ہے جسسے الماس کو بیکلی

جڑاؤ وہ ہاتھونمین کیا چوڑیان   دمک جسمی کندن کی ہوتی عیان   وہ کمر ہے کہ دانہ جواہر فشان   جہانگیری وہ پہنا کہ دین کیا بیان

کڑا وہ جھتی تھی ہاتہو سے جنکے فغان

ہر اک چھلا و نگلین دکھلاے زیب   وہ زیب اونگلیون نے ہی پائی ہے زیب   کڑا دل آ کر کے چمکائی زیب   فقط موتیونکی پڑی پازیب

کہ جنکے قدم سے گھر پائے زیب

وہ صورت پیاری سقدر دکہاے   جسے دیکھ آرام جیسا بتاے   فرشتہ ہو یا آدمی ہاہائے   کہ جیکے کہان ہاتھ وہ پانون آئے

جو اوہ جہان پانون پڑ کر چلے

وہ زیور وہ پوشاک وہ بدن   وہ چین جبین اور وہ سیمین تن   وہ زیب سکان اور بہار چمن   سراپا زبان ہو اگر سیمتن

سراپا مین اوسکے کرون کیا سخن

سخن مین وہ تقریر کیا شستہ رفت   وہ زبانمین وہ طاق طاق اوسکا جفت   جبین سینہ رخسارہ پیٹ اور پشت   سب اعضا بدن کے موافق درست

ہر اک کام مین اپنی چالاک جست

بہلی جسجگہ چاہیے وہان بہلی   بری جسجگہ ہو مناسب بری   خودی جسجگہ ہے چاہ وہان خودی   جہان راستی چاہیے راستی

کجی جسجگہ چاہیے وہان کجی

جبین کی کہ پٹکا کہ سکے ہوش اڑائے   تجلی ہو غش رخ جو جلوہ دکہائے   وہ عارض کہ خورشید منہ کو چھپائے   وہ لکہڑا جسے دیکھ مہ داغ کہائے

وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئے

تمہ شیخ بلاغت ہے ایسا سخن   تفنن کی بات آئے اوس سے نہ بن   مشیخت بہی اور سادہ پن ہی مین   کچھ اک تمکنت اور کچھ اک بانکپن

غرض ہر طرح مین انوکھی بہن

سدا ناز و انداز ہے شان مین   کرامات اعجاز ہے دہیان مین   غرض کیا کہون آنمین بانکپن   کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین

غرض دلبری اوسکے فرمان ہین

تغافل حیا ناز شوخی غرور ہنسی دل لگی چہل بازی سرور جھٹک اور ٹھسک غصہ نزدیک دور چٹک اور مٹک چال سب پُر غرور

ہر اک اپنے موقع سے نزدیک و دور

تبسم تکلم ترحم ستم خوشی رنج حسرت محبت شمیم تبختر سہی عاجزی صاف ضم وہ غفلت کہ ہشیار ہوئے بہم

موافق ہر اک حوصلے کے کرم

وہ ابرو کی محراب ایوان حسن وہ ہاتھ اور پا صاف ارکان حسن جبین سے ٹپکتی رہے شان حسن وہ عارض ہین گویا کہ سامان حسن

جھکی شاخ نخل گلستان حسن

نگہ آفت و چشم عین بلا وہ پتلی ہی پتلا ہو تسخیر کا نظر جسم آئی نہ دل سے سوا وہ چتون جو دیکھو تو تیر قضا

مژہ دیکھو تو الٹے سر بلا

مگر گوش جب اوسکا تابندہ ہے نجم ہرگز نہ رخشندہ ہے قمر کا بھی جلوہ شتابندہ ہے تکے ساتھ گردون گرندہ ہے

صدف کا دل صاف شرمندہ ہے

وہ بینی کہ جسکی نہین کچھ نظیر الف کی ہے اللہ کا یا نقیر و یا شمع وحدت سے گردون منیر کہون شمع کی لو تو ہو دلپذیر

ہے انگشت قدرت کی سیدھی لکیر

وہ رخسار نازک کہ ہو پائمال نزاکت کا ہے اوپر اسکی حال کبھی گل کبھی لالہ دیکھو کمال وہ خورشید تنجا وقت جلال

اگر اوسپہ بوسہ کا گذرے خیال

نہین طرب بابس کا بیان کچھ حساب یہی کیہ ہی ہے سخن کی کتاب وہ نازک کہ سرخی دکھاتا شراب گلو کی چمک غیرت آفتاب

بیاض گلو سر بسر انتخاب

وہ ساعد وہ بازو ہر گول گول یہ دونون ہین تغین ٹھول و یا ہیر الکڈال دیکھ انکھ کھول کہون شاخ صندل تو ہے نخل

برابر ہے الماس کا جنکے مول

وہ دست حنا بستہ خونبار تا الفیا ہے انکا ہوا باریاب ہے یا دست ہر جا نگارہ خواب سیاوش کا خون ہے انکا ہر ایک باب

شفق مین ہے پنجہ آفتاب

زلیس سیل آئینہ تھا اوسکا تن وہ شفاف براق ہے تا ذقن سکندر کی ارواح ہو کے وطن صفا ایسی ہو تو کہین کیجئے سخن

کہو کہ یہی ناف عکس دہن

کمر کو کہون کیونکہ مین اوسکی پیچ گرہ تافتہ درمیان انکی کھینچ بہم معتدل گرد یا ہی خرپیچ اگرچہ ہین انکے ساتھ مع چار آخشیج

تہ ازار ظاہر ہوئے قسمت کا ہیچ

وہ زانو کہ آجا ہر اوسپہ ہات تو مطلع حسن کا نہ ہو وشن صفات جو ہم کھلوئے شانہ ہو میراث وہ آئینہ زانو کا شفاف ذات

رہے عمر بھر عاشق زانوے نبات

وہ ساق بلورین انداز پا ادہر کی کہو ہی براق کیا ادہر رنگ جان شاخ بلور کا غضب اونکی گوری گوری صفا

پہر ہر سحر چشم دلمین سمیدا

غمزہ وقیامت آفت کا تمام تبسم وہ شاگرد ہے فتنۂ حشر نام قیامت قیام اور محشر خرام عجب انکسر فروشی ہے اہتمام
قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

وہ انکھیلیاں اور وہ اوسکی چال غرض ہر روش ہے قیامت خیال کہ ہر اک قدم پر ہے عاشق نڈھال پھری چال ہے جو آنجا سنبھال
کہ دل جس سے عالم کا ہو پائمال

بنا کب کسیسی ہی گو چال لے بھلا اوسکی کیا جانے چال آپ سے قدم اوٹھے قیامت کو ٹھوکر لگے ہوئی اپنی پارہ پارہ قدم جب اوٹھے
کہاں پر وہ رفتار کو اوسکی پائے

لگے چال اوسکی کوئی کیا چلے ہو آنکھ پر دشمن ہو لے قدم کیا لئے نقش نقشہ نہ لے نظر دا منسکی نقش قدم کو ملے
یہ انداز سب اوسکے پاؤن تلے

بہ نسبت پا صاف انگشت پا حباب ایک براق پہ ہوا وہ فدا کہ ہو شکل بلور شفاف پا صفا ایسا ہو منہ ہی آئینہ کا
کف پا دکھائی سر پشت پا

معطر ہوا ہر اک جفت کفش وہ پا جو پیوستہ ہو کفش گل جفت نرگس پہ شاخ نفیس ہوا ہر ایک آشفتہ کفش
نہ وہ جفت پا بلکہ پا جفت کفش

یہ قمر کاہو کہا جو ادا خیال یہ ٹوپی کی خوبی یہ کاجال یہ اور وہ پوشاک کا کمال یہ باغ و چمن اور ریحان جمال
کہا سب نے ہر آن ہی پاذوالجلال

مزہ لو وہ دیکھنا تھا انہان نگاہ جسمت کو دیکھا الٹا کہو ہے کہاں بیچ اوسکے آن سبھی اوسکی ہے زمین آسمان
کسیکی نظر جا پڑی ناگہان

جو دیکھا تو اک آن میں عرق میں ہو کچھ ہے ہائے یہ کہا اوسکو بیچ نہ یہ عشق ہوئی پڑا حسین نظر پڑ گیا کہ آن شرمشیں
دو چند کسی ہوا وہ حسین نازنین

یہ جو بیاہ جو پہیلا تو تماشا ہوا عیاں جس کا زیور جو ظاہر ہوا لگی کہنے کیا حال ظاہر ہوا اک غلغلہ سا ہے باہر ہوا
الحال ہی اوسکے باہر ہوا

یہ سن بات ایک شعلہ سب ہنسے نازک سے ہو کر خوشی طلب ہنسی دامن کو رکھکر ادب نہ جانے ہوا گل یہ تعجب
پھر آن سے گل کیطرح غنچہ لب

ہو شمع ہیں سیاہ روشن ہو کچھ نہ تھی پھر ذرا سا کا دل سے کچھ پگڑی ہو گلشن سے کچھ نظر جو پڑے دیکھا کیا فن کچھ
دیکھتے ہیں روشن سا انگن کی مثیہ

کسینے کہا کچھ نکلے ہے بڑا یہاں جو کہ وہ کیا اک بڑا اک بڑا ہو گیا کہتے لگا اسیکا آئی نیں جہاں جب ہوا
کسینے کہا چاند ہے یہاں چھپا

کسینے کہا ہے یہ پیاری مجین کسینے کہا یاری خورشید ہیں کسینے کہا چاند ہے پر گہن کسینے کہا دیو ہے ان پری ہن
کسینے کہا ہے قیامت کا دن

لگی کہنے ماتھا کوئی اپنا کوٹ کسینے کہا لو یہ کچھ منہ پر توڑ کسینے کہا سچ کہیں یہ جھوٹ سن آنکھوں کی یہ آنسو میں پھوٹ

ستارا پڑا ہو فلک سے ٹوٹ

دیا چھپا منزل پہ اب ماہتاب ستارے بھی ہیں کوئی دم جوں حباب نکہت اوسمین بھی ہو بے حساب ہوئی صبح شب کا گیا اوٹھ حجاب
دکھتو نہیں نکلا ہی پھر آفتاب

کسینے کسیکا گریبان چھوا وہ بولی کہ میں خیر ہی کیا ہوا کسینے کسیکے چھو دیا سوا کسینے کہا دیکھیو اے بوا
کھڑا ہی نہ کوئی صاف یہ مردوا

کسینے کہا یار غمخوار ہے کسینے کہا مہر زر دار ہے کسینے کہا پیار اسا یار ہے کسینے کہا یہ تو دلدار ہے
کسینے کہا کچھ یہ اسرار ہے

میان ہمکو یاں باتین جو سے لگ گئیں ہوا پر یہ راتین جو ہو لگئیں تو اصل کی راتین ہی ہو لگئیں یہ آپس میں باتین جو ہو لگئیں
اشارونکی گھاتیں جو ہو لگئیں

کوئی خادمہ ایک تھی زرد پوش بہار دلہن کیا جانے کیا اوسکے جوش ایک کر دیا چونکیہ سب خروش گئی بات یہ شاہزادیکے گوش
یہ سنتے ہی جاتا رہا اوسکا ہوش

وہ مسند کو دلہن اپنی چھوڑ کر اوٹھی کسی لونڈی پر ہاتھ رکھ کر اوٹھی علی مرتضی شیر شہ کر اوٹھی کہا میں تو دیکھ ہی کو کہ اوٹھی
گیا ہی سناجی تو رہ کر اوٹھی

کسیکی نہ کچھ اور اپنی بات کہا میں ہوں اور میرے مالک کی ذات یہ بولی خدا آیا کیا واردات خواصوں کے کندھے پہ دھر اپنے ہات
عجب اک ادا سے چلی سناسات

قدم اپنے جلدی اوٹھاتی ہوئی وہ یاد خدا دل مین لاتی ہوئی کچھ اک ڈر کچھ اک مسکراتی ہوئی کچھ اک خوف سے ہول کھاتی ہوئی
دھڑک اپنے دلکی بٹھاتی ہوئی

چلی یہ حسین باتین دلہن کی گئیں یہ باتین جو وہ دلبر حسین چھپی تو چھپی پیچھے دولہن لیت پرنگیں ہم میں تھیں یہ کچھ کچھ یہ
دعائیں وہ پڑھ پڑھ کے اگر ہیں

وظیفہ پڑھا اپنی بخت بخت کہ سنگین جسے ہوا دلکا لخت قدم کو اوٹھا آئی چلی نیکبخت گئی جب وہ دل اپنا کر کر کے سخت
دربان بیگانہ تھی وہ باہم فرقت

جھمکتی تھی جو ان تھی والکی میں ہر اک ذرہ تھا رشک مہر مبین تجلی تھی جن سے ہر انور زمین جو دیکھی تو ہے اک جوان حسین
کہ ہر ذرہ آئینہ ساں مہ جبین

نہ پوچھا نہ اپنا ہی تھا یاں اوٹھاؤں نہ اوس ماہ مکان آشنا سیمیا وہ حیرت کا عالم اور حیرت کی جا یہ ہو سر کی نسے قوت دانہ طاقت اوٹھاؤں
دیا حیرت عشق نے گاڑ پاؤں

نظر پڑتے ہی لگ گئی عشق کی تپ پر اسکو یہاں ایسا ترا لگے جس خضر سبزہ لب عیاں مت عن برس نیدرہ یا کہ سولہ کا سن
مرادوں کی راتین ہوا نکے دن

وہ صورت کہ نقشہ کہ نہیں در دو لبعل یاقوت جس کا حسد حبیب کا دہ عالم کہ صبح کشود نہ پشت لب سے سونکی نمود
جسے دیکھ نکلا ہو ... بود

نکاہ چھوٹ پوشاک نجوم کیا ایک کمر مین تو پٹکا ہے در نجم کا ایک کلہ گوشہ تاج سہرا جسم کا ایک گلے مین پڑا غنچہ شبنم کا ایک

بدن پر سجے عیان نور عالم کا ایک

وہ لنگے پیر دامن بٹکی ہے برق ساں پھر اوسپر وہ چھپا کی لہرین عیان تمامی وہ کرتے مین آمہ باین تمامی کی سنجاف جلوہ کنان

کہ جون عکس مہ زیر آب روان

کنارے کا گوشہ سر اسر ٹکا چمکتا تھا بجلی کی صورت پڑا مسیحا کو سوزن سے تھا وہ سلا طرحدار اک سر پہ پٹکہ سجا

تمامی کا پٹکا کمر سے بندھا

کوئی متصل ورکوئی منفصل کوئی منفصل اور کوئی مشتمل کہیں ادسکی تھی نارمع مین معتدل عجب پیچ پر پیچ پیٹھے تھے دل

کہ ہر پیچ پر پیچ کھاتا تھا دل

بلالی گریبان بہ نوبنا وہ کنٹھے کے دانے ثریا نما کھوٹ شتری اوچکے پڑا جواہر کا تکمہ گلے مین ٹنکا

ستارہ ہو جیون صبح کا جگمگا

وہ کلغی مرصع کا عالم ادہر مکلل وہ سرپیچ تابندہ تر وہ جیغہ عقیق یمن سر بسر وہ موتیکا الکن زمرد کی ہر

تکلفکی زیبندہ دستار پر

وہ مہتاب عارض وہ شش بہار وہ خورشید ساں رخ رنگ گار وہ برق تجلی جبین آشکار وہ گورا بدن صفا ترکیب وا

بہر ڈنڈ پر نو رتن کی بہار

وہ ہیرا وہ حلقہ طلائی سبھی تکلف کی تھی سادہ کاری بھی جڑے گرد موتی نگین کے اچی اک الماس کی ہاتھ انگشتری

سراسر حنا دست و پا مین لگی

وہ رنگ جوانی ٹپکتا ہوا وہ خورشید عارض چمکتا ہوا وہ مہتاب رخ جھلکتا ہوا بدن آئینہ سا دمکتا ہوا

گل باغ خوبی مہکتا ہوا

شب تیرہ کا پیچ آفت حنظل پھر اوسپر یہ طرہ کہ دل آج قتل بلائونکی راتین ہین اک بے بدل اگر زلف کی اوس کاکل کا بل

جوانکی شب کا سیاہ تر محل

عیان طرز دلربائی ضرور ہر اک چستی و چالاکی پر غرور نظر ہوشیاری کی تر دیکھے دور قیافہ سے ظاہر سراپا شعور

جبین پر برستا شجاعت کا نور

نشیب و فراز آزمائے ہوئے اداونکی طرزین اوڑائے ہوئے وہ کانٹے فسون دم بجائے ہوئے وہ اشق کا تیر کہا ہے

کہ ہر اک دل کسی پر لگا ہوئے

خوا مین آئی تھین کہان گہر گئین اداعقل اور ہوش سب کہہ گئین رہی خود کہین برابر گئین یہ عالم جو دیکہا تو غش کر گئین

وہ جتنی جو آئی تھین سب ہر گئین

پہر آخر کو وہ جیتی سنبھال لگین کرنے آلیپ مین گفتگو سمجھکر سنا سب سخن کا مال شتابی سے جاکر کہا دیکھا حال

کہ اے شاہزادی صنا جمال

نہین سیر کچھ جان بیتاب مین بڑی تیری ہے احباب مین زبان گنگ ہے اسکے اسباب مین عجب سیر ہی سیر مہتاب مین

یہ عالم تو دیکھا نہیں خواب میں

خدا جانے کیا دل میں ٹھانو گی تم ہر اک ڈھب سے قسمی یکھا ناؤگی تم مگر یہ یان تلک بہانو گی تم کہے سے ہمارے نمانو گی تم
جو دیکھو گی آنکھوں سے جانو گی تم

یہ سنتے ہی جی ہوگیا بیقرار کہ پہنچوں ابھی جلد ہو کر سوار وہ بولی کہ ہر دو بسر و آشکار اوٹھایا ہی گلگونکو جلد ایک بار
بجائی کمین ہاتھ سے بیہ بہب

دہر و میر کے نہ ہو یہ اب دست راس خواصین یہ ہین اور سب آس پاس کہ ہے دور تر خوف لاؤ نہ پاس نہین اور تم کچھ نہ کیجیو ہراس
چلی آؤ ٹک تم درختوں کے پاس

خواصین ہیں پیچھے گرد سب دستگیر جو ہین ہمدم و ہمنشین و مشیر ہوئے متفق تدبیر کی دلپذیر گئی اوس جگہ جب بدر منیر
اور اوسنے وہ دیکھا شہ بے نظیر

نہ تھا اوسکو گھر ہی کوئی اونکا خیال نگاہیں لڑین ملتے ہی متصل گئی غنچہ دل کی روش گل کے کھل گئے دیکھتے ہی سب آپس میں مل
نظر سے نظر جیسے جی دل سے دل

لڑین نظرین یکبارگی متصل ملی چشم سے چشم اور تل سے تل ہم آغوش ہو نور اور ظل سے ظل گئے دیکھتے ہی سب آپس میں مل
نظر سے نظر جیسے جی دل سے دل

یہ اوسکی ندیم اور وہ اونکا مشیر یہ اسکا مشیر اور وہ اوسکی نصیر چھٹے دو دلون سے نگاہون کے تیر غرض بے نظیر اور بدر منیر
گرے دونون آپس میں ہو کر اسیر

نہ کچھ انجمن کی رہی سدھ اوسے نہ باغ و چمن کی رہی سدھ اوسے نہ کچھ تن بدن کی رہی سدھ اوسے نہ کچھ اپنے تن کی رہی سدھ اوسے
نہ کچھ اپنے من کی رہی بدھ اوسے

ہوئے بے خبر وہ تو غش میں اسیر وہ ہمرہ جو تھے اپنے گھر کے امیر یہ اسکا فقیر اور یہ اسکی فقیر تھی ہمراہ اک اسکی دخت وزیر
قیامت حسین اور نہایت شریر

جبین اسکی تھی داغ دل ماہ کا وہ عارض کہ دے مہر کو انجلا ستارہ بہت اسکا چمکا ہوا زبس تھی ستارہ سی وہ دلربا
اوسے لوگ کہتے تھے نجم النسا

چمک کر گئی برق سا وہ شتاب دہن منہ سے وا کیا بیحجاب دوبارا کھینچا شیشہ اک لا جواب شتابی سے لا اوسنے چھڑکا گلاب
تب آئی تنون مین ذرا اونکی تاب

کچھ اک ہوش کچھ جسم بیجان سے دلوں کو پھرے اپنی ارمان سے لڑے آہوے جا کو جان سے وہ آنکھ تو اوٹھے پہ حیران سے
گلو و شبنم آلودہ گریبان سے

گئی عقل آئے ذرا ہوش تک رہے شکل آئینہ ہر اک کو تک گئی غش کی حالت مین جو بلی مسک وہ شہزادہ دل شدہ لو ٹھنک
دہن رہ گیا نقش پا سا چٹک

اوسے بھی جو کچھ کچھ ہوا ہوش سا تو سمجھی کہ ہین سیر القشہ سے گیا کچھ اک بیخودی ہوش کچھ کچھ رہا تو وہ نازنین کچھ جھجک منہ چھپا
کمر اور چوٹی کا عالم دکھا ؛

محبت کے رشتہ سے دل جوڑ کر   بظاہر اک ادا سے ناتوڑ کر   نہ بولی کسی بات منہ پھوڑ کر   چلی اوسکے آگے سے منہ موڑ کر
وہین نیم بسمل اوسے چھوڑ کر

وہ آنکھوں کہا اپنا جاتی اگر   تو پیچھا بکڑ تا مقرر مگر   چلی مڑکے بیخود اوسے چھوڑ کر   وہ گیندی وہ شانہ وہ پشت کمر
وہ چوٹی کا کو لے پر آنا نظر

عنبر فشانی خامہ مشک بار کی صفت بلائے زلف مین سراسر خطا بل اور پیچ کا مضمون شب سوچنا چوٹی کے وصف مین طبع کلک مشک بیز کا جوٹ ہی کرنا ہی یکسر بلا

معطر بنا آج میخانہ کو   معنبر صراحی و شیشہ سبو   خطا ہی مدی چین ابرو کو تو   پلا ساقیا ساغر مشک بو
کہ ہی مجھکو در پیش تعریف مو

بجا ہر طرف عود و چنگ و رباب   خرابی مین آ خفتہ بخت خراب   گزک کو دل قاضی کی لیتو کباب   سر شام سو ہے یہان تک شراب
کہ مستی مین دیکھون رخ آفتاب

یہ آنکھوں مین چھائی ہین تاریکیان   سیہ رخت دیکھو ہین پتلیان   اندھیرا لگا ہی شب درمیان   کرون اوسکے بالونکا کیا مین بیان
نہ دیکھا کسی نے اٹھین کیسہ سمان

وہ طرہ کہ جی بال باندھا رہے   وہ کاکل کہ دل جسمین الجھا رہے   وہ چوٹی کہ اندھیر چھایا رہے   وہ زلفین کہ دل اونمین الجھا رہے
اور الجھنے سے دل کچھ کے سلجھا رہے

وہ زلفین لٹکتی ہوئی تا بناف   وہ الجھن کہ جسمین دلونکا گذاف   وہ ہین مار رو ماہی لالا خلاف   وہ کنگھی وہ چوٹی کی کچھ صاف صاف
کناریکا پیچھے لٹکتا ہوا باف

گندھا ہی وہ اسکی بہت سنگ   دل تنگ کی کچھ نہ نکلی امنگ   یہ کالا بلا ہے وہ کردے تنگ   کہون اوسکی چوٹیکا کیا رنگ ڈھنگ
کہ جون آخری شب ہو چھکے کا رنگ

چمک او جھلک اوسکی بل بے دمک   کبھی ہی چمک اور کبھی ہے جھلک   جو دیکھا ذرا غور سے ہے بھبک   نمایان ہے یون اوڑہنی کی جھمک
کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک

سمجھ مین آیا کہ ہی کیا سبب   ذرا سا ہی پیچ اسکا ایسا کہ ہب   چمک ہے ق کی ہی جو ہی اس مین   ہبا ذری نے کیا ہی غضب

دیا ہو گرہ دیکھو دنبال شب

لبعہ پتر ہے ابر سی کی بہار تس اوپر وہ سرخی یہان آشکار مطرہ پر طرہ تابدار سنگار وہ نین گو سب ہے ہیو وہ اوتار
پہ کہتی ہین چوٹیکا اوسکو سنگار

ہو کیا طرہ و حسن مین بل پڑا شب قدر سی نور مضمون لڑا یہ ظلمت کا چشمہ نظر مین تڑا نہو کیونکہ چوٹیکا تب ہڑا
کہ ایک نور ہے اوسکے پیچھے پڑا

بنفشہ کی عبہر کی کیا شان ہے کہ خود پیچ مین عشق پیچان ہے جہر تک خدائی سامان ہے گل و سنبل اوس سے قربان ہے
کہ اوسکی لٹک مین مہری جان ہے

وہ چوٹی کہوری جو تہی ایک پاٹ بلا پیچ نے اوسکو رکہا تہا ڈانٹ ابہی سامری نے دیا علم بانٹ لڑی تہی زلبس سحر سو اوسکی سانٹ
شب و روز کو دیکہا اوسنے گانٹ

کرین کانور و والا لاکہون جتن چلے اوسکی غون ہے یہ کب مکر و فن ہو شاید کہ منتر کوئی جانی بن وہی ہاتھ آتا ہے اوسکا اٹہن
کہ ہے فی الحقیقت وہ کالیکا من

کسینے کہا ہے یہ کیوان وقار کسنے کہا نسر طایر شعار منجم لگے کہنے باہم پکار اولٹ کر نہ دیکہے اوہ ہیو بہار
کہ وہ اک ستارہ ہے دنبالہ دار

وہ چوٹی وہ گردن وہ شانے عیان شب تار اور برق مہتاب تھا کمر کا بیان ہے گیا درمیان وہ پیٹہ اوسکی شفاف آئینہ سان
تس اوپر وہ چوٹیکا پڑنا وہان

وہ ابر آئینہ مین جو دیکہا ذرا کہا دل نے چشمہ ہے ظلمات کا کہون اوسکی ہیبت مثل بڑا کہون اوسکو عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہو وے دریا پہ کالی گہٹا

یہی لہر اوٹہتی ہے جبین سدا دہوان دہار بدلیتین ہے برق کیا شب تیرہ مین نور روشن ہوا کہون اوسکے عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہو وے دریا پہ کالی گہٹا

بڑے پیچ سی شب لگی اوسکی تہا تنگ تو شب نے جامہ اوٹہائی ٹانگ بہت شوق سے غرض مانگ تانگ بہری تہی دلوں سے زلف اوسکی مانگ
بہت دل لئے اوسکی کنگہی نے مانگ

ٹہری چین پیچ سے پریشان ہو کہ بل کہا رہی زلف پیچان ہو ابہی خیال مین مانگ پر دہیان ہے دل عاشق اوس سے قربان ہے
کہ مشاطہ کا سر پہ احسان ہے

نئی طرح سے جمع چار اخشیج ہو چرچ کا فرہ کیا ہم مریخ قافیہ لکہ گیا ذج کو ذیج کشاکش مین تہا ورنہ جینا او ہیچ
بہلے کو رکہا اوسنے ڈہیلا ہی پیچ

زبان نگ مجہے دل سے پہنچی نوید برہمن سے دانش کی سیکہا ہے بید اندہیرا دجالی جو کی کچھ کرید غرض حسن کا اوسکی سب ہے ہیہ
جو چاہے کرے دیکہ سیاہ و سفید

ستم اسکا ہے سب نسبت و خلاف ہے دم لال بندا یہ خونی ہے صاف یہ کالا بلا کا ہے بت جان لاف گرے سرخ جو کوئی اسمین معاف
کرے خون دل اپنا اوسکو معاف

غرض ایسی کچھ چوٹی پہ چوٹی ہوا ۔ پڑا اسکی تربت پہ کالی گھٹا ۔ بجا خون ہمیں بیجان کا خون کا ۔ کیا قتل گیسو نے دلکو کہیں

نہ تو کیا نہیں شام پر خون بہا

لکھے بال بال اسکی سب مختصر ۔ شب تیرہ میں قلم اور دوات ۔ بلا پیچ کے طول اسمین نجات ۔ کہانتک کہ داستان یہ کیسی ہے بات

کہ تھوڑا ہو سانگ اور بڑی ہی ہے بات

ہوا بال اسکا میں بو الفضول ۔ میرے بخت پیچی بنی دل ملول ۔ کہاں تک سے مضمون بہ نزول ۔ دیا شعر گو گرچہ سب بالطول

ولیکن یہ ہے عرض میری قبول

بہت پیچ کی باتیں کچھ ڈالیان ۔ بہت بل پہ آئی وہ زبان ۔ بہت بال کی کہال کھینچی میان ۔ بہت موشگافی ہے کی نہیں کیا

گھٹا ٹیکی جا گمہ نتھی درمیان

بچھایا بہت پیچ میں نے جال ۔ زبان ہنگیا گو میرا بال بال ۔ لکھا ہو چکر کو نافہائے غزال ۔ لیس او پر بیچ و ہوری مثال

ہوئی ہے میری فکر پیچیدہ بال

پٹارے سے ناگن کو لاتا ہوں نہیں ۔ ال ہیچ فن فان کہاتا ہوں ۔ ہوا اسکے کاٹیکو پاتا ہوں نہیں ۔ اب اس پیچ سے باہر آتا ہوں نہیں

سماں ایک تازہ سناتا ہوں نہیں

وہ سب گرگیا میں بچھا ان جب بال ۔ لہر کہا لی کی بال بال ۔ لب گیسو دلی سنو میرا قال ۔ غرض وہ پری جب دکھاتا اپنے بال

لو تو پیار محبت کا احوال

کبھی اپنے گالوں پہ بناتی چلی ۔ کبھی ہوا کے دامن اوٹھاتی چلی ۔ کبھی دلکو بھی لگاتی چلی ۔ ادائیں سب اپنی دکھاتی چلی

حیا منہ کو اور مسکراتی چلی

وہ تھی نکلتے ہی بیچ پیچ رخ ۔ سنا یکہ میں بیچ گزر راہ ۔ جبین آئینہ چیں کا خالق گواہ ۔ غضب شب پہ ظاہر وہ دلہن جاہ

عیان آہ آہ اور زبان واہ واہ

سنو وہ پڑا بوآدمی پر جوان ۔ ہمین سحر عمر ... ۔ ہر انجمن دست ہمیرہان ۔ یہ کون بخت آیا ہے شان

میں اب چھوڑ کے گھر اپنا جاؤں کہاں

نہیں ہے کوئی یہاں بچاتا نہیں ۔ عیان غیرت اسکی مثال نہیں ۔ چھپوں جان کہ سیر باں میں ۔ یہ کہتی ہوئی آن کی آن میں

چھپی جا کے اپنے وہ دالان میں

کیا اسطرح اوسکو آیا حجاب ۔ کہ پردہ کیں بیچ میں یہ پڑا الاتفاق ۔ چھپا کر ہوئی اندر وہ یار بتاب ۔ دیا ہاتھ چھوڑ پردہ اشتاب

چھپا ابر تاریک میں آفتاب

تسلی ابھی کچھ نہ تھی دلپذیر ۔ کچھ جمع خاطر بھی دستگیر ۔ ابھی صبر دنگا ہو کب بشیر ۔ کہ اتنے میں آئی وہ دختر وزیر

فسون بچہ کی لولی کہ بدر منیر

یہ غمزہ تو دل میں سماتی نہیں ۔ یہ عشوہ سے اگرچہ دکھاتی نہیں ۔ کچھ حرف مطلب پہ لاتی نہیں ۔ مجھے چھیڑ چھاڑ خوش آتی نہیں

پری یار سے جا کہ بہانے نہیں

مجھے پہیلی اور ستے تو تجھکو کہا ۔ ستم گر نہ میری تو تجھکو بتائے ۔ اری بیٹھ رو اپنی باتیں بنائے ۔ میری نظر تک دیکھو کہا ہے

مثل ہی کہ سن پہنے کا منہ یا ہلائے

بنایا اگر تو نے شامل اوسے بنایا اگر تو نے مائل اوسے بنیا اوسکا ہی یاد یا دل اوسے کیا ہی اگر تو نے گھائل اوسے
تو مت چھوڑ اب نیم بسمل اوسے

نکمر رہیجئے دنیا فانی کا تو نہ سن قصہ ایسی کہانی کا تو اوسے خو کر مہربانی کا تو تنک اک حظ اوٹھا زندگانی کا تو
مزا دیکھ اپنی جوانی کا تو

اگر ہی سوا اپنا ہمدوش کر محبت کو باہم سرجوش کر اری باولی ہوش کر بیہوش کر مئی عیش کا جام اب نوش کر
غم دین و دنیا فراموش کر

بلا بزم ہی ساغر سبز پوش یہ ہی شیشہ کی آتش غلغلہ جوش یہ خلوت یہ گلشن یہ جوش یہ حسن جوانی یہ جوش خروش
غنیمت است ایزد آور ساغر نوش

غنیمت مجھے اسکو تو ای نگار دگا اوسکو چھاتی ہی کر خوب پیار اری خام ہی خواب یہ پختہ کار کہاں یہ جوانی کہاں یہ بہار
یہ جوبن کا عالم رہی یادگار

کہاں یہ چمن اور کہاں سبزہ زار کہاں لالہ و گل کہاں آبشار کہاں پھر یہ سن اور کہاں گلعذار کہاں یہ جوانی کہاں یہ بہار
یہ جوبن کا عالم رہے یادگار

کہاں پھر یہ خلوت کہاں پھر یہ یار کہاں پھر یہ صحبت کہاں جی بہار کہاں چاندنی اور کہاں مہ عذار کہاں یہ جوانی کہاں یہ بہار
یہ جوبن کا عالم رہے یادگار

سدا ایام عشرت یاں تا نہیں سدا گل کے چہرہ پہ بستا نہیں سدا ابر دو خوش برستا نہیں سدا عشق دوران دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

طلسم حقیقی ہی اسے گلعذار یہ بازار سودا ہی دنیا ہی خوار بہت لیناد دینا ہی بلبل و زہار سبھی ایک تو دنیا کی ہی کاروبار
و لی حاصل عمر ہی وصل یار

یہ دنیا ہی یہاں کی یہی رسم ہی کہ تو میری سن او مجھ سی کہ تو ہی شاہزادی او ہی وہ ہی خوش یاد و زیانکہ و اک نگہ
کر ان سلطوہ آسمین جمن ان ہر وحہ

چکھا اس میوہ کو او کیوں ہی فرخیز اسی کا ہی عالم عشلام و کنیز اسی مے کو پیا کر اب حبث خیز کہاں چاہ دانی نہیں یعنی عزیز
اری باولی چاہ میں کر تمیز

یہ تیر او بیٹا تو اوسکی حبیب یہ تیر قریب او تو اسکی قریب یہ تیر امیر ایرانا تو اسکی نصیب تیر گھر ہی آ یا ہی مہماں غریب
یہ ہی واردات غریب و عجیب

منگو بلا جام زر کار کر کباب گزک گرم بازار کر بطی اور ایار کو یار کر شتابی تو مجلس کو تیار کر
تو اس گلسے پھر رشک گلزار کر

کنیز و نیسے حکم کر کام کو کہ پہنچائین مجلس سرانجام کو منگا خم صہبا گلفام کو بلا ساقیان گل اندام کو
نگہ ساتھ گردش مین لا جام کو

رنگین نہ شیراز کی لا شتاب صراحی و ساغر ہوئے کل انتخاب نمکدانئین ہووے گزک باریاب شب و روز پی ملکے جام شراب
سہ و سہر کو رشک سے کر کیا سیاہ

پری شیشہ کی کیا دکہاؤن خرا کباب طیور اور بطے ہی اوڑا صبا و خرد کو اوڑا دے نشا یہہ سن سنکے وہ نازنین مسکرا
لگی کہنے اچہا بہلا رہی بہلا

ایسی تیری اوس سے بیشک نظر ملاتی ہی باتو تمین شیر و شکر مجہے تیری جکی ہے ہان ہان خبر مین سمجہی تیرا دل گیا ہی ادہر
بہانہ تو کیون کرتی ہی مجہسے دہر

بلا اوسکو خلوت مین ہو بادہ کش چلی دور ساغر کا با غل و غش یہ سن کر کے اسکی حقہ کا کشر لگی کہنے ہنس ہنسکے وہ ماہ وش
ہوئی تہی آ او دیکہہ مین تو غش

مین ہین تو ہوئی کہا کی غش حجاب مین ہین تو گئی سیر کو احتجاب مین ہین تو ہوئی شبنمین دیکہہ خواب مجہی پر تو چہڑکا تہا تمنے گلاب
بہلا میری خاطر ملا او شتاب

غرض تہی وصل کی راتین ہوئین بیان سب محبت کی واتین ہوئین علاقہ کیا کیا صفائین ہوئین کہہ آپسمین مزونکی باتین ہوئین
اشارونکی باہم جو گہاتین ہوئین

نگہبان تہے جو وہان کو تعین ہوا حکم اونکو یہان کی تئین جہٹ کر بلا کر زبانکے تئین بلالائی جا وہ من جہان کی تئین
کیا میزبان مہمان کے تئین

بنانا تہا جو کچہہ بنایا اوسے طریقہ وہان کا جتایا اوسے تکلف بنہایت خوشتر آیا اوسے بلا اک مکان مین بٹہایا اوسے
محل کا سمان سب دکہایا اوسے

وہ بزم النسا تہی عجب نیکذات بہم اوس نے کی سب نئی واردات مہیا و موجود وہ کر کے بات پہر اوس نازنین نی پکڑ اوسکا ہات
بٹہایا ہی لا آخر اوس گل کے سات

دو مشعلونکا باہم مشتعل ہونا و اخترون کا ایک برج مین آنا دو نورون کا آپس مین ملنا دو گلون کا ایک شاخ مین کہلنا یہہ قطبین ہین یا قران السعدین نہین نہین آنا بے نظیر کا او ملاپ بدر منیر کا

چمکتا ہی کیا روئے مینائے عیش　یہہ آئینہ ہر نقش زیبائے عیش　جو میخانہ ہین جسکم فرمائے عیش　پلا ساقیا مجکو صہبائے عیش
ملے ہی نصیبون سے یہان جائے عیش

محبت کی جاری یہان رسم و رہ　مقام ایسے ملتے ہین ہر گاہ گہہ　ہین اک برج مین جمع سعدین کہہ　بہم ملکے بیٹھے ہین وہ رشک مہہ
قران مہہ و مہر سے اک جگہہ

برابر عدالت کی میزان ہی آج　تہی خوب جوزا کی میزان سے آج　فلک سے فی المثل باغ خندان ہے آج　ہر اک برج رشک گلستان ہے آج
بہار وصال عزیزان ہے آج

وہ دادائیان اور مغلانیان　کرین کام مین اپنی سر گریبان　یہہ نجم النسا کی ہین سب شوخیان　بزور اوسکو لاکر بٹھایا وہان
نپوچھہ اوسگھڑی کی ادا کا سمان

نہو کوئی آگاہ آواز سے　قدم پاون کھینچے تک و تاز سے　چھپائے ہوئی جسم پشواز سے　وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے
بدن کو چرائے ہوئے ناز سے

نظر کو نظر سے چرائے ہوئے　الگ اوس سے دامن بچائے ہوئے　مگر جس مین تہی دل لگائے ہوئے　منہہ آنچل سے اپنا چھپائے ہوئے
لجائی ہوئی شرم کہائے ہوئے

محبت کی گرمی سے سوزان تہا تن　تپش عشق کی سینہ مین شعلہ زن　ادہر شرم نے کھینچا دامن کسن　پسینہ پسینہ ہوا سب بدن
کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن

ادہر یہ شاہزادہ ہوتا باریاب　محبت کی آگ اور کچھہ اضطراب　تہی دونون طرف سے حیا بیحساب　گہڑی دو تلک وہ مہ و آفتاب
رہی شرم سے پائے بند حجاب

نہ یہہ بولتی کچھہ نہ وہ بولتا　تو گویا کہ عالم تہا تصویر کا　بس اوس شکل پر اونقشا کھنچا　اونہون کے رکے بیٹھنے سے خفا
ہوئی دلمین اپنے وہ نجم النسا

اوٹہا لائی اک تحفہ شیشہ بہرا　صراحی کا مے سے کیا دل ہرا　کیا ساقی کو بزم کا سہرہ دہرا　گلابی کو لا اوسنے آگے دہرا
پیالے کو جلدی سے لیکر بہرا

لگی کہنے نجم النسا سے بوا　پیالہ مئے سرخ سے ہے بہرا　ذرا دست نازک سے اوسکو اوٹہا　کہا شاہزادی تو بیٹھی ہے کیا
پیالے کو اوس بت کے منہہ سے لگا

سنا اسنے الفت کے دو بول تو　در گفتگو کو ذرا کھول تو　وہ ہی قیمت آپ اور انمول ہے　ذرا میری خاطر سے ہنس بول تو
لب لعل شیرین کو ٹک کھول تو

مہہ و مہر ہین اتفاقی بہم　یہ محفل ہے اب غیرت بزم جم　خموشی ہی اسوقت ظالم ستم　مین صدقے تیری تجکو میری قسم
کئی ساغر اوسکو پلا دے بدم

کہا تیری خاطر ہی نجم النسا　کہا تو نے جو کچھہ وہ مین نے سنا　ہوئے جام دست مبارک کی لا　یہہ دیکھہ اوسکی منت کو پیالا اوٹہا
ادہر سے پہرا منہہ کد اور مسکرا

کہا اسکے پینے مین کیا ہوگا فرق　گلے مین پڑیگا گناہون کا طوق　پڑی قافیہ کرکے موقع کو سوق　کہا بادہ نوشی کا ہو جسکو شوق

لئے یہ پیالا نہیں اپنا شوق

عبث واں اب کو کیوں ترکر دیں   عبث لوٹ عہدیان نے اپنی کھوئیں   میں اپنی غفلت کا مرتکب نکہ ہوں   کہا شاہزادی نے ہنسکر یوں

یہیں میں کہ جسکے نہوڑ رہنے کیوں

یہ سلسلہ گو سخن کا دراز   وہ صحبت ہوئی ہرگز نہیں آئی باز   کہلا آخر شب کو در حرص آز   غرض ہو گئے آپس میں از و نیاز

ہوئے دو پیالی بصد امتیاز

اسی گفتگو میں حجاب اٹھ گیا   فقط باتوں باتوں کا پردا رہا   حجاب ستم درمیان سے گیا   پھر آخر کو شاہزادی نے اوٹھا

دیا ساغر اوس مہ کے منہ سے لگا

ہوئی تھی گل مثل مینا اٹھا یہ غل   کہ شرم و حیا کا ہوا انتقال   گرہ گفتگو کی گئی پھر تو کھل   جب آپس میں چلنے لگے جام مل

ہنسے غنچہ ساں دل کھلے مثل گل

کہا شاہزادی نے ای میرے لال   کہ کس چرخ کا ہے تو بدر کمال   کہا میں ہوں شہزادہ خوردسال   ہوئی یکدگر پھر تو تفتیش حال

لگی ہونے آپس میں قال و مقال

کہا باغ میں غنچہ آرزو   میں ہوں بے نظیر جہاں تجھ کو تو   فلاں شاہ کا ہوں پسر خوبرو   کہا بدر منیر ہم در گفتگو

جو ان نے حقیقت کہی مو بمو

دیا جو لوٹھے یہ آدھی شب   پری لے اوڑی مجھکو تھی ذات   سو ہوں اوسکے گھر میں پڑا تابہ اب   کہی آپ نے آج گذری یہ سب

جتایا سب اپنا حسب اور نسب

پہلے دیکھتے سے باہر ہوا کر گیا   جواہر کو در جیب سے باہر کیا   وہ نجم النسا اوسکو ظاہر کیا   پری کا بھی احوال ظاہر کیا

چھپے راز سے اوسکو ظاہر کیا

کہا بدر منیر نے تجھسے الفت مجھے   کہا جان و دل سے محبت مجھے   کہا تیری اکسیر صحبت ہے مجھے   کہا اک پہر کی ہے رخصت مجھے

زیادہ نہیں اس سے فرصت مجھے

میں غصہ ہوئی جیسا   یہ سن آتش غم سے دل کر کباب   یہ سنکر ہوئی اس کو یا اضطراب   یہ سن دل ہی دل میں بیچ کہا پیچ و تاب

دیا شاہزادی نے اسکو جواب

کہ تم سادہ دل ہو نہایت کھرے   پری نے ہے سر پہلو سے ہو ورے   بھلا تم سے کیا کوئی الفت کرے   مرو تم پری پر وہ تم پر مرے

بس اب تم ذرا مجھسے بیٹھو پرے

کبھی اسکو صورت دکھاتی نہیں   صدا اپنی ہرگز سناتی نہیں   عبث تم سے الفت جتاتی نہیں   میں اسطرح کا دل لگاتی نہیں

یہ شرکت تو ہمکو بھاتی نہیں

عبث کیوں تمہیں پاس آکر کوئی   عبث اپنی تمہیں کہانی کوئی   عبث تم سے الفت جتاتی کوئی   عبث تم سے کیوں دل لگا کر کوئی

بھلے جنگے جیکو جلائے کوئی

کرے خون دل کو روان اشک سے   جگر کا نکالے دھوان اشک سے   کہا لو کیوں اپنی جان رشک سے   ہو کیوں ناتوانی مع ساں اشک سے

جلے کیسلئے آتش رشک سے

کہا تو نے جو کچھ کہ شوخ و شریر   سخن وہ تو سب ہین ترے دلپذیر   تجھے مجھسے کیا تو پریکا اسیر   یہ سن پاؤن پر گر پڑا بے نظیر
کہا کیا کرون آہ بدر منیر

فرشتہ ہو جنت کا غلمان یا کہ ہو آدمی یا وہ خورشید سیما   پری ہو تیر آگے اوجہور کیسا کوئی لاکہ جی سے ہو مجہپر فدا
مین تجہپر فدا ہون تجھے اوس سے کیا

مین قدمونپہ تیرے جھکا اپنا سر   کیا عرض احوال دل سر بسر   خفا مت ہوا یجان ذرا رحم کر   کہا چل سر اپنا قدم پہ نہ دہر
کسیکے سبب تجھے دلگی کیا ہے جسبسر

وہ ملکر الگ بیٹھے کہنے لگے   تو باتون کے نشتر چبہونے لگے   سبھی داغ کلفت کے دہولے گئے   یہ رفو کنایہ جو ہونے لگے
تو آپس مین ہنس ہنسکے رونے لگے

ہوا انکا اوس دن عجب کچھ آیا بات   یونہین رہگئی ساری مطلب کی گہات   دہری کی دہری رہگئی کائنات   رہی دل ہی مین آخرش دلکی بات
پہر بہر گئی اتنے عرصہ مین رات

نہ طے ہو چکے وہ سخن دلپذیر   ہوا پہر تو ناچار وقت اخیر   گئی کانمین جب گہڑیکی صفیر   خبر رات کی سن اوٹھا بے نظیر
کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر

غذا کی عوض تیرا غم کھاؤنگا   در اشک کی آب پی جاؤنگا   جدا تمسے اس دلکو سمجھاؤن گا   اگر قید سے چھوٹ پاؤن گا
تو پہر آجکے وقت کل آؤن گا

پریشان ہون آغاز و انجام مین   نہین دل ٹھکانے کسی کام مین   گہڑی پل نہین صبح یا شام مین   یہ بس سمجھو ہے تمین آرام مین
کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین

تمہین ہے جسکی خبر تا نہین   وہ کیا ہے جو مجہپر گذرتا نہین   لگا ہے کچھ ایسا او بہرتا نہین   دل اس سے جا اوٹھنے کو کرتا نہین
کوئی اپنے جان مرتا نہین

عنایت کرو کچھ بھی قدردان   توجہ رہے مجہپہ اے مہربان   تغافل یہ بہتر نہین اے میان   کرم مجہپہ رکھیو ذرا مہربان
مین دل چھوڑے جاتا ہون اپنا نشان

ضرور آؤن گر آب و دانہ ہوا   یہ بس اب تو تم بہانہ ہوا   ترے تیر کا دل نشانہ ہوا   یہ کہہ اس طرف کو روانہ ہوا
دل اس نازنین کا دوانہ ہوا

چلا کھینچتا دل سے آہونکے تیر   مری جان آئے ہائے بدر منیر   ہوئی حاضری تو پہر دلپذیر   گیا اپنے معمول ہی بے نظیر
اودہر کا ہوا قید کی ادہر اسیر

وہ شب روز محشر کی تہی وان تلک   وہ صحبت پری کی قیامت کی بات   وہ جی جلکے مرمر کے سو سو جتن   پری سے کاٹی وہ جو تونکی رات
اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنے ہات

وہ آرام وہان جا کے پایا ہوا   وہ اوس بدر سے دل لگایا ہوا   وہ وعدہ پہر آنیکا لایا ہوا   سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا
مزا دلمین سارا سمایا ہوا

بہر شوق جسکی نہ حد نے حساب   ستائی دل کو پہر لاجواب   سنبھالا ہے وہین جو دل داب داب   اوٹھو جو کوئی وصل کا دیکھ خواب

نہو وصل اور دلکو ہو اضطراب

نئی بات کا لطف پانا غضب | نئے لب پہ مسکرانا غضب | نئی طرح آنکھیں لڑانا غضب | نئے یار سے دل لگانا غضب
وہ پہلی پہل دل لگانا غضب

قلق دل میں یعنی کئی روز کب | ملیگا مہر یار دلسوز کب | یہ آئی نہ شام سیہ تو زکب | ملے دیکھیں مہر غم اندوز کب
ملے جیسے شمع شب افروز کب

وہ دن ہجر کا روز شامت ہوا | قیامت قلق غم کی بابت ہوا | وہ آفت قیامت کا قامت ہوا | قیامت ہوا وہ آفت ہوا
ادہر کاٹنا دن قیامت ہوا

محبت میں بعد سیہ فام کی | وہ ہی تیرگی بخت بدنام کی | گل ولالہ بات کی کام کی | رفاقت میں روئے گل اندام کی
لگا دیکھنے راہ پھر شام کی

ادہر کا تو احوال تھا اس طرح | بیان وہاں کا ہو وے ادا کس طرح | بنا جیسے جو اسطرح وسطرح | یہ قصہ کہا طرب یابس طرح
کہا میں نے کر مختصر جسطرح

ذرا اب سنو تم ادہر کا بیان | وہ معنی زبان ہیں روان اسکے ان | زبان آور و نغز گو قصہ خوان | قلم ہی یہ راوی داستان
ہوا طرف ثانی یہ کیا حال وہان

وہ شب اوسکو اندوہ غم میں کٹی | جو باقی تھی جور و ستم میں کٹی | ادا آپس کی ہر صبح و دم میں کٹی | وہ اول تو لطف و کرم میں کٹی
گہڑی جو کٹی سو الم میں کٹی

رہی صورت آنکھوں میں جو یار کی | سحر تک محبت میں غمخوار کی | وہ حیرت کی صورت قلمکار کی | کہنچی دل میں تصویر دلدار کی
ہوئی یاد میں صبح رخسار کی

کچھ امید دل میں کچھ اک جیکو یاس | یہ خوف و رجا کے رہی من پاس | خوشی نے جو تاکی تو غم آیا پاس | اودہر کس قدر اوسکی ہوش و حواس
لبوں پر ہنسی لیک چہرہ اوداس

لگا اوسکو باتوں میں جمال النسا | ادہر کی کہی کچھ ادہر کی سنا | تو بولا نیکو جی کے نقشہ جما | یہ احوال اسکا جو دیکھا ذرا
لگی کہنے جی جلتا ہے میرا

کہ تو جو بکر آج اپنا سنگار | نہا دھو کے پوشاک تن پر سنوار | کرو غسل اچھی طرح ایکبار | ہو حمام گرم آج بے اختیار
مجھے حسن کی اپنے دکھلا بہار

لگی کہنے جل رہی دوانی نہو | نئی ہستی ہو وے پرانی نہو | دوپٹہ بہی جو آسمانی نہو | ہین وہ جو پشواز دہانی نہو
کوئی چیز اپنی بگانی نہو

کرن کسکی خاطر میں اپنا سنگار | کوئی بے نظیر جہان کیا ہی یار | کوئی تاہر وہے میرا غمگسار | کوئی مہروش کیا ہے میرا نگار
وہ ہے کون جسکو دکھاؤن بہار

غرض شاہزادی بہت دور تھی | ظرافت ذہانت میں معمور تھی | کرم کی نیری دلسی مشکور تھی | مگر تیرے کہنے سی مجبور تھی
یہ شکل اوسکو پہلی ہی منظور تھی

نہاد ہو گی اوس روز ایسی نہی بنی جو ری پہ ویسی نہی کرون کیا بیان مین کہ کیسی نہی وہ تہی دست قدرت کیسی بنی

کہ دو دن کی سیج پہ جیسے تو بنی

وہ مکھڑ ہیکاعالم وہ آنگھی کا رنگ ہم نما تجتبہ روشنایہ کا ڈہنگ وہ چہرہ کہ سورج کی ٹیڑا اننگ جبین کا وہ نقشہ کہ مہتاب تنگ

شب ماہ ہو دیکھ کر جسکو دنگ

وہ سی اور اوسکے لب لعل فام وہ سرمہ کہ اندہیر کا اژدہام وہ پان پر دہ دندان کرین قتل عام سسی ابر ما تہا شفق احتشام

سواد دیار بدخشان کی شام

وہ سی اور اوسکے لب لعل فام شفق شام کا دیکہیے احتشام پساد نگر کحل الجواہر تمام وہ سرمہ کی تحریر کا انتظام

سواد دیار بدخشان کی شام

وہ آنکہونکا عالم وہ کاجل غضب وہ سرمہ کا دنبالہ جان کی طلب سیاہی وہ پتلی کی اندہیر سب وہ قتال وہ مژگان بے ادب

کہی تو پڑی نرگس ستان شب

ستم جیبہ سرمہ کی تحریر ہی وہ پلکین نکیلی غضب تیر ہی بلا زلف کافر وہ زنجیر ہی وہ جعد مسلسل گرہ گیر ہی

کبہی ہات کافر کے شمشیر ہی

لگہو تا وہ پانونکا مسی کر دست کہ جسکے چھین حیران مجلس کی نجات وہ دانتونکی ریختین کرین رو اکمبہ پر دہڑا دہڑ وہ تیری قتل پر پار بات

کہ جون دامن شب شفق کی سوہات

وہ پشواز اک دانگ کی جگمگی خطوط شعاعی سے یکسر رنگی کہ ہو جیسا در چرخ کی ہو گئی نہ سمجھو میری بانکو دل لگی

ستارونکی سے انکہ جسپر لگی

وہ اک اوڑہنی جالی مقیش کی ہر اک کنگری کہکشانی کی لگی وہ پٹہ تہا اوسکا چمکت کی تکلف سنو اوڑہنی کا دری

پڑی چاندنی جسکے قدمون لگی

جو دیکہو وہ انگیا جواہر نگار کہین جسیرکا اعتبار حباب لب جو کا ہمسر یا کہو مرحم ہوا اوسکا کوئی دلفگار

فرشتہ کے ہاتھ بے اختیار

کہ وہ جالی کی کرتی مسلسل ہوا لطافت سے لاہی کی وہ تنگ کیا تڑپتا ہے اس دام مین جو پھنسا وہ چال کہو ادسے تو بجا

عیان ہو بہو جس سے تن کی صفا

فلک سرخ نیفے کی ابہری ہوئی شفق یا تصدق کمر کی گئی خون آلودہ شمشیر لپٹی ہوئی کمر کسکے خون سے پڑی بانہی ہوئی

گلابی سی گرداوسکے تہ دی ہو

سفرق زر یکا وہ شلوار بند مین ہو قطب اسکو کیا ہے پسند کہ ڈہیلا کرون کہولکر بند بند میرے ہاتھ سے اوسکو پہنچی گزند

ثریا سے تابندگی مین دو چند

ٹہری پانو مین کفش زرین نگار نقش پا کی نلو دل ہزار لپسے اختیار ستارے جہڑے اوسکے بے اختیار زمین کو فلک کر دیا اک بار

ستارونکی جسکے زمین پر بہار

اگا پا وہ نازنین تا بغرق اہنین مین فرق کہ ہر زرق برق ویا سر تا پا دہ سے مشکل برق سراپا کو اوسکے کہون مہرشق

سراپا ہوا اوسکے دریا میں غرق

گٹھی ہوئی وہ ترکیب جسم و بدن موافق کرو وہ دست و پا اور تن قیامت نئی شوخی کا سکھا چلن وہ قد جیسے تیغ برہنہ کا فن
وہ پوشاک و زیور کی اوسپر پھبن

وہ چھب تختی اوسکی نزاکت نژاد وہ غمزہ ادا ہوئی جس سے کشاد وہ سج دھج کہ اللہ آجائے یاد وہ نکتہ نکتہ سراپا ہو دل جس سے شاد
چمن زار قدرت کا نخل مراد

بھری مانگ موتی سے جلوہ کنان وہ ماتھے کی افشان سے انجم فشان وہ زلفین سیہ کالی دو ماران [illegible] افشان
نمایان شب تیرہ میں کہکشان

وہ ماتھے پہ ٹیکی کی اوسکے جھلک عجب مانگ کے پاس تھی آکر دمک جبین وہ کہ جسکو نہ ہو مہر تک [illegible] افشانی
سحر چاند تارونکی جیسے چمک

ہوئیں مونہ دیکھ اوسکو زیور کی سب سوا اسکے سب ای نظر ہو گر جو موتی چمکتا ہو آئے گہر تو خواص [illegible]
کہے تو کہ ٹیکا نہ تہا سب اوسکے سر

وہ بالیکی تابندگی زیر گوش ہو ہالہ ماہ حلقہ بگوش جو تارے اوٹھائے کہ دریا کی جوش وہ مچھلی [illegible]
جسے دیکھ اوڑ جائیں بجلی کے ہوش

وہ ہیرے کا تکمہ کہ صاحب آب و تاب وہ کنٹھی کہ ڈالے ہیں انجم کی آب اسے گلو سے جسے دیکھ تاب ہلال گریبان پہ وہ آب و تاب
وہ صبح گلو مطلع آفتاب

وہ تکمہ پہ جیسے کلی کی پھبن مرصع وہ چمپا کلی زیب تن وہ اوس پہ ریختہ تار کی بین نگو صبح عید زمن
کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

وہ چھاتی پہ الماس کی دیگدگی لٹکتی ہوئی بطرز سے جگمگی جنہیں دیکھ دلکو رہے بیکلی وہ تکمہ عجب وہ چمپا کلی
رہے آنکھ سورج کی جھپکی لگی

وہ موتی کی مالے لٹکتے ہوئے بہت زیوروں سے اٹکتے ہوئے چلے کان سے سب ٹھٹکتے ہوئے وہ دکھ کر سہیر چمکتے ہوئے
رہیں دل جہان سر پٹکتے ہوئے

وہ الماس کی ہیکل اک خوش نما وہ آگی جو تیار ہو گنہ گنہلا کہ ٹھوڑی علاقہ رکھیں اوس سے آ وہ ریشم کہ مخمل بھی ہے نرم کیا
تصور سے جس کا دل سے لگا

وہ بازو پہ بہجند اور نورتن وہ جوشن وہ اور نونگونکی پھبن گئی زرگرونکی بناوٹ سے بن عجائب کرشمی جسکا نادر چلن
کہ جون گل سے ہو شاخ زیب چمن

وہ پہنچی زمرد کی اور دست بند وہ مینی کے پیہم لگی اونمین بند جنہیں دیکھ حیران ہیں ہوشمند جہانگیریون کی بناوٹ پسند
نزاکت میں ہے شاخ گل سے دو چند

وہ لعلونکی پازیب آویزہ دار صدا سے ہوا جنکی حشر آشکار وہ گھنگرو لٹکتے ہوئے دل ہزار وہ گجرا پازیب ایسا پائی نگار
سدا اشک خونی ہو جسپر نثار

زبس انگلیونپر یہ کہنا تہا بال کہ ہر پور پر حمد ہوئی تھوڑ دل فقط گہونگہرو کیا کچہ مچاتے تہی غل وہ بیٹے کو پاؤن نہین چلتے تہی کل
کہ انگو دیکہ ہوتی دل اونپہ کہنا ہی گل

بنی ہو کر آراستہ جب دلہن وہ پوشاک زیور کی ندرت بہین وہ کالی سی زلفین گوندہی ہوئی ان وہ بالونکی خوشبو کہ رشک ختن
وہ ڈوبا ہوا عطر مین تن بدن

نہائے تہی کہون تیت چینی تلک بہلا عطر اترا کگا کیا ہی ہنک معنبر تہی نکہت سے چین تک معطر زمین سے ہوا تا فلک
زمانہ گیا اوسکی اوسمی مہک

ہوا جنت آرائین کی ساری ہوم سبہی ٹکڑے ہو جنکیں ہیں دشہ ہم زمین کی ہونی تنگ وسعت سے ہوم فلک تک گئی جس کی اوسکی دہوم
لیا ہاتہ مشاطہ نے اپنا چوم

تو نجم النسا نے کیا حکم عام کہ ہان اب مکانکا بہی ہو انتظام ہوئین سب متعلق ہی تا بشام خواصون نے گہر کو دیا انتظام
تمامی کو پردے لگائے تمام

بلایا گیا میر کانو ریاف اک ہرکارہ دوڑا گیا تا بقاف بنا چاندنی کہ اوس میں الف بچہا فرش اوس پر جو گہٹ کو صاف
مرصع کا مسہر اونڈہا یا غلاف

عجائب ہے ترکیب خلاق مین کنول کیا ستونکی آکر طاقمین لگا تہا یہ کیا رونق مشتاق مین وہ زرگس کے دستو دستہ تہی طاقمین
نہ نکلین وہ اگر دیکہئے طاقمین

چنگیرن بہی پرین مثل در صدف وہ براق مہتاب کا کلف سوا اونکے بانہ ہی گئے بصد صف والا ہیت کے میوہ ہر طرف
کہ لیجائی اوجہی گل ہر شرف

کہوں دستہ گلونکی کیا شان کہ نکہت معنبر تہی ہر آن مین وہ مانخون کی بجا لگی ہی جو ہین تہہ تر لگے خاص الوان مین
ہوا ہو گئی عطر دالان مین

وہ گلدستہ جنت کے پہولونکی بار خزان جنکی پامال صدقہ بہار وہ آئین اوشہا تین جابجا بار وہ سہرین اکثر بچہا یان شیوا
بنی آلطرف ڈالیونکی قطار

اور اک توشہ خانہ سے فراش آ لے آیا کنار یکا البقچہ اوٹہا اوسے کہولکر بی تکلف ذرا جہک کر بٹہکے پاس اکٹ پہنچا
اور اوسپر تمامی کو تکیئے لگا

پہر اوسنے بہت جلد جلدی میان تنبولن بہی مالن بلا کر وہان سہلیقہ سے کر کے عیان چنگیرن پہ الجہہ پاندان
قرینے سے اومین رکہے ہار پان

سوا پاندان ہار پان کو اوسے کئی اور سامان لائق کرے اپسر تو خوشبو سے بہر کئی عطر دان رکہ دیے
الو کہی کثرت سے کئی جوگہڑے

کتب خانی مین آپ جا کر شتاب جو تہا فقہ و تدریس حکمت کا باب لی آیا اوٹہا کر بصد اضطراب علم ہا تہنے مجلد دہری الی کتاب
ظہوری نظیری کا کل انتخاب

ہوا اسکے تہا اوسکو شوق سخن عروض و قوافی مین تہا بر فن سمجہائیں سی مفعول مستفعلن دہری اک بیاض اوٹہا کر تہہ

پر از شعر سودا و میر حسن

قلمدان بھی اک نزاکت بھرا قلم روشنائی سے کر کے کھرا سو کشتی میں مخمل لگا کر دھرا سو اوسکے دل اوسکا تھا منگرا
قرینے سے زیر چھپرکھٹ دھرا

دہر اک طرف گنجفہ نقش قماش ارادہ اگر دل لگی کا ہو کاوش خواصوں میں سرتاج تھا بود و باش سوا اسکے ایجاد میں تھی فاش
دہری چوپڑ اک طرف بو غم تراش

بچھا چوکی اوسپر دہرا اوڑھ پوش قرینے سے چوپڑ کہ دوش بدوش پڑا شطرنج اسی طرح خرگوش سوا اسکے رکھا تھا وہ عقل و ہوش
کہ رہیں دیکھکر غش جسے بادہ نوش

صراحی و ساغر شراب و کباب تو قرابا و شیشہ بہر بہر کر تبا جو آئی تھی شیراز سے وہ شراب یہ سامان سب کچھ بلا جواب
دہر اوسپہ ساقی زہے انتخاب

وہ اونکو کہا جیسا ہوئے وہ تالوں میں کس کے رکھے ہوئے جو خربالشی تہہ وہ آئے ہوئے کباب اور شامی بنائے ہوئے
کہ چھپے نہیں بہہ لگائے ہوئے

کہا خاصہ نکو حسب دلخواہ کر دی آواز سے اکو بیدار کر چلا مطبخی کو وہ ہوشیار کر یہ سامان از حکم سرکار کر
کہ خاصہ کو ورکھے وہ تیار کر

یہ سب کچھ ہوا جبکہ آراستہ تسلی ہوئی سامان پیراستہ وہ تہا خواستہ یا کہ ناخواستہ مہیا ہوا سب جہ اخواستہ
خراماں ہوئے ہمہ دلنو خاستہ

ہر اک شام کی یاد میں اک گہری وہ سورج کی گنبد آنکہ اتری گئی ڈوب گنبد لگی ہر گہری ہتی ٹھہرائی ہوئی اوٹھ گہری گہری
ولیکن جو ٹھہری وہ کہ کب نوٹھری

روش پر لگی تھی پہرانے ادہر ادہر بہر حال آہ باطن غرض ہیبر تردد چاروں طرف تھی نظر بہلانے میں بہلاتی تھی دل مگر
کہ چھپ جائے سورج اودیکھکر

گردون مینا ساغر پر خم ہوا چاہتی ہے قلم دوات میں جانے کا ارادہ کرتی ہے شاہد مضمون کی بکر طبیعت سے در آمد بر آید یعنی عاشق و معشوق کی ہمصحبتی کا سامان ہے بدر منیر و بینظیر کی صحبت تخلیہ کا بیان،

وہ لا سبز شیشے سے مے لال لال گزک بھی بطِ مے کو کر کے حلال پیالوں میں جلدی سے صراحی ڈھال پلا مجھکو ساقی شراب وصال
کہ اب تنگ ہے جی میں میرا حال

اُدھر کا تو سامان تھا بے نظیر اِدھر کار گر عشق بدر منیر رہا کھینچتا اپنی آہوں کے تیر تڑپتا اِدھر تھا جو وہ بے نظیر
ہوئی شام بارے تو چھوٹا اسیر

ملاقات کا جب تہیہ ہوا تو سامان ہر اک طرح اچھا ہوا وہ جو کچھ کہ اوسکے ارادے میں تھا تو اوسنے بھی اتنا تکلف کیا
کہ اک دن میں جوڑا رکھو دھانی رنگا

وہ پہلے ہی کر رکھی تھی شست و شو نہ تھا کچھ وہ چالاکی میں اپنی سست تردد بہت کر کے اپنے نخست تمامی کی سنجاف سے گرد دست
بنا جلد جلد اور پہن تنگ و چست

وہ موتی کی آب پانی سے دھو کر بدن بدن صاف کر اپنا غنچہ دہن وہ تھا خوبصورت پریزاد بن پہن لعل و یاقوت کے نورتن
وہ گل اسطرح ہو کے رشک چمن

نہایت تھا دل ملنے کو بیقرار بدرجہ طبیعت کو تھا اضطرار دیا شوق نے اوسکو جلدی ابھار فلک سیر پر ہو کے تیار سوار
ہوا آسمان پر ہوا یکبار

کبھی تھی نظر میں جو وہ گل کی تہ سو چھپکے کا ہے سوے اسکے نگہ نہیں وہ رہ بلکہ رہ کر گئے تہ یکایک وہ وارد ہوا اوس جگہ
کہ جب جانے یاں تھی وہ رشک مہ

روش پر ٹہلتی تھی لیکر چھڑی صدا گھوڑے کی کانوں میں آ پڑی صدا آتے ہی آنکھ بھی جا لڑی نظر نازنیں کی جو اوسپر پڑی
ہوئی چار چشمون کی اوجھل گھڑی

گھڑی ہی گئے پہر غور ہوا یہ بیان جو دیکھا تو گل والا لخت نشان ٹھہر ہی گیا آ کے مشتاق میان گیا جھک کہ عالم اوسکے دہیان
جو دیکھا عجب رنگ سے وہ جوان

کہ زیور آراستہ سے پڑا جو ہی نورتن تو جواہر جڑا لباس بیش قیمت سر پر پڑا اکہرا جو دہانی گلے میں پڑا
چھپا سرو میں چاند سا ہی کھڑا

ہر اک گشت جان ہو گئی بانکے ہی منہ سو کھے زبان و زبان انکے تو پھبتی یہ پھبتی ہے اوس شان کے کہے تو کہ تھے چاندنی آن کے
نکالا ہی منہ گھونگھٹ سے وہان کے

وہ شوق توصل نہایت بے حساب وہ ذوق محبت زبس اضطراب وہ صورت وہ سیرت وہ الفت کی تاب وہ حسن اور وہ پوشاک اور وہ شباب
زمرد میں جوں جلوہ آفتاب

دلا دیکھیو برق دندان ذرا چمک نے کیا دل کا کہلا پان آ یہ سبزہ ہے پوشاک کا لہلہا سماں تکیہ اوس شعلہ سبز کا
ہوئی اور جلنے کی دونی ہوا

وہ آیا جو گھر جان پہچان کر رکھی گشت دل جسنے کرنے کر وہ اپنی ادا دن کیے ارمان کر خواصیں جو تہیں دم بخود جانکر
کہا ایک ہمراز نے آن کر

کہ کیا حکم ہوتا ہے فرمائیے وہی جان و دل سے بجا لائیے بتا دیجیے گا ادہر آئیے کہ اب کس طرف اونکو لیجائیے

جہان حکم ہو جا کے ٹہلائے

بتایا کہ بس وہ ہا وہان نسیے وہان | وہان سے پہر اوس سمت کو چلیے ہان | ادہر پہر نہ افشا ہو راز نہان | کہا وہ جو آراستہ ہے مکان
ادہر سے تو یون ہو کے یہ جا وہان

خواصین تہین ہوشیار تر بیحیا | کسیکی جوانی کسی کا شباب | کچھ اک دل مین خواہش کچھ اک اضطراب | کہے کی بموجب اوٹھا ہائی نقاب
چہپا اوسکو وہان لا بٹھایا شتاب

مکان تہا وہ آراستہ بے نظیر | ہر اک آئنہ بینکبت بدر منیر | وہ آراستہ اوسکی ہیولی دلپذیر | وہ بیٹھا جو خلوت مین آ بے نظیر
ادہر سے چلی آئی بدر منیر

زبان نے کیا کام لب بند کیا | طبیعت کو از بس مشوش کیا | خرد ہوش دونونکو وکش کیا | اوسے دیکھکر اوس نے پہر غش کیا
لباس اور زیور سے غش غش کیا

ہوس نے کچھ اپنی ترنگی سی کی | خیال طلب نے دو رنگی سی کی | دل شوق نے شوخ شنگی سی کی | ز بس جی چلے نے جو تنگی سی کی
حیا عشق نے خانہ جنگی سی کی

مکان تہا وہ خلوت کا بیخوف سے | ہوئے بے تکلف تکلف اوٹہے | کہا شوق نے دیکھتا کیا ہے رے | پکڑ ہاتھ مسند پہ کہینچا اوسے
محبت کے رشتے سے اینچا اوسے

جو کہینچا تو گذری عجب واردات | کشاکش مین مطلب کی پائی نہ بات | وہ جہنجلا کی تیوری چڑہا ایک سات | لگی کہنے کیا ہے یہ پہر اوٹہو بات
یہ گرمی ہو جیسے رہی اونکے سات

وہ بولا کہ کیا بیخبر پایا سب مجھے | سمجھتی ہو تم بن بلایا مجھے | بس اک دن مین ایسا جلایا مجھے | کہا تہا کہ آئے پیاری جلایا مجھے
دکھائی نہ تیری سراپا مجھے

چھڑاتی ہو کیون ہاتھ بس بیدل توا | مجھے اپنی صورت کا جلوہ دکہا | کہڑی کیون ہوئی ٹہر تو اک ذرا | ارے ظالم اک دم تو تو بیٹھ جا
ذرا میرے پہلو سے تکیہ لگا

یہ خلوت ہے یہاں کون ہے اب مخل | مین ہون مضطرب کیون ہے منفعل | بڑی آتش شوق سے مشتعل | تڑپتا ہے کب سے ترا اسیر دل
ذرا کہول آغوش اور مجھسے مل

ادہر سے نیاز اور ادہر سے ابا | ادہر ذوق مستی ادہر ناز ناز | بڑی یون تو اول رہی ترکتاز | غرض آخرش بعد راز و نیاز
وہ مسند پہ بیٹھی بصد امتیاز

تکلف اوٹھا بیچ سے اور ادر | ملا شیشہ مے سے جب جام لبریز | کباب الٹے اور اوڑے پہر بقور | ہوا پہر تو صہبا کا گلگونکا دور
ہوئے اور ہی اور کچھ وہان کے طور

لنڈہانے لگے وہ سبو کے سبو | بدن مین نہ نشے کے چھوڑا لہو | یہ پی پیکے بگڑے ہیں مونہ ٹرکو | ہوئے جب کہ بدمست وہ ماہرو
لگی ہونے آپس مین عجب گفتگو

حجاب اوٹھ گئے دل کی قلعیان ٹوٹ گئین | لحاظ و حیا شرم سب ہو گئین | جو زور برو مردون کی ہمتین ہٹ گئین | خواصین جو تہین روبرو ہٹ گئین
بہانے سے ہر کام کے ہٹ گئین

جو یہ لطف اوٹھی اور یہ بیہوش ہو صنم سے صنم اپنے ہمدوش ہے نہ یاد خدا پر فراموش ہے غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہوئی
چھپر کھٹ مین لیٹی ہم آغوش ہو

ہم آغوش ہو کر اوٹھا جب حجاب ستونکو لیا چھتنے دانتون مین داب جو بیتاب مین دونی تکا اضطراب لیا کھینچ بانہون سے پر داشتاب
چھپے ایک جا دو مہ و آفتاب

جو حائل ہوئی ایک دیکی آڑ دیا شانہ آدنے اوسکو بچہاڑ بسر کا دیا تیغ نی سینہ پہاڑ لگی ہونے پردہ مین جب چھیڑ چھاڑ
در حسن کی کہل گئے دو کواڑ

وہ دی سبز شیشے سے ساغر مین ڈہال شتابی سے ساقی نی وہ لال لال اوٹھا بحر کا دل سے یکسر خیال لگے پینے باہم شراب وصال
ہوئے نخل امید وہ نونہال

شکم سے شکم مرد سے چشم زن جبین سے جبین اور شکن سے شکن زبان سے زبان جان سے جان تن سے تن لبون سے ملے لب دہن سے دہن
دلون سے ملے دل بدن سے بدن

لعاب دہن منھ کی جب رال ہے مقابل تہ کیون خال سے خال ہو برابر گیا گال سے گال ہے ملی آنکھ سے آنکھ خوشحال ہے
گرین جسم ہین دلکی پامال ہو

کسی کا گریبان گیا خود مسل کسیکی گئی آستین چل نکل کسی چاک دامن مین آیا خلل کسیکی گئی چولی آگے سے چل
کسیکی گئی چین ساری نکل

شگفتہ گل نو دمیدہ ہوئے بہم راست سرو خمیدہ ہوئے شنیدہ بہر لطف دیدہ ہوئے غم و درد دامن کشیدہ ہوئے
وہ گل نا رسیدہ رسیدہ ہوئی

برہمن تہے دونون نی پڑہ پڑہ کی بید بہری گوش دل مین صدائی نوید کہلے دو دلونمین جو تہے بہید اوٹھے پیکے باہم شراب امید
کوئی سرخرو اور کوئی رو سپید

فراغت ہوئے کام سے دو صنم ہو مشغول تہی عیش مین دو بہم اوٹھی پیار کرنی ہوئی دمبدم چھپر کھٹ سے رکھ اپنا باہر قدم
نکل آئے بہرتی محبت کا دم

وہ مقصد سے اپنی سبکدوش ہے تہکے ماندہ اور منطفی جوش ہے خم عیش سے لبکہ نی نوش ہے نشے سے محبت کے بیہوش ہے
گئے بیٹھ مسند پہ خاموش ہو

تو اوس وقت کا حال اے ہمنشین جو تہا ہمدگر مین چپنا او رشمین تہکے ہارے محنت کش و شرمگین کئی انکھین نیچے ادہر نازنین
عرق مین ادہر غرق وہ مہ جبین

بہت خواہشین دلمین تہین بلکہ گر کہ پہر کوئی دم لیکے دم ٹہر کر اوٹھائینگے آپس مین حظ بیشتر یہ بیٹھے تہے خوش ہو کے باہم ادہر
کہ اتنے مین اودہر سے باجا پہر

گہڑی پہر نہ گذری تہی اے صفیر ہوئے تہے نہ باہم سخن مین مشیر پکارا ہی گہڑیال چل ای شریر پہر کر وہ بجتے اوٹھا بینظیر
ہوئی غم کی تصویر بدر منیر

تو حیرت نی کچھ ایسا نقشہ کیا خموش آپ بیٹھی رہی اپنی جا ادہر یہ کھنچی وہ ادہر کو رکا نہ بولی نکی بات نی کچھ کہا

ندیکھا ادھر انکھ اپنی اوٹھا

چڑھا اپنے گھوڑے پہ ناچار ہو چلا جان و دل کھو کے بیکار ہو سنو چلتے چلتے جو تم یار ہو کہا مجھ سے پیاری نہ بیزار ہو

پھر آونگا بالفعل کہ مختار رہو

نپٹ بھی ہی کیا غضب مہربان کہ معشوق بن تنگ سے جیسے جان یہ ناچار ہا کیا کر تو نا توان خفا ہو ہے اوسکے وہ نوجوان

چلا تو وے منہہ پہ آنسو روان

ہوا اوسکا جانا بہت ناپسند کوئی امر اسکا تھا سود مند یہان پیش چلتا نہین کوئی چند ہوئی داج دہ نوکو آپس مین

لگی ہجر سمجی یہ آنے گزند

پہری پاس جا جا کی وہ خوشخرام تعشق کے آپس مین کرنا کلام کہ بہ راز خاص اوسپہ تا ہو عام بندھا پہر تو معمول اسکا مدام

کہ ہر روز آنا ادہر وقت شام

اور آنا پہنکر بنا چولنا ہر اک باتین قند سا گھولنا گہر ہائے مطلب سے اتولنا پہر اتک ہنسنا اور بولنا

در عشق اور حسن کو کہولنا

کبہی عرض کرنا مطالب کو طول کبہی مختصر گفتگو با عقول رہا شادی غم کا باہم اصول کبہی ہجر مین اوسکو ہونا ملول

کبہی وصل مین بیٹھنا پہول پہول

آبداری دینا خنجر زبان کو دیو غماز کار و بار و ماہرخ پری کے دشنہ بیان کو صیقل کرنا ہرمن کا مصقلہ مخبر سے بابت ملاقات بدر منیر کی بینظیر سے

توبھکا پہر ہے کدہر عقل خام مجھے خلوت وحیرت سے ہی کام نکر دیر اس دور مین سن کلام پلا جلد ساقی مجھے بہر کے جام

کہ ہے چرخ بھی در پے انتقام

دکہاتا ہے روز غم اندوز ہجر جلاتا ہے شمع شب افروز ہجر یہ کھینچی کمان سیہ توز ہجر یہ ہے دشمن وصل دلسوز ہجر

کرے ہے شب وصل کو روز ہجر

خدا کی بہی گردو دہائی آئے نماز یہ موذی سوائی اسے بری لگتی ہے سب بھلائی آئے جدائی انہون کی خوش آئی اسے

یہ اتنی بہی صحبت نہ بہائی اسے

در انداز موذی کہا نکا ہے خر اوڑہی وہ اڈٹر اتا کہانسی کدہر فرشتونکی سوگند کھا کر مگر کسی دیو نے دی پری کو خبر

کہ معشوق عاشق ہوا اور پر

جلی اسقدر وہ کہ کوئلا ہوئی کبھی شعلہ گاہے پتنگا ہوئی وہ آتش پرستونکا منشا ہوئی وہ سنکر یہ شعلہ بھبوکا ہوئی
لگی کہنے یارب یہ کیسا ہوئی

خبر سچ ہے یا جھوٹ بہتان کی بچے مجھسے کیا جان انسان کی سزاوار تھی مین اُسکے احسان کی قسم مجکو حضرت سلیمان کی
ہوئی دشمن اب اُنکی مین جان کی

نہیں یہ سچا ہے جھوٹا ہے یا کرون مین تو تحقیق سچ جھوٹ کا قصور آدمی سے ہوا ہو گیا کہا دیو سے تو مجھے سے پتا
کہا یہ کسی باغ مین تھا کھڑا

گھڑی دو گھڑی کوئی گذری تھی رات یکایک مین گذرا اُدھر بے ثبات تو آنکھون سے دیکھی تھی یہ واردات کوئی نازنین سی تھی اک اُسکے سات
کھڑی تھی دیے ہاتھ مین اُسکے ہات

مین کرتا تھا سیر جہان بیشتر اِدھر سے اُدھر تھا اودھر سے اِدھر کہین اتفاقاً ہوا جب گذر قضارا اُڑا مین جو ہو کر اُدھر
یہ دو لُعبت وہان پڑے تھے نظر

یہ تھی کافرہ کب خدا سے ڈری اذیت پر اُس نے طبیعت دھری یہ آتش کا شعلہ ہوا مین بھری یہ اُڑتی سی اُس کی خبر سن پری
کہا دیکھ پاؤن مین اوس کو ذری

مرا عہد اس طرح سے فوت ہو مرے اُسکے باہم جو خلوت ہو اجل دم مین آ کے ابھی فوت ہو تو کھا جاؤن کچا اوسے موت ہو
لگی ہے مری اب تو وہ سوت ہو

مین کرتی ہون کیسا اُسے خوار زار نگاہونکی چھریون سے اب مار مار سمجھ لونگی پیچھے لگے گا جو وار وہ آگے تو آوے مرے ایکبار
گریبان اُسکا کرون تار تار

یہی میری اُسکی تھی آپس کی بات اسی پر بنا تھا بڑا نیک فات یہی گفتگو تھی بھلا مجھسے رات یہی قول و اقرار تھا میرے سات
بھلا دامن اُسکا ہے اور میرا ہات

نصیحت کرے کچھ جو اپنا بڑا ہو گو جھوٹ سچ جان لا سے بجا نمانیگا گر تو خطا پائے گا ہمارے بزرگون نے سچ ہے کہا
کہ ہین آدمی زاد کل بیوفا

کہان ایسے ہین خیر کیا لخت شر جبھی انکو کہتی ہے خلقت بشر اسی رنج مین یہ تو تھی سر بسر غضبناک بیٹھی تھی کچھ تو ادھر
کہ اتنے مین آیا وہ رشک قمر

جو چہرے پہ اوس کے نظر کر گیا تو سمجھا کہ کچھ غم اثر کر گیا مخوف ہوا جی مین وہ ڈر گیا اُسے دیکھ غصہ مین وہ بھر گیا
کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا

سنا قصہ اُسکر کے پھر جل گئی بہت غصہ ہو ہو کے اُسپر بکی پری اُڑ چلی دیو سان ہنگئی بلا سی وہ دیکھ اُس کے پیچھے لگی
کہا سُن تو او موذی و مدعی

بہت پاک سمجھا کہ تھوڑا دیا فقط خوش کیا بلکہ کوڑا دیا اسی واسطے یہ نگوڑا دیا تجھے سیر کو مین نے گھوڑا دیا
کہ اُس بالغ آدمی کو جوڑا دیا

اُدھر جوڑنا اور اِدھر توڑنا دلِ عیش و عشرت کا یہ کُوٹنا ہمارا ستم سے گلا گھوٹنا الگ ہم سے یوں رہنا اور چھوٹنا
یہ اوپر ہی اوپر مزے لُوٹنا

اِسی عہد پر وہ عبارت لکھی وہی سطر مضمون کی جھوٹی بڑی مجھے جس پہ بدی اب تمسک ہوئی مچلکا دیا تھا نہ تو نے یہی
بھلا اس کا بدلا نہ لوں تو سہی

تو قطرہ تھا پر میں نے دریا کیا سمندر سے تو موتی لانے لگا یہی لہر ہے اب ڈبوؤں تو کیا ذرا چاہ کا دیکھ اپنی مزا
جھکاتی ہوں کیسے کنوئیں میں بھلا

تعجب ہے یہ مجکو تجھسا حبیب الگ مجھسے پیدا کرے یوں رقیب مگر تجھ پہ ہو وار دات عجیب تجھے جیسے یارون تو کیا آ غریب
ولے چاہتے تھے یہ تیرے نصیب

کنوئیں کیسے کیسے جھکاؤں تجھے ذرا اونچا نیچا دکھاؤں تجھے بگڑ کر کچھ ایسا بناؤں تجھے کہ چاہِ الم میں پھنساؤں تجھے
ہنسا ہے تو جیسا رُلاؤں تجھے

کہ پھر بھول جائے تو سب یاد کو نہ لم بنائے دلِ شاد کو کہے قمری رو رو کے شمشاد کو یہ کہہ اور بلا اک پریزاد کو
کہا سُنیو اِس کی نہ فریاد کو

ہوا اُس کے اوپر نہایت عتاب یہ اعمال سے اپنے ہو گا خراب تو رستے میں کرنا ستم بے حساب اِسے لے کے پہنچا یہاں سے شتاب
وہ صحرا جو ہے درد و محنت کا باب

ہو معلوم اِسے وہاں کا کھوٹا کھرا دکھا دشت آفت کا سبزہ ہرا وہاں اسکا کون ہوئیگا سر ہرا کنواں اوس میں جو ہے مصیبت بھرا
کئی من کا پتھر ہے اوس پر دھرا

ہٹا جا کے پتھر کو اب سر بسر دکھا دے کنوئیں کی دہن کو مگر نکر رحم اُسوقت کچھ بیشتر اِسے جا کے اُس چاہ میں بند کر
وہی سنگ پھر اُسکے مُنہ پر تو دھر

نہ آواز اپنی سنانا اوسے نہ مُنہ اپنا ہرگز دکھانا اُسے نہ اپنا ٹھکانا بتانا اوسے سرِ شام کھانا کھلانا اُسے
اور اِک جام پانی پلانا اُسے

بلا سے کنوئیں میں یہ دُکھ سہے خوشی میں ترے یا کہ غم میں بہے یہ روئے اُڑا دے یا چپکے نہ دیجو سوا اِس کے جو کچھ کہے
یہی اِسکا معمول دائم رہے

پری سے لئے کہا دیو نے سب سُنا سُنا جو سُنا اور کہا جو کہا فقط حکم کی دیر تھی بر مُلا یہ سُن دیو اُس گل کے نزدیک آ
پکڑ ہاتھ اُسکا فلک پر اُڑا

فقط دیو سے تھا کھلا اور بلا ادہر غم جدائیکا لے کر چلا کبھی سیدھا اُلٹا ہو کھائے کلا گری اوس پہ جو آسمانی بلا
دلِ اُس نازنین کا ہوا ہو چلا

تلاطم پہ ہے بحر الفت کی موج وہ تھا بحر آفت سے پیوستہ زوج یہ اِس بحر میں شعر گاتے تھے موج ہوا یون جو اُس بخت واژون کا اوج
چلی آہ و نالہ کے ساتھ اوسکی فوج

ہوا میں پری دیو کا راج ہے یہ دانا و نکا دیو سرتاج ہے نہایت کا عالم بس آکلج ہے کہا دل یہ رتبہ جو کچھ آج ہے

یہی عشق کی جان سراج ہے

اثر تھا نہ کچھ نالہ و آہ میں　وفا تھی نہ کچھ عشق جانکاہ میں　نہ کچھ رحم تھا دیو بدراہ میں　کیا بند پھر جا کے اس چاہ میں
کنواں وہ جو تھا قافلہ کی راہ میں

اندھیرے میں جی کو ہوئی جب گزند　اڑے ہوش یکسر بنا یا پرند　کیا زندگی کو بہت ناپسند　وہ یوسف کنوئیں میں ہوا جب کہ بند
ہوا اس سے پستی کا رتبہ بلند

جو خالی شکم تھا کنواں اے حبیب　بھرا آبرو سے وہ ایسا شکیب　ہوا بند جو بے نظیر غریب　کھلے اس کنوئیں کے یکایک نصیب
کہ آباد اس میں مہ دلفریب

یہ کچھ حال کا جب آشکارا ہوا　کھلی آنکھ نور آشکارا ہوا　یہ کحل الجواہر جو دارا ہوا　منور وہ گھر اس کا سارا ہوا
کنوئیں کی وہ پتلی کا تارا ہوا

یہ اس کو بہت میں برق افگن ہوا　یہاں جمع بجلی کا خرمن ہوا　پہ پھر امید اس کی چتون ہوا　وہ اندھا پڑا تھا سو روشن ہوا
جہاں اس میں وہ سانپ کا مسکن ہوا

مسافت کنوئیں کی جو طے کر گیا　سب آرام رستے ہی میں دھر گیا　وہ ہو الٹا سیدھا جو اندر گیا　وہ لے پاؤں جب اس کا تہ پر لگا
کنواں اس کے اندوہ سے بھر گیا

ندامت سے یکسر ہوا آب آب　یہ ہیبت سے وہ کہا بصد اضطراب　کیا جذب حسرت نے یہ دل کباب　زمین میں سمایا تحیر سے آب
گئے سوکھ آنسو کنوئیں کے شتاب

تفنگ بلا کا تھا گویا یہ سانپ　لگے میں پڑے زلف کاکل کے سانپ　ہزار آفتوں نے لیا اس کو بھانپ　ہوا دل لٹنے وہ پر گئی کانپ
کنوئیں نے لیا سنگ سے منہ کو ڈھانپ

اندھیرے میں سر کو پٹکنے لگا　غباروں سے دامن جھٹکنے لگا　رہائی کی خاطر بھٹکنے لگا　دل اس نازنین کا دھڑکنے لگا
جگر ٹکڑے ہو کر پھڑکنے لگا

شب تار میں مشعل ماہ کو　رہا حکم تو اس کے ہمراہ ہو　ہو دن کو بھی خورشید کی شمع لو　اندھیرے کی جانے نہ نکلا تھا جو
ہوا قید آ اس اندھیرے میں وہ

وہاں شمس ظلمت میں جب پڑی نگاہ　تو تھی ایک سی شام اور صبحگاہ　رہائی کی امید تھی قطع آہ　نکلنے کی سوجھی نہ کچھ اس کو راہ
ہوا اس کی آنکھوں میں عالم سیاہ

بڑھا خلط سودا بدن میں سوا　کنول باؤ کا لی ہوئی جمع آ　جنون وحشت تازہ لاتا سدا　اندھیرے نے اس کا کیا دم فنا
کہ جوں لے سیاہی کسی کو دبا

وہاں میں کہیں ہر دم خدارا بہت　ہر اک شے کا ڈھونڈا سہارا بہت　بہت زور کر کر کے ہارا بہت　فغاں کی بہت اور پکارا بہت
سر اپنے کو پتھر سے مارا بہت

اندھیرے میں تھی ایک شام و سحر　وہ ڈھونڈھے کسے اور جائے کدھر　کہاں ماں پدر یار مادر پدر　پکارا وہ جس جس کو فریاد کر
نہ پہنچا کوئی کارواں بھی ادھر

نہ مشفق نہ سردار اُس کا کوئی | نہ مخلص ہے ہشیار اُس کا کوئی | نہ دلجو نہ دلدار اُس کا کوئی | نہ مونس نہ غمخوار اُس کا کوئی
تنہا جز خدا یار اُس کا کوئی

جو تھا تخلیہ اُس کا بحر عمیق | وہی ہم سخن جس میں تھا وہ غریق | وہی ہمنشین اُس کی تنگی و ضیق | وہی چاہ تاریک اُس کا رفیق
وہی سنگ سر پر بجائے شفیق

اندھیرے میں دنیا سے ہو ان کا تو | وہ راتوں کو جاگے رہے نکو سو | پرندہ نہ پر مارے جس سمت کو | ہوا بھی نہ دہان جس کی دمساز ہو
کنویں کی سنے کون آواز کو

اندھیرے میں نزات ہو راز کو | تو سمجھے وہ کس طرح انداز کو | تو آئے نہ کیوں جانسے بازو | ہوا بھی نہ واں جس کے دمساز ہو
کنویں کی سنے کون آواز کو

کنویں میں سدا آلسی گنگا ہے | کنویں میں رہیں تحمل غم لیا ہے | کنویں میں الم کے اژدر چپکے | کنواں ہی مدام اسکا ہمدم رہے
جو اس سے سنے وہی اُس سمجھے

وہ رڑسے کنویں کے تھے گو جی آوے | کنواں اُسکو پوچھے وہ پوچھ آوے | کنواں اُسکو پوچھے وہ بوجھ آوے | کنواں اُسکو پوچھے وہ پوچھے آوے
اندھیرے سوا کچھ نہ سوجھے آوے

ہے تنگی میں دیکھو وہ پتلی کا تل | مگر چاہ بیژن کے رہتا متصل | اندھیرے سے رہتا ہے مشتعل | سیاہی میں جیسے کہ ہو کافر کا دل
صعوبت میں اُس سے جہنم خجل

اندھیرے میں وحشت سیاہی گور | سیاہی گور اُسکی تھی نور نور | شب تار اُسکے تھی ظلم کا قصور | نہ شبکی سیاہی نہ دنکا وہ نور
سدا خلوت غم کا اُسکو ظہور

بلائے محبت کہ جس کے لئے | جنھوں اُسنے اُلفت میں کیا کیا لئے | وہ عیش و طرب سب کہ تھے کئے | غم و درد و آفت کا کھا کیا جئے
لہو پانی اپنا کنویں میں پئے

بھرے تھے تمام اس میں جو رنج و ستم | بلا آفت و درد و غم سب بہم | الم رنج و غم سوز ہم دم بدم | نشا وہ کنواں تھا ستون الم
نشان شب آفت و درد و غم

نہ ہو سوجھتی ہے نکلنے کی راہ | ہوئی دمبدم اُسکی حالت تباہ | غضب کا تھا تاریکی الٰہی چاہ | اُس اندھیر کو کیا لکھوں میں آہ
تو آنکھ سے نکلتے ہیں آنسو سیاہ

بیان کر چکا ہوں میں سب بار دات | ہوئی ہے جو کچھ اُسکی براۃ | بہت طول کرنے سے پاکر نجات | کروں مختصر بیان اب غمکی بات
لگا رہنے اُس میں وہ آب حیات

رکھے کب تلک بیٹھے رب اُسے | قیامت کا دن ہو ہر اک شب اُسے | مصیبت بتاتا ہے ہر شب اُسے | نہیں مخلصی سوجھتی اب اُسے
نکالے خدا دیکھئے کب اوسے

نکوئی ندیم اور نہ کوئی مشیر | نہ کوئی شفیق اور نہ کوئی بشیر | کنویں کی اندھیری میں ہے اب اسیر | پہنسا اس طرح سے جو دبلے نظیر
پڑی بیقراری میں بدر منیر

غم عشق ہجر کوہ اور دل ہے کاہ | کجا دو پہاڑ اور کہاں برگ کاہ | فقیر آہ میں ہو کوئی یا ہو وہ شاد | بھرے دلو میں ہوتی ہے چاہ

تو ہوتی ہو دل کی تیئں دل سے راہ

وہان رنج اور یہان پہ تم ہوا   وہان زخم یہان گھاؤ پیہم ہوا   لگا خار وہان یہان روان دم ہوا   تعلق وہان جو گزرا تو یہان غم ہوا
مرکا جی وہان یہان خفا دم ہوا

جدائی کی آفت ہوئی سنگ راہ   لگی ہونے خود اوسکی حالت تباہ   بہت راہ دیکھی سر شام آہ   کئی دن نہ آیا جو وہ رشک ماہ
نظر مین ہوا اوس کی عالم سیاہ

بہ روئے پہ روئے سمندر چڑھا   لدا اوسکی گردن پہ غم کا جوا   مخاطب ہے بولی جو آیا سوا   لگی کہنے … ہوا
خدا جانے اوس شخص کو کیا ہوا

وہ بیمار ہے یا کہ اچھا ہے کچھ   نہین حال معلوم ہی کیا ہے کچھ   مجھے اوس سے الفت کا رشتہ ہے کچھ   کہا … ہے کچھ
وہ معشوق ہے اوسکو پروا ہے کچھ

کوئی کام درپیش اوسکو ہوا   پرستان سے وہ گیا اور کیا   جب آئیگا تم پاس آ جائیگا   خدا جانے … کیا
مری چڑ ہے اتنا بھی ہونا فدا

لگا جی پری سے ہوا اوس کا بیاہ   اڑا لائی ہے اوس کو وہ خواہ مخواہ   وہ عاشق وہ معشوق دونو ہیں راہ   وہ … تم کو دلاتا ہے چاہ
عبث آپ کو تم کرو مت تباہ

ذرا عقل کو کام فرمائیے   ذرا عالم ہوش مین آئیے   سمجھئے ذرا دل کو سمجھائیے   رکے جو کوئی اوس سے رک جائیے
جھکے جو کوئی اوس سے جھک جائیے

حیا تو نہین جی اپنا ڈالا کرو   وہیان آئے جب اوسکو ٹالا کرو   ہماری ذرا بات پالا کرو   تفول بھلا کچھ نکالا کرو
ذرا آپ کو تم سنبھالا کرو

جدائی کا سر پہ پڑا یہان عذاب   تپ ہجر سے جان و دل ہین کباب   جو کچھ کہا دایا طعن سننے لگے تاب   یہ سن چپ رہی دل مین کھا پیچ و تاب
دیا کچھ نہ اس بات کا کچھ جواب

سمجھ کر ذرا دل مین کی غور بھی   جدائی کے دل پہ ہے جور بھی   زمانے نے بدلے ہین دور بھی   گئے ہاتھ سے ان کے کچھ اور بھی
بگڑنے لگے پھر تو کچھ طور بھی

سدا ہجر الفت مین ترسنے لگی   زمین از غم سے چرنے لگی   لہو دونو آنکھون سے جھڑنے لگی   دیوانے سے ہر سمت پھرنے لگی
ورختون مین جا جا کے گرنے لگی

محبت سے پی پی کے ہر دم شراب   گزک کے لئے دل کے بھونے کباب   تسلی کا ہونے لگا گھر خراب   ٹھہرنے لگا جان مین اضطراب
لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب

وہ پھر آپ ہی جیکی مرنے لگی   یہ مقراض غم گل کترنے لگی   محبت کی آتش بھڑنے لگی   تپ ہجر گھر دل مین کرنے لگی
دُر اشک سے چشم بھرنے لگی

وہ کونون مین پڑ پڑ کے رونے لگی   وہ یون داغ غم دل سے دھونے لگی   وہ تخم الم جی مین بونے لگی   خفا زندگانی سے ہونے لگی
بہانے سے جا جا کے سونے لگی

وہ رتی کو کہتے تھے ہین نہ پاپ تپنچہ کو کہتے تھے وہ جانب چاپ سمجھ جاتے تھے لوگ سب بات باپ تپ غم کی شدت سے وہ کانپ کانپ
اکیلی لگی رونے منہ ڈھانپ ڈھانپ

نہ ہنسنا وہ باتین اور نہ چہلنا گلے مین محبت کا ہے ہولنا الم کی ترازو مین غم تولنا نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
نہ کھانا نہ پینا نہ لب کھولنا

جہان جا کے بس بیٹھ رہ پڑ رہے اٹھا دے کوئی تب وہ بیٹھی اٹھے کہا گر کسی نے چلو تو چلے جہان بیٹھنا پھر نہ اٹھنا اسے
محبت مین دن رات گھٹنا اسے

کہا گر کسی نے کہ بیٹھی چلو منگا پالکی اس مین بیٹھی چلو اب آہستہ تم یا کہ جلدی چلو کہا گر کسی نے کہ بی بی چلو
تو اوٹھنا ادھر سے دکھ کے پائنچے چلو

اگر کسی نے کدھر خیال ہے کہا یار کا ہجر جنجال ہے محبت کا زور پر بچھا جال ہے جو پوچھا کسی نے کہ کیا حال ہے
تو کہنا یہی جو کہ احوال ہے

کسی نے جو آکر ملاقات کی سہیلی ہو وہ سنگ یا سات کی غرض جو وہی تھی ہر اوقات کی کسی نے جو کچھ بات کی بات کی
اگر دن کی پوچھی کہی رات کی

جو دل کی کوئی کچھ تو فرمایئے کہا حال دل کیونکہ بتلایئے جو ہمدرد ہو اس سے کہہ جایئے جو پوچھا کسی نے کچھ کھایئے
کہا خیر بہتر ہے منگوایئے

چمن لہلہا اور ٹھنڈی ہوا ہر اک گل ہے رنگین کیا کیا کھلا کسی نے کہا دیکھیے ہے خوش فضا کسی نے کہا سیر کیجے ذرا
کہا سیر سے دل مرا ہے بھرا

محبت کسی سے نہ کیجئے اسے برتنا یہی بس قرینہ اسے ہر اک لحظہ گذرے ہے جینا اسے جو پانی پلانا تو پینا اسے
غرض زہر کے ہاتھ جینا اسے

نہ دن کی صدا پر لگے اسکے گوش اوسی کی محبت کا دل مین خروش سدا کرنا شور اور غم کو نوش نہ کھانے کی سدھ اور نہ پینے کا ہوش
بھرا دل مین اس کے محبت کا جوش

نہ جوہی نہ آئینہ یہان کارگر نہ ذرہ نہ خورشید سے بہرہ ور نہ قمری نہ شمشاد کی کچھ خبر چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر
وہی سامنے صورت آنکھون پہر

وہی ذرہ ہے اور وہی آفتاب وہی مے وہی ساقی اور کباب وہی بحر وہ نقش وہی حباب نہفتہ اوسی سے سوال و جواب
سدا ورد ہر دم اوس کے غم کی کتاب

وہی آبجو وہ قد وہی سرو آب اوسی بیت ابرو کا پڑھنا علو اوسی نسخہ غم کا کرنا حساب نہفتہ اوسی سے سوال و جواب
مدار وہ ہر دم اوسکے غم کی کتاب

اگر چھیڑ دے کوئی مضمون دل جان معانی کی صورت وہی تن بدن کبھی گر ہو تقریر شایستہ فن جو آجائے کچھ ذکر شعر و سخن
تو پڑھنا یہ دو تین شعر حسن

غزل

یہ کیا عشق آنکھون رلانے لگا　یہ کیا عشق کا لون سنانے لگا　یہ کیا عشق جی کو بٹھانے لگا　یہ کیا عشق آفت اٹھانے لگا

مرے دل کو مجھسے چھڑانے لگا

کہان ہے کدھر ہے وہ گلرو مرا　ہے کس کا برج مین وہ مہر امہ تھا　شتابی شتابی پئے مصطفےٰ　ملا میرے دلبر کو مجھسے خدا

نہین تو مرا دل ٹھکانے لگا

مجھے شکوہ اغیار کا کچھہ نہین　قصور آہ مین غمخوار کا کچھہ نہین　گلہ مجھکو دلدار کا کچھہ نہین　گنہ چشم خونبار کا کچھہ نہین

مرا دل ہی مجھکو ڈبانے لگا

مجھے عیش آنکھون دکھایا تھا　مجھے ساتھ اُس کے سلایا تھا　شب و روز مجھسے ملایا تھا　فلک تو نے اتنا ہنسایا تھا

کہ جسکی عوض یون رلانے لگا

دکھایا بہت مجکو رنج و محن　خزان بنگیا میرا گلشن چمن　ہے باطن کا اقرار ظاہر سخن　نہین مجکو دشمن سے شکوہ حسن

مرا دوست مجکو ستانے لگا

گہے غصہ سے سرخ گہ غم سے زرد　گہے رخ چنبیلی گہے رشک ورد　قصیدہ نہین تو اٹھا غم کی فرد　غزل یا رباعی و یا کوئی فرد

اُمید ہے بجا پڑھنا کہ ہو جس مین درد

جو صحبت مین احباب و ہمنشین　بہم ہوئین مانند نقش و نگین　مکلف ہو تو ہو کے چین بر جبین　سو یہ بھی جو مذکور نکلے کہین

نہین تو کچھہ اسکی بہی خواہش نہین

تو کیون یہ کہ دل تو پریشان ہو اب　کجا راحت و عیش و عشرت طرب　یہی وجہ کامل ہے اِس کا سبب　سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے سب

نہو دل تو یہ بات بہی ہے غضب

نہو دل ٹھکانے جہان ایک پل　جہان جی ہو بیکل تو پھر کیسی کل　بہرے دل سے خالی ہو میری بغل　گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل

کہان کی رباعی کہان کی غزل

نہال سخن کا سرسبز ہونا گلہاے بوقلمون کا شگفتگی سے باغ باغ بنا ترانہ سنجی مطرب خوش نواے قلم کی زہرۂ سیرت بکر طبع کا رقص کرنا اور راوی مجالس مین بدر منیر کو یاد آنا بے نظیر کا اور

آتش شوق کا بھڑک کر دل عاشق مین کام کرنا تیر کا

بسی جسمین خوشبوے عطر و گلاب　چنبیلی کی دلجوئی ہو باریاب　صفا سبو کی کیسی ہو وے نور آب　گلابی مین غنچہ کی بھر کر شتاب

پلا ساقیا کیتکی کی شراب

گل اشرفی ہان ہو قیمت گران　زر گل ہو پیمانہ دور یہان　سبو ساغر لالہ خونفشان　پیالہ مین نرگس کے دے سیر ہان

کہ دیکھون مین کیفیت بوستان

مین ہون راوی داستان کرم　مین ہون حاکی قصہ بیش و کم　مین ہون ناقل حال لیکر قلم　حکایت کرون ایک ان کی رقم

کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

پڑی ابتر رنج پر بستر سری　کہ نہ آئے شاید ہون غم سے بری　بجائے غمکی آنکھوں مین لیکر تری　اُٹھی سو کے اکدن وہ رشک پری
کہا جاکے دیکھوں چمن کو ذری

رہے ہیں گل ولالہ ہر سمت کھل　ہمانسیں ہیں سمن سیوتی دو دو مل　فضا باغکی دیکھکر متصل　مگر غنچہ ساں کچھ کھلے میرا دل
کہ غم نے کیا ہے نپٹ مضمحل

دلاتا ہے گل یاد رخسار کی　بنفشہ لئے ہے بو زلف خمدار کی　بہار آگئی صبح دیدار کی　زبس گل سے آتی ہی بو یار کی
ہوا یہ رہوئی اوس کو گلزار کی

یہ کہہ اُٹھکے بیٹھی وہ پاکیزہ خو　کہا دل لگے گر نہیں ہے تو ہو　طبیعت بہل جائے شاید چلو　پھر ایک دن تہا کہ منہ ہاتھ دہو
چلی اوٹھکے دالان سے سیر کو

تو آگے سے اوسکو نظر آگیا　سہانا سا سایہ درختوں کا کیا　کہا دل سے ابتو یہیں بیٹھ جا　زمرّد کا مونڈھا چمن مین بچھا
وہ بیٹھی عجب آن سے دلربا

کہوں پا رنیاں تو کیونکر بھلا　دو زانو کی ترکیب سے بھی جدا　ولے اُسکا نقشہ ہی اس شکل کا　کھڑاؤں کو اک پانوں پر دہر لیا
اور اک پانوں مونڈھے سے لٹکا دیا

بہت سرخ ہیں اُس پانوں سے پائمال　بہت دل ہیں اس پر قیامت کی چال　عقیق یمن کا ہوا خون حلال　نپوچھ اُسکی پائے نگارین کا حال
زبان حنا وصف مین جسکے لال

گیا آسمان پر حنا کا دماغ　کہ سر اس قدم سے لگا یا فراغ　گل ارغوان کا ہوا گل چراغ　کفک اور فندق سے لالہ کو داغ
ہوا ایسی کیفیت پائیں باغ

ادہر جان مرجان کے ہے ہمیں تنگ　اودہر لعل کا خون ہوا دل میں انگ　دو رنگی کے رنگوں کی آپس مین جنگ　طلائی کڑے اور کفک کا وہ رنگ
سنہری شفق دیکھ جسکو دنگ

لگے سخت دل کے کلیجے کو چور　وہ پاہات آئین تو قسمت کا زور　نزاکت مین تھین اُنگلیاں شعر لور　جواہر کے چھلّے پڑے پور پور
زری کی ٹکی جیسے مخمل پہ نور

[illegible] ماہ مبین　وہ ماہ مبین سے زیادہ حسین　کہوں کیا اُسے موج دریا جبین　زبس سوتی اُٹھی تھی وہ نازنین
پڑی تھی عجب اسکے چین جبین

[illegible] آئیاں　ذقن پر وہ مستی کی پرچھائیاں　وہ سرمہ کی تحریرین بہ آئیاں　خماری وہ انکھیاں وہ انگڑائیاں
وہ جوبن کے عالم کی سرسائیاں

[illegible] حسن بے اختیار　ٹپکتا ہوا رنگ رخسار یار　وہ اوٹھتی جوانی سی جی بیقرار　جوانی کا موسم شروع کی بہار
وہ سینہ سے اُسکے کچونکی اوبھار

شرابی جام آگے لے بیٹھنا　بہک کر کے دشنام دے بیٹھنا　غرض آپ بن بن اُسے بیٹھنا　نشے مین وہ آ حسن کے بیٹھنا
وہ چھب تختی اپنی کو دیکھ اینٹھنا

تماشا عجب ہر طرف تھا جڑی　کہ خوشبو وہان تھین ہر یون پڑی　ادب سے قریب سے پیچھے اڑی　خواص ایک حقہ لئے تہی کھڑی

کہ اللہ کی پتی تھی اور پانی پری

بنا تھا حلب ہی میں بصد انتظام وہ نازک بھی ایسا کہ دل جس کا تھام ہوا کی نزاکت رکھے جس کو تھام وہ شیشے کا حقہ مرصع کا کام
مشرق زر نگار وہ نیچہ تمام

وہ آتش دلِ عاشقان تھی مگر چلم کی تواضع میں رکھی تھی بھر جو دم کش وہ کرتی تو اس طرح پر لبِ نازک اوپر وہ مہتاب دہر
نکالے تھی پردے میں دودِ جگر

جلا سوزِ الفت سے دل سر بسر تو ظاہر میں حقہ وہ پیتی اگر دھوان سینہ سے باہر آتا تھا پر لبِ نازک اوپر وہ نہال دہر
نکالے تھی پردے میں دودِ جگر

دھوان چھوڑ کر دم بخود ہوئی آہ غضب پھونکتی سوزِ الفت کی راہ کہ ہر سے نظر آئے وہ رشکِ ماہ ادہر اور اُدھر ہر طرف تھی نگاہ
کسی کی کوئی جیسے تکتا ہو راہ

تو خدمت گزاری میں بانوشِ نیش کوئی خندہ زن اور کوئی سینہ ریش کوئی خلق مشرب کوئی ظلم کیش خواصین کھڑی آکے سب گرد و پیش
جو تھیں اپنے عہدے پہ حاضر ہمیش

کوئی چتر لے اور کوئی خاصدان کوئی منتظر حکم کی ہر زمان پکارا تو بولی کوئی جیسے مان کوئی لے چنگیر اور کوئی پاندان
کوئی مورچھل لے کوئی پیکدان

کوئی ہو تو چنبا چلین میں چست کوئی رکھے سنجیدہ عقل نخست نکیلی مبارک قدم ہے درست رسیلی چھبیلی بنی ٹھنگ سا چست
لباس اور زیور سے ہر اک درست

ہیں حاضر ادب سے خموشی لب بجا لائیں جو کچھ کہ ہو حکم جب بہم دست بستہ یہ وہاں سب کے سب کھڑی آنکھیں نیچی کئے با ادب
اسی شرم سے پر قیامت غضب

پلٹ جائے تیغا جو ابرو کا واہ الٹ جائے صف قتل ہو خواہ نخواہ نگہ نرگس و گل ہی تکتے تھے راہ وہ آنکھیں کہ کرتی تھیں جب یہ نگاہ
اُدہر غش میں آتا تھا ہر پھول آہ

کروں ہمنشینوں کی اب گفتگو قلم کو ندیموں کی ہے جستجو امیروں کی دوشیزگان خوبرو کئی ہمدم ایسی کہ جو تھیں ماہرو
بچھائے ہوئے کرسیاں سو بسو

مقابل یہاں سے وہاں تک مگر وہاں سے وہاں تک وہاں سے گزر جہاں تک پہنچتی ہے حدِ نظر وہ گرد اوس کے بیٹھی تھیں صف باندھ کر
برابر برابر ادہر سے اُدھر

جوانانِ گلشن میں سیرے گواہ لگا سرو سے جوئی تک در گیاہ عجب سیر اور لطف تھا خواہ نخواہ سماں اُس گھڑی کا کہوں کیا میں آہ
ستاروں میں تھا جلوہ گر ایک ماہ

وہ سب باغمیں باغ گلزار پر بہار چمن جوش پر اس قدر خوشی میں ہوا غنچہ گل پھول کر عجب حسن تھا باغ میں جلوہ گر
کہ ہر گل کی تھی اوس پہ نظر

عنادل کو دل کا کہاں ہوش تھا ہر اک زمزمہ سنج گوش تھا پڑا ایسا سناٹا کہ خاموش تھا چمن اُس گھڑی پر سر جوش تھا
گل و غنچہ جو تھا سو مدہوش تھا

منگا موتیا کیوڑا اور جوئی　حنا صندل و مشک بہم ہر کوئی　وہ مجموعۂ عطر خود تھی بنی　زبس عطر مین تھی جو ڈوبی ہوئی
وہ بالا ہر اک گل کی خوبی ہوئی

ہوئے بانکے عقل کے گل چراغ　پڑا رشک سے دلمین لالہ کے داغ　معنبر ہوا باغ با صد فراغ　معطر ہوا اور گل کا دماغ
کہ مہکا تمام اوس کی خوشبو سے باغ

چمن مین جو بیٹھی تھی وہ گلبدن　چمن در چمن بس گیا باغ بن　بگاڑی ہر اک گل کے رخ کی پھبن　پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن
ہوا لالہ گل اور گل نسترن

گیا غم سے رنگ رخ گل ٹپک　ہوا یاسمن کا بھی پھیکا نمک　گلون کا یہ رنگ ہو گیا یک بیک　درختون پر اُسکی پڑی جو جھلک
زمرد کو دی اور اُس نے چمک

وہ مہ پارہ تھی ایک عابد فریب　وہ حسن و جوانی وہ صورت عجیب　گل و لالہ سنبل بچارے غریب　ہوئی اُسکے بیٹھے سے گلشن کو زیب
گیا اور صبا کا بھی صبر و شکیب

وہ عارض برنگ گل آبدار　وہ کاکل کا بل ڈالے سنبل کو مار　جبین رشک گل اور رخ گلعذار　چمن نے جو اُس گل کی دیکھی بہار
ہوا دیکھ اپنے گلو نیز فکار

ہوئے حسن پر اُس کے سب منفعل　کوئی منفعل اور کوئی مشتعل　بہم ہو کے انصاف سے معتدل　گل و غنچہ و لالہ آپس مین مل
لگے کہنے اس باغ کا ہے یہ دل

نہ شمعون سے پروانون نے رکھی ہے راہ　چکوروں کے دل دے گیا عشق ماہ　اُڑی فاختہ چھوڑ شمشاد واہ　گئی دل سے بلبل کے گلشن کی چاہ
ملی سرو کی شکل قمری کو آہ

گیا باغ کو اُس نے محو اسقدر　کسو کو کسی کی نہ تھی کچھ خبر　کچھ اس وجہ حیرت ہوئی آنکر　بنے وہان کے آئینہ دیوار و در
وہ مہ سب کے دل مین ہوئی جلوہ گر

اُسے ایک جلوے کی ہی سو جلا　کہ وحدت کو کثرت مین دکھلا دیا　یہ کچھ ہے سو ہے اور جو کچھ تھا سو تھا　کہ اتنے مین جو جی مین کچھ آگیا
ادا سے لگی کہنے وہ دلربا

وہ باغ و بہار اور وہ دلربا　وہ گل کھل رہے اور ٹھنڈی ہوا　سمان بندھ رہا تھا عجب لطف کا　کہ اتنے مین جو جی مین کچھ آگیا
ادا سے لگی کہنے وہ دلربا

نہ کچھ دیر کو کام فرمائیو　توقف نہ ہرگز ذرا لائیو　چنبیلی رسیلی وہ وادائیو　اری ہے کوئی ہان ذرا جائیو
مری عیش بائی کو لے آئیو

عجب باغ ہے اور عجب باغبان　عجب گل کھلے ہین عجب بوستان　عجب زمزمے ہین عجب بلبلان　عجب وقت ہے اور عجب ہے سمان
کرے دو گھڑی آکے مجرا یہان

جدائی کا صدمہ کبھی طول ہو　الم رنج و غم سے ور معمول ہو　گئے عیش و عشرت کبھو بھول ہو　خفا ہون مرا دل بھی مشغول ہو
کوئی دم تو داغ جگر پھول ہو

فراق میں سہو ہو بھول ہو　الم مختصر ہو نہ غم طول ہو　خوشی اُڑ گئی خاک ہو دھول ہو　خفا ہون مرا دل بھی مشغول ہو

چمن ہوئے گر آج خلد بریں   جلیسو نہیں ہوں حور عیں ہمنشیں   ارم ہو کہ فردوس اعلیٰ کہیں   کسی طرح جی میرا لگتا نہیں
جلے ہے جگر دل سُلگتا نہیں

رُخ گل چمن میں جھلکتا نہیں   وہ یا مینا کا ساغر چھلکتا نہیں   خم بادہ کسیدن ڈھلکتا نہیں   کسیطرح جی میرا لگتا نہیں
جلے ہے جگر دل سلگتا نہیں

لہو کب مژہ پر جھلکتا نہیں   کب آنکھوں کا ساغر چھلکتا نہیں   بھڑکتا نہیں کب بلکتا نہیں   کسیطرح جی میرا لگتا نہیں
جلے ہے جگر دل سلگتا نہیں

مگر اس گھڑی گل پہ ہوا اک بہار   نوائے چکاوک ہے صوت ہزار   طبیعت بھی شاید ہو پرُدرد کار   یہ سنتے ہی دوڑے گی اک نوکا
لیا عیش بائی کو اوس نے پکار

لباس تکلف پہن شان سے   اٹھا کر قدم آن سے بان سے   وتیار ہو ساز و سامان سے   وہ کافر لگی آنے اس آن سے
کہ جانے لگا جی مسلمان سے

قدم سے سرافراز ہوتی زمیں   قرینہ سے فتنہ کے تھا یہ قریں   گرتا ہے نقش قدم پر جبیں   عجب چال سے وہ چلی نازنیں
کہ مستی ہیں پانوں کہیں کا کہیں

وہ عشرت کی کثرت وہ جلسہ ٹھنا   وہ گل کی مہک اور وہ گلشن گھنا   وہ بلبل کی چہچہ وہ صوت غنا   وہ خلقت کی گرمی وہ دوپہر بنا
نشے میں بھبوکا سا چہرہ بنا

جبیں کی چمک رشک و سے قمر   وہ افشاں ثریا سے بھی جلوہ گر   وہ بکھری ہو بال رخسار پر   لٹیں منہ پہ چھوٹی ہوئی سر بسر
کہ بدلی ہو جوں مہ کے ادہر ادہر

وہ ڈہلکا ہوا سرمہ آنکھوں کا سب   وہ ہونٹوں کا لاکھا کرے دل طلب   وہ لب غیرت لعل تھے لیکن اب   وہ بن پوچھی ہونٹوں کی مسّی غضب
کہ منہ پر تھی گویا قیامت کی شب

نہ توڑا نہ ہار اک نہ لالا پڑا   گلے میں نہ اس نے نہ مالا پڑا   نہ کچھ اور زیور کو پالا پڑا   فقط کان میں ایک بالا پڑا
کہے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا

وہ کرتی تھی آب رواں آبدار   پھر اوس میں دہنک کی تھی نو قطار   وہ چھڑیاں ٹکیں جیسے لپر ہو بار   وہ پشواز اگری وہ نرگس کے ہار
وہ کمخاب کے بند رومی ازار

دوپٹہ نہ کچھ اوڑھنی کی مثال   نہ رومال کا دوش کو کچھ خیال   نہ کنگھی نہ چوٹی کھلے سر کے بال   بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال
کمر کی لچک اور مٹک کی وہ چال

بُرا چھوٹے کپڑے کا مضمون تھا سُست   نہ کی شو و شست اوسکی ہیں نے سخت   نخستین اوسکی ہیئت یہ کی شود و شُست   وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چُست
کنارو نپہ میدا نتا کا درست

وہ چینپا لگی اُس میں اعجاز کی   وہ لہریں دہنک کی نئے ناز کی   وہ مٹتی ہوئی گوٹ اعزاز کی   وہ اُٹھی ہوئی چالیں پشواز کی
وہ سکی ہوئی چولی انداز کی

صدا جہانجھ کی کان میں جو پڑے   تو دل پہلو میں چھڑا چھڑ چھڑے   نہ غرق حسن ہو نظر جب گڑے   وہ مہندی کا عالم وہ تلوے سے چہرے

وہ پانون مین سونیکے دو دو کڑے

وہ اس طرح جوبن دکھاتی ہوئی   دلِ عاشقون کو لبھاتی ہوئی   کچھ اِس گردرہ کو بچاتی ہوئی   چلی وہان سے دامن اٹھاتی ہوئی
کڑے سے کڑے کو بجاتی ہوئی

چمن مین تھین غش قمری فاختہ   جو آہون کو تھی سرو بھی باختہ   نظر جو پڑا قد افراختہ   عجب ایک عالم تھا بے ساختہ
کہ عالم تھا اک اوسپہ جان باختہ

چلین اور بھی اپنا دکھلاکے ناز   عجب ناز اور طرفہ انداز و راز   خدا ساز تھین ساتھ با ترک و تاز   کئی کافرین اور بھی دلنواز
لئے ساتھ ساتھ اُسکے سب اپنا ساز

اٹھاتی ہوئی پانون اعزاز سے   مگر ناز واقف نہو راز سے   صدا کو ملاتی ہوئی ساز سے   چلین ایک اعزاز اور ناز سے
کھڑی وہان ہوئی ایک انداز سے

سنبھالے ہوئے اپنا عقل و شعور   بجا لائین آداب سب بے قصور   ہوا انت جلبس کا ایا عزور   روش پر جو تھا فرش اُسکے حضور
ادب سے وہان بیٹھیان دُور دُور

سہم دست بستہ یہ کی عرض آ   جو ارشاد ہو وے سو لا دین بجا   ہے اب یہ وقت کس راگ کا   ہوا حکم گورے کا جو بر ملا
لئے ساز اپنے سبھون نے اٹھا

غلاف ستار و طنبورہ تو کھینچ   ملا نا طبلون سے ڈالی جو کھینچ   گلے سے صدا مین نکالین سو کھینچ   دیا آسمان پر جو طبلون کو کھینچ
ہر اک تھا پے پردا لیا سب کا اینچ

عجب طرز اور آن سے بان سے   عجب آب سے اور عجب شان سے   تو کچھ گنگنا گنگنا دھیان سے   لگی گانے ٹپہ وہ اس آن سے
نکلنے لگی جان ہر تان سے

بجاتی تھی چٹکی عجب ناز سے   کہ دل چٹکیون مین اُڑے باز سے   ہر اک لہر اسنا لا کر اعجاز سے   عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ بیکل ہر اک دل تھا آواز سے

لہراتی تھی اک جھڑی نور کی   بڑی ار کی تھی بڑی نور کی   دکھاتی تھی صورت بڑی حور کی   وہ تھی کنکری یا لڑی نور کی
مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی

ہر اک طبع طالب کی مطلوب تھی   وہ جاذب تھی اور خلق مجذوب تھی   کہو نین کیونکر کہ کیا خوب تھی   گل و غنچہ کی طرح محبوب تھی
کھلی اور مندی دل کی مرغوب تھی

وہ گانا بجانا عجب خوشنما   گلے کی صفائی وہ صدا   وہ گلشن کا عالم طیور ہم نوا   غرض کیا کہون اوسکا مین ماجرا
عجب طرح کی بندھ گئی تھی ہوا

وہ صحبت کی گرمی کا عالم عیان   وہ گل کی مہک اور آب روان   وہ قمری و بلبل کی باہم فغان   وہ گانے کا عالم وہ حسنِ بتان
وہ گلشن کی خوبی وہ دن کا سمان

سمان اُس کے گانے کا ایسا بندھا   مزے کو ہی من سنکے آیا مزا   جو گانا انہون نے لئے تہ کا خاتمہ   گھڑی چار دن باقی اسوقت تھا
سہانا سماہر سمت سایہ پڑا

وہ دن تھوڑا تھوڑا سا ہونا الوپا وہ پتونکی سنہری وہ گل کا سراپا وہ سازندہ و ساز کا ڈھنگ و پ درختون کی وہ چھاؤن اور کچھ وہ دھوپ
وہ دہانون کی سنہری وہ سونکا روپ

کفِ لالہ مین پر وہ عشرتکا جام وہ غنچون مین تھا پختہ سودائے خام ہر اک برگ تھا سبز پوشی مین عام لپیٹے ہوئے پوشش سونا تمام
سنہرے روپہلے ورق صبح شام

وہ نرگس کا نقشہ سمن کی اُمنگ وہ البیلا بیلا جوئی رنگ رنگ وہ گل سرخ عارض حنا کی اُچنگ وہ لالے کا عالم ہزارے کا رنگ
وہ آنکھون کے ڈورے نشے کی ترنگ

وہ دن پھولنا چرخ پر سر بسر وہ زردی سی آجانی خورشید پر وہ دن تھوڑا تھوڑا گھٹنا اُدھر گلابی سا ہوجانا دیوار و در
درختون سے آنا شفق کا نظر

کرین شور ہر سمت طوطی چکور شجر پر عنادل منڈیرون پہ مور وہ نہرون کا بہنا درختون کی اور وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور
ہر اک جانور کا درختون پہ شور

وہ خوشبو کی بو اور وہ ارغوان وہ نرگس وہ اور سوسنِ ذبان وہ رابیل اور موگرا نوجوان وہ سروِ سہی اور وہ آبِ روان
وہ مستی سے پانی کا بہنا وہان

وہ سازندہ ڈھولک کا لبِ واہ وا وہ چابک تھا اس مرتبہ ہاتھ کا بجاتا تھا جو تالا آڑا وہ کیا وہ آڑتی سی نوبت کی دہمی صدا
کہین دور سے کان مین پڑتی آ

نکیسا بھی سن سنکے خوش ہوتے آپ یہان باربد گانے والونکی اپ یہان وجد مین آتی چہرہ کی ناپ وہ رقصِ بتان اور وہ ستہری الاپ
وہ گوری کی تانین وہ طبلونکی تھاپ

وہ گھونگٹ مین مُنہ کو چھپا لینا ہات کبھی مُنہ دکھانے کی تبلائی گھات بتانا وہ آفت کا اک واردات وہ دل چھینا ہاتھ پر دھر کے بات
اُچھلنا وہ دامن کا ٹھوکر کے سات

پرستان والون کے آیا پسند پری رشک سے ہنستی تھی خند خند تحیر مین تھین بیٹھے وران چند نہ انسان ہی کا جو دل اُس مین بند
ہوئے محو سنکر چرند اور پرند

درختون کے پانون گڑے رہ گئے چڑھے جو کہ آئے چڑھے رہ گئے کھڑے تھے جو بیٹھے پڑے رہ گئے غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے
اُڑے جب کہ تھے اُڑے رہ گئے

کوئی ایسی گھبچ بچ مین کیا ٹل سکے یہ حیرت نہ ہرگز ادھر سے ٹل سکے یہانتک کہ سایہ نہ خود ڈھل سکے جو پیچھے تھے آگے نہ وہ چل سکے
جو بیٹھے تھے بیٹھے نہ پھر ہل سکے

ہوا سرو قد سرو آکر کھڑا خرد ہوش سب فاختہ کا اُڑا لگی کہنے سوسن کہ واہ مرحبا لگی دیکھنے آنکھ نرگس اُٹھا
گلون نے دیئے کان اپنے لگا

بچھایا وہان ایک سبزے نے تخت کلی کیا کھلی کھل گئے اُسکے بخت اُڑے لالہ و گل کے یا لخت لخت لگے ہلنے آ جھولین سب درخت
کھڑے رہ گئے وہ ہو کر کرخت

یہ تھا عالم بےخودی سر بسر کسی کی کسیکو نہ تھی کچھ خبر یہانتک کہ اکثر بجائے ثمر درختون سے گرنے لگے جانور

نئی مثل آئینہ دیوار و دَر

کیا فاختہ نے بھی خاکی برن گلے میں کیا طوق سی الحزن تدروون نے مستانہ سیکھا چلن ہوئیں قمریان شوق سے نعرہ زن
بھرے اشک سے بلبلون نے چمن

رہے آنکھ سے اشک شبنم کے ڈہل سینہ حوض چشم پُر آب ایک پل بہے چشمون سے بحر آنسو نکل ہوئے نہر کے سنگ پانی پگہل
پڑے سارے فوارے آ سے اُچھل

ہرن سُنّے کو آ کھڑے ہون اگر دِ سَے جل اُٹھیں گا ہاں دیک اگر عزیزے مہنسین سنگ مین یکدگر عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر
کہ پتھر کا ہو جائے پانی جگر

ہر انسان گویا ہوا بے زبان ہوئے چپ چہو لنے خمش طائران ہوا عالم حیرت آئینہ سان بندھا اسطرح کا جو اُسکا سمان
ہوا اسکے دل کا عجب حال زمان

عجب راگ تھا اور عجب ماجرا عجب رنگ کا تھا سمان بندھ رہا وہ محفل کہ حیرت ہوئی جمع آ ولیکن جو کچھ دل سمجھ کر گیا
تو بن آئی ہر اک وہان مرگیا

کہنا کشش محبت کی تھی گوشہ گیر تو چلا کے کھینچی پیا پے صفیر بلاؤن کا تو وہ بنا بے نظیر لگا تھا زبس عشق کا اوسکو تیر
لگی کھینچنے آہ بدر منیر

وہ لطف چمن راگ کا رنگ حال وہ خلقت کی حیرت سمان بے مثال ہوا ان بہارون سے جی کو ملال بندھا اُسکو عاشق کا اپنے خیال
لگی رونے آنکھون پہ دھر کر رومال

محبت سے ہوتی ہے دلکو جو لاگ نصیبہ بھی کہتا ہے لب پانسے بھاگ کف بحر الفت بھی کیا لائی جھاگ کہیں کا کہیں لے اُڑا اُسکو راگ
ہوا سے ہوئی اور دُونی وہ آگ

... وشت الفت کہا دلکی لاگ کہان باغ اور راگ اور وہ سہاگ کیا کوسون پہین بیابان الہی کو بھاگ کہین کا کہین لے اُڑا اُس کو رگ
ہوا سے ہوئی اور دُونی وہ آگ

... یا جدائی کو تھا مجھسے بیر مین جیتی رہون اپنی جان کے بغیر تفنگ آہ کی یک بیک کر کے فیر لگی کہنے ہے ہے مین دیکھون یہ سیر
نہو پاس میرے وہ یا دش بخیر

... پیر رد ہو جاے الفت سے بھاگ ہو عاشق پری پر کہان کھینچے آگ مزا عشق کا لائی جب جی پہ آگ دیے جاتی ہو دل کو کچھ جسکی لاگ
کہ معشوق بن ہے یہ گلزار آگ

... سوز الفت سے جو لال ہو تپ غم کی شدت سے پامال ہو محبت کا الجھا ہوا جال ہو بھلا کیونکہ دل اُسکا خوشحال ہو
کہ ہجران کا غم جس کے دنبال ہو

جو شغل محبت مین مشغول ہو اُڑے میرزائی تیری ڈھول ہو دل و سینہ مین ہوک ہو ہول ہو جگر مین اگر آہ کی سول ہو
لگے خار کیسا ہی گر پھول ہو

ہم غم سے کیا تمتماے ہین گال کہ لالہ بنے سرخ وقت زوال یہ باغ ایکدن ہوئیگا پائمال درختون کے عالم سے کیا ہو نہال
جسے یاد شمشاد کا ہو خیال

گیا جس کا سینہ ہو داغوں سے بہر   ترو تازہ ہون جس کے زخم جگر   جو اپنا ہی گلزار ہو دور تر   کرے گلشن و گلبہ کیا وہ نظر
جسے اپنے گل کی نہو وے خبر

جو اپنا ہی دل سینہ سے ہو جدا   جو اپنا ہی دل جی سے ہو وے خفا   تو کیا زندگانی کا ہے پہر مزا   یہ کہکر اوٹہی وہان سے وہ دلربا
چہپر کہٹ مین جا کر گری منہ چہپا

وہ اُٹھنا ہی اُسکا غرض سم ہوا   یہ دل خوش تہا جسکا خفا دم ہوا   وہ سب عیش اک صورتِ غم ہوا   خوشی کا جو عالم تہا ماتم ہوا
ورق کا ورق ہی وہ برہم ہوا

کہے تو کہ جلسہ یہان تہا کہین   نہ وہ سیر گلشن نہ وہ گل زمین   نہ وہ گانے والے نہ وہ سامعین   سب اُٹھتے ہی اُسکے جاتی رہین
طوائف کہین اور خواصین کہین

گہے جمع گاہے پریشان ہے   گہے دشت گہہ باغ و بستان ہے   حقیقی طلسمات کی شان ہے   میری عقل اسجا پہ حیران ہے
کہ یارب یہ کیسا گلستان ہے

یہ نیرنگ سازی کا ہے ماجرا   نیا رنگ ہر رنگ مین ہے سدا   یہان کام ہے دیدۂ غور کا   ہر اک وقت ہے اسکا عالم جدا
جو چاہو کہ پہر ہو تو امکان کیا

گہے گل کہلے ہین گہے خشک خار   گہے خندہ لب گہے چشم زار   اندہیرا گہے صبح گہہ آشکار   کبہی ہے خزان اور کبہی ہے بہار
نہین اک تہرے پہ لیل و نہار

وہ لا صورت خونِ دل ہو شراب   گزک کے لئے ہو جگر کے کباب   گنہ کا ہو گر دنیہ تیرے عذاب   پلا ساقی اک جام مجہکو شراب
کہ پردے مین شب کے گیا آفتاب

بلا اک جدائی کی آفت ہوئی   غضب لیل کی کیا طوالت ہوئی   طوالت مین یہ اور شامت ہوئی   شبِ ہجر کی پہر علامت ہوئی
غرض عاشقو پہر قیامت ہوئی

غمِ ہجرِ جانان جو آیا حضور   دل و سینہ یکسر ہوے چور چور   وہ تابوت تہا یا کہ تاریک گور   گری جب چہپر کہٹ مین وہ رشکِ حور
سبہون کو کہا تم رہو دور دور

بلا کر تصور مین تصویرِ یار   بہت بیقرار اور بہت بیقرار   شب تار حسرت بندہا تہا جو تار   اکیلی وہ روتی رہی زار زار
اُسی اپنے عالم مین بے اختیار

لباس اور بستر ہوا تر بتر   یہ دریا مین نالے اُسیکے مگر   صدف نے دیا آفتابی گوہر   گرے چشم سے اُسکے اتنے گہر
کہ دہویا اوسے آب سے منہ سحر

بہرے خون سے چشم نے اپنے جام   عقیق جگر مین فزدہ برخرام   سمجہتا ہون ہرچند اُسکو حرام   صبوحی تو دے ساقیِ لعل فام
یہ رو دہو کے مین رات کاٹی تمام

ہوئی صبح ہوتا ہے اب کیا وقوع   خدا جانے کیا فعل ہوگا رجوع   اثر کرتی ہے کیا دعا ے خضوع   ہوا آفتابِ الم جو طلوع
اُداسی کا ہونے لگا دن شروع

اسی رنج سے دل مین آئی اُمنگ   کہ غم نے کیا ہے بہت جی کو تنگ   مین دیکہون کہ کیسا ہے اب میرا رنگ   ذرا آئینہ لیکے دیکہا جو رنگ

تو جوں آئینہ رہ گئی آپ دنگ

وہ خود آئینہ اور دل بستہ بیقرار وہ دل سا جو تھا بنگیا شکل خار نظر پڑ گیا دفعتًا ایک بار بدن کو جو دیکھا تو زار و نزار
کسی کو کوئی جیسے دیوے فشار

یہ عالم بدن کا جو آیا نظر کہ ہر عضو تن بنگیا ہے نگر بڑھا رنج و غم تن گھٹا اسقدر فلک کی طرف دیکھ اور شکر کر
لگی دل کو سمجھانے ادہر اودہر

جو کمزور دیکھے بدن کی اساس خوشی دور دور اور غم پاس پاس خواصوں سے نہیں جو کھڑی چپ اداس زبان پر تو باتیں ولے دل اداس
پراگندہ حیرت سے ہوش و حواس

نہ رخ کی خبر لے نہ ذقن کی خبر نہ پا کی خبر لے نہ چلن کی خبر زبان کی خبر لے نہ دہن کی خبر نہ منہ کی خبر اور نہ تن کی خبر
نہ سر کی خبر لے نہ بدن کی خبر

غرض بیخودی کوئی دم کم نہیں بلا سے اگر بال پر خم نہیں غرض کیا دوپٹہ میں گر دم نہیں اگر سر کھلا ہے تو کچھ غم نہیں
جو گرتی ہے کہلی تو محرم نہیں

نہیں جاتی ہے بیخودی کچھ بہی جو لاکھے سے سرخی بہی تو بہی کسے سرمہ بننے کی پروا رہی جو مسی ہے دو دن کی تو ہے وہی
جو کنگہی نہیں کی تو یوں ہی سہی

زبس عاشقی میں وہ چالاک ہے بہت بیخودی اسی میں بیباک ہے کچھ اپنی خبر اسکو کیا خاک ہے جو سینہ کھلا ہے تو دل چاک ہے
غم آلودہ صبح طربناک ہے

محبت نے تزئین کی سب حرام ہر اک وقت اک بیخودی ہے مدام یہ ہے ظلمت ہجر کا انتظام نہ منظور سرمہ نہ کاجل سے کام
نظر میں وہی تیرہ بختی کی شام

غرض زیب سے کچھ نہ زینت کا چاؤ نہ مسی کا ہونٹوں پہ یہاں کچھ لگاؤ نہ ارمان دل میں کہ ہاں ہاں کہاؤ ولیکن یہ خوبوں کا دیکھا سبھاؤ
کہ بگڑے سے دونا ہو اُن کا بناؤ

بہلوں کی لگی ہے بری بہی بہلی ہے چاک گریبان سحر لوز کی رخ زرد ہے شکل خورشید کی نہیں حسن کی اسطرح بہی کمی
جو بگڑی ہے بیٹھی تو گویا بنی

عجب گرد چہرے کی ہے خوشنما کہ مہتاب پر ہے تنکا برسا خم زلف کی بہی لٹک ہے بلا غرض بے ادائی ہے یہاں کی ادا
بہلوں کو بہی کچھ لگے ہے بہلا

جو نکلے ہے پر درد نالیکی لے اثر ریز وہ بہی ہے اک طرفہ شے تسلی کی لہروں کو کرتی ہے طے جو ماتہے پہ چین جبین غصے سے ہے
تو ہے وہ بہی اک موج دریائے مے

جو اٹکے تہے لخت جگر ٹوٹ ٹوٹ وہ گویا تہے لعل یمن چہوٹ چہوٹ مچائی تہی پلکوں نے کیا لوٹ لوٹ وہ آنکہیں جو روئی تہیں بس پہوٹ پہوٹ
تو گویا کہ موتی بہرے کوٹ کوٹ

غم ہجر سے ہے یہ آشفتہ حال یہ حال ہے وہ بہی فرخندہ فال رخ زرد زرد ہو گیا لال لال تپ غم سے یوں تمتماہیں گال
کہ جوں رنگ لالہ ہو وقت زوال

جو کنٹھی ہے گرتی کی ہیلی ذرا　ہلال مہ عید ہے واہ وا　کلی ہے بٹی کرتی کی باغ سا　گریبان سینہ پہ ہے جو کھلا
تو گویا ہے وہ صبح عشرت فزا

جو رخسار پر غم کی کچھ گرد ہے　تو ہیلی سی اک شال بھی فرد ہے　چنبیلی ہو پژمردہ یا درد ہے　نقاہت سے چہرہ اگر زرد ہے
دیا آہ ہونٹوں پہ کچھ سرد ہے

خزاں میں بھی رنگ بہاری ہو گیا　کہ افسردگی میں بھی دل ہے ہرا　جو تکلیف میں ہے تکلف بلا　اداسی نہیں یہ بھی عالم جدا
کہ ہے چاندنی اور ٹھنڈی ہوا

اضطراب بدر منیر فراق بے نظیر میں اور تابش کوکب نجم النساء فکر ملاقات دلپذیر کی تدبیر میں

وہ ساغر جو ہے رشک بدر منیر　وہ مینا کہ مینائے گردوں ہے شیر　وہ مے آفتاب فلک کی خمیر　پلا ساقیا ساغر بے نظیر
پھنسی دام ہجران میں بدر منیر

جبین مہر گردوں سحر یکسر بہم　زیادہ ہے رخ بدر کامل ہر کم　یہ صورت یہ نقشہ شباب و الم　یہ حسن و جوانی اور اسپر یہ غم
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

محبت میں ذلت مرنا اسے　وہ بن بن بگڑ کر سنورنا اسے　غرض اپنے جی سے گذرنا اسے　جہاں بیٹھنا آہ کرنا اوسے
بہانا نزاکت پہ دھرنا اسے

گہے جان کو اپنی کھو ڈالنا　گہ آنکھوں کو خون میں ڈبو ڈالنا　گہ اشکوں کے موتی پرو ڈالنا　گہے خون آنکھوں سے رو ڈالنا
کسی کو کبھی دیکھ دھو ڈالنا

غم دل کسی کو سنانا اسے　بتانا کسی کو بہانا اوسے　طبیبوں کو ناداں بنانا اسے　خواصوں کو بالا بتانا اسے
اکیلی درختوں میں جانا اسے

وہ کیسے شجر شکل مردم گیاہ　قد یار کی وضع پیں واہ واہ　ہزاروں تھیں یوں باغ دنیا میں آہ　ولے ان درختوں میں جنمیں وہ ماہ
سر شام چھپ چھپ کے کرتا نگاہ

سر شام سے تا سحر لاکلام　سحر سے سہ پہری تلک غم سے کام　اسیطرح پکتا تھا سودائے خام　اسی ڈھب سے پہر دن سے کر مدام
اسی چھاؤں میں بیٹھ کرتی تھی شام

پس شام شب بھر تڑپتا ادھر　بھڑک کر ہلک کر وہ کرتی سحر　سحر سے سہ پہری تلک بے خبر　گیا اسطرح جب مہینا گذر
کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر

اور اس کا یہ ماں جی اچٹنے لگا　اور اسکا بلا روز کٹنے لگا　اور اسکا کلیجہ سا پھٹنے لگا　اور اسکا ادھر رنگ کٹنے لگا
جگر خون ہو مژگاں پہ بٹنے لگا

فراق غم درد نایاب میں　تڑپتی تھی یہ بزم اصحاب میں　غم و درد تھے اسکے احباب میں　لگی رہنے تپ جان بیتاب میں
لگا فرق آنے خور و خواب میں

نظر شک ہونی ڈوبنے لگا ہر اک دیدہ طوفان رونے لگا
شہری عمر صحرا میں کھونے لگا محبت کا سودا سا ہونے لگا
جنون تخم وحشت کا بونے لگا

دکھایا یہ آخر کو الفت نے ڈھنگ کہ ہانا سہم پینی ہوا تنگ
رخ شرم سے اڑگیا صاف رنگ سپر کرنے لگا پاس ناموس ننگ
لگی عقل اور عشق میں ہونے جنگ

لگی کرنے بینائی آنکھوں کو کور سخن کی زبان ہوگئی کام چور
ہوا جسم بے حس تھکی پور پور خموشی اٹھانے لگی دل میں شور
جتانے لگی ناتوانی بھی زور

وہ چہرہ جو تھا رشک بدر منیر سراپا تھا جس جسم کا بے نظیر
ہمہ تن بدن ہو گیا ہے حقیر یہ احوال دیکھ اسکا دخت وزیر
لگی جل کے کہنے کہ بدر منیر

سمجھ تجھسے لقمان سیکھے وقوف فلاطون بھی آئے تو وہ بے وقوف
وقوف آکے خود پائے تجھسے وقوف تو وہ ہی کہ سب کے تئیں دے وقوف
کہ ہر جی گیا تیرا اسے بے وقوف

عبث اس سے ڈالی تھی الفت کی ریت تما محبت میں کی ہار جیت
تو اب بیٹھی پی کر جو گاتی ہو گیت مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

جو آئے ہنسے بولے بیٹھے ذرا لیا ہوش سیج پا تجھ سے دل لگا
جو قابو چلا اپنا مطلب کیا ارے چار دن کے یہ ہیں آشنا
ملا دل کو آخر کرینگے جدا

بھلا مرد وے سے تمہارا دل لگا خوشی کر عبث غم میں ہو دی پنا
سمجھ لے ہوا مان کہنا مرا ارے چار دن کے یہ ہیں آشنا
ملا دل کو آخر کرینگے جدا

کہاں منہ سے ہاں اور کہاں تک ہیں یہ نہ یہاں کے ہیں نے یہاں کے ہیں یہ
ٹھکانا ہے یہ کیا یہیں کے ہیں یہ گئے آسمان گہ زمین کے ہیں یہ
جہاں بیٹھے جا بس وہیں کے ہیں یہ

عبث تو نے الفت کا کھیلا جوا نہ پوبارہ دیکھے یہ سمجھی دوا
سمجھ کر چل اب چال اور اک سوا تو بھولی ہے کس بات پر ایسے بوا
خبر لے دوانی تجھے کیا ہوا

جو الفت کا کوئی کہیں دم بھرے تو ہر دم رہے اوسکے ویسے ورے
یہ کیا یہ ورے اور وہ کوسوں پرے سنو جانی اپنے پہ کوئی مرے
تو دل پہلے اپنا بھی صدقے کرے

جو تم اسکی اور وہ تمہارا نہو برا یہ چلن ہے کچھ اچھا نہو
محبت بھی کچھ اوسکو ہو یا نہو اگر آپ پر کوئی شیدا نہو
تو پھر چاہیئے اوس کی پروا نہو

محبت نے اوس کی ستم یہ کئے کہ بھر بھر کے جام الم تو پئے
اسے تیری کیا تو مرے یا جئے وہ خوش ہوگا اپنی پری کو لئے
عبث اوس پہ بیٹھے ہو تم جی دیئے

سمجھ ہے تمہاری بتاؤ کدھر نہ لی اوس نے ابتک کبھی کی خبر
نہیں وہ اڑاتا تو ہوگا مگر تمہاری اسے چاہ ہوتی اگر
تو ابتک نہ آتا وہ تمکو نظر

کیا ہے عبث تجھنے تن کو حقیر ہمنشیں ہا ہیں تمہیں سب خیر و کبیر
یہ باتیں ہوئیں جب تو کچھ دلپذیر لگی کہنے تب اسکو بدر منیر

کہ سنتی ہے اے میری دختِ وزیر

ترا ہے شباب اور نہیں شیب ہے ۔ ترے منہ میں کچھ جیب کیا جیب ہے ۔ یہ غیبت گنہ بے شک و ریب ہے ۔ کسی کی بدی تو نکر عیب ہے
کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے

ذرا ہوش میں آکے سن میری بات ۔ یہ باتیں مری عقل کے ہیں نکات ۔ سلامت رکھے اسکی مولا حیات ۔ وہ اپنے دلوں سے تو ہو یکذات
ہوئی او سپہ کیا جانے کیا واردات

ادہر کو جو تشریف لایا نہ وہ ۔ مجھے اپنا جلوہ دکھایا نہ وہ ۔ سبب کچھ نکچھ پیش آیا نہ وہ ۔ ہوا قید یا آنے پایا نہ وہ
گئے اتنے دن اب تک آیا نہ وہ

کہے بات عاقل سمجھ سوچ کر ۔ تری عقل بخسم النساء ہے اگر ۔ میں غلطاں ہوں اس فکر پیچ پر ۔ کچھہ اتنا اس کا ہے ڈر
پری لے نہ سنی ہو نہ یہاں کی خبر

پڑی ہو نہ بحث عمرو اور زید میں ۔ رکھا ہو نہ شاید کسی کید میں ۔ ہوا ان بتوں کا کہیں صید میں ۔ نہ باندھا ہو اسکو کسی شید میں
کیا ہو نہ اُس کو کہیں قید میں

بھری ہو کدورت دل صاف میں ۔ نہ فرق آ گیا ہو ئے الطاف میں ۔ غضب بحث میں لام و رکاف میں ۔ پری نے کہیں طیش کہا ان میں
دیا ہو نہ پہینک اُسکو کوہ قاف میں

بُری آنکھ سے دیکھا بالا نہو ۔ اُس اچہرے کو آگے ٹالا نہو ۔ کہیں وہ بلا کا نوالا نہو ۔ پرستان سے بھی نکالا نہو
کسی دیو کے منہ میں ڈالا نہو

یہ کہہ ایسی روئی کہ دریا بہے ۔ لگے آہ کھینچی ہوئی چپ گئے ۔ بندہی ہچکیاں جاتی ہی وہ کہے ۔ نہ ملنے کے دکھ اسکے سب میں سہے
بھلا اپنے جیسے تو جیتا رہے

لگی اسقدر درد و غم کی چپیٹ ۔ کلیجہ کو تھام اور پکڑا اپنا پیٹ ۔ وہ پڑا و کھٹا او دامن لپیٹ ۔ گئی منڈ کری مار آخر کو لیٹ
چھپر کھٹ کے کونے میں سو پہنچی

دنیا خواب ہے خواب میں خیالی خواب دیکھنا بادلی بدر منیر کا بے نظیر کی چاہ میں نالے لے جو فرصت ندی تو مانند حباب دریائے اشک میں پہ کر شکل ماہی بے آب مشغول ہو ہی آہ آہ میں اور بے نظیر مضمون کا چاہ طبع میں مقید رہنا اور خامہ دوربین کا جوگن بنکر ادا سا کرنا واسطے تلاش مضامین بے نظیر کی سیاحی پر دل دہرنا اور قریب مقصد سے حیرت منتشر کرنا

خموشی کے پردے میں ظاہر غزل ۔ جو پوشیدہ ہو راز سب جا کھلا ۔ مثالی ہو یا مدعا شہر تل ۔ پلا ساقیا جام جم سے وہ مل
کہ غائب کا احوال حاضر ہو کل

سکندر کا آئینہ کہا جاے جل ۔ جو ہیں غیبی ہوں وہ جائیں کہل ۔ ہو الہام شیشے کی آواز قل ۔ پلا ساقیا جام جم سے وہ مل

کہ غائب کا احوال حاضر ہو کل

ہر اک جرعہ دکھلائے شکل نہال معانی سے صورت روان کی غزل خرابی کا اکدن خراب ہو گا حال کسی سے تو آ کام فرخندہ فال

کہ آخر یہ دنیا ہے خواب و خیال

ہے اس جام کا تجھسے میرا سوال جو مستقبل کا کھلے دل پہ حال تغافل نکر یہ کدھر کو خیال کسی سے تو آ کام فرخندہ فال

کہ آخر یہ دنیا ہے خواب خیال

ہوئی غم دل کے احوال مین گھر آنسوؤن کے ملے لعل مین عقیق یمن اشک دنبال مین ذرا آنکھ جھپکی جو اس حال مین

تو دیکھا پھنسا اوس کو جنجال مین

گئی سمیر کو روح پر اضطراب کہ تا حال سے اسکے ہو بار یاب یکایک نظر آگیا کیا حساب قضا نے دکھایا عجب اسکو خواب

کہ دشمن نہ دیکھے یہ حال خراب

گیا ہے کہان اسکو لیکر قلق جہان عالم ہو کا لطم لق و دق یہ بیتاب مضطر جگر سینہ شق جو دیکھے تو صحرا ہے اک لق و دق

کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق

نہ گل ہے نہ نخل گلستان ہے نہ سایہ نہ جن ہے نہ شیطان ہے نہ دانا نہ غول بیابان ہے نہ انسان ہے وہان نہ حیوان ہے

فقط اک کفرستِ میدان ہے

وہ میدان ہے یا سایہ گیسون نہ آئے نظر وہان بدن کاروان ابھی گی کران قافلہ نوجوان گر ہیچ میان دیکھے ہر اک گمان

کہ اٹھتا ہے آہونکا دانہ دھوان

وہان تک پہنچاہی منزل کڑی کہ ہے سنگِ رہ اس کو مشکل بڑی یہین ورد کیا دیکھتی ہے پڑی کنوئین کا ہے منہ بند اوس پر پڑی

گئی لاکھ من کی ہے اک سل پڑی

لگا شوق کی کان کو وہ حقیر لگی سننے اس نیم جان کی صفیر یہ آواز اوسے سمجھ ہوئی گوش گیر صدا وہان سے آتی ہے یہ منیر

تیری چاہِ غم مین ہوا ہون اسیر

مری جان اب تو کہان مین کہان تو وہان مضطرب اور مین بیتاب یہان کہان تیرا پایا اور کجا یہ گمان مین بہولا نہین تجکو اے میری جان

کرون کیا کہ ہے مجھپہ قید گران

گران قید مین گو پھنسی جان ہے ہر اک وقت آفت کا سامان ہے تری شکل آنکھون مین ہر آن ہے پر اس قید مین بھی ترا دھیان ہے

فقط تیرے ملنے کا ارمان ہے

تو مہمان دم بھر بلاے مجھے تو پاس اپنے دمبھر بٹھائے مجھے تو جام توصل پلائے مجھے تو اپنی جو صورت دکھلائے مجھے

اور اس قید غم سے چھڑائے مجھے

تمنا ہے مین تیرے گھر مین رہون شرابِ توصل کا ہر دم پیون یہ ہے آرزو اور اب کیا کہون تجھے کاش اس وقت مین دیکھ لون

جیون مین اگر تیرے آگے مرون

مجھے زندگی دم بدم ہے محال کہان تو کہان مین یہ آشفتہ حال وہ ہے ہوا اور پھر وہی حال و قال ولیکن یہ ہے خام میرا خیال

نہین وصل ممکن بغیر از وصال

گیا سر سے پا تک ہیں یکسر بدل　مری زندگی میں پڑا ہے خلل　طرح اشک کی جاؤنگا پل میں ڈھل　کوئی دم کا مہمان ہوں آجکل
اسی چاہ میں جائیگا دم نکل

محبت میں تیری ہوا ہوں اسیر　گھلا جسم بالکل پڑا ہوں حقیر　وہ جب کہہ چکا سب قلیل و کثیر　یہ سن واردات شہ بے نظیر
جو چاہے کرے بات بدر منیر

نہ وہ شکل پھر وہی دکھائی اُسے　جو تھی دل میں لب پہ تو لائی اُسے　کہاں اپنی جی کی بتائی اُسے　یہ ہرگز میسر نہ آئی ادست
قضا نے نہ اوسکی سنائی اُسے

کیا خواب میں دیکھکر شور و غل　تڑپنے لگی خاک پتی میں رُل　اسی اضطرابی میں کھا بیٹھی جل　یکایک گئی آنکھ اتنے میں کھل
بھرے اشک رخسار پر آ کے ڈھل

جو جاگی تو یاد آیا انداز وہ　وہ انداز اور اُسکا اعزاز وہ　اُس احوال سے آئی جب باز وہ　نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ
پڑی کان میں پھر نہ آواز وہ

وہ کیا کہتی احوال احباب سے　زیادہ تھی بیتاب سیماب سے　زلیخا کی مانند آداب سے　صدا اپنے یوسف کی سن خواب سے
اُٹھی باولی جان بیتاب سے

پریشان ہوئی پڑھ کے منہ شاہ بید　تھے آہوں کے تیروں سے سینہ میں چھید　اُٹھایا یہ جو کچھ محبت میں کھید　کہا یہ کسی سے نہ اُسنے یہ بھید
ولے جوں مہ صبح چہرہ سفید

لیا دل ہی دل بسکہ عشق و رنج　ہوئی مضطرب وہ لب نالہ سنج　جو رخسار گل تھے بنے وہ ترنج　ڈھلے منہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج
چھٹے چاندنی میں ستاروں کے گنج

وہ غم کے منہ پر پڑی بسکہ گرد　وہ گرمی کا عالم ہوا سرد سرد　چنبیلی وہ رخسار تھی جو ورد　وہ جوتا تھا چہرہ ہوا زرد زرد
سراپا ہوا شکل بادہ وہ قرد

بلا سے محبت میں گھٹنے لگی　تپش سے دل و جان لٹنے لگی　جگر میں کبھی آگ ہو کے اٹھنے لگی　زمیں آہ پنہاں سے پھٹنے لگی
تو منہ پر ہوائی سی چھٹنے لگی

وہ ابرو جو تھی ایک خونریز سی　وہ بڑی ظلم انگیز سی　نگہ بر ملا تھی جو خنجر تیز سی　مژہ وہ نکیلی جو تھی تیز سی
ہوئی اشک خونی سے گلریز سی

جو تھے رشک گلزار اُسکے عذار　خزاں نے کیا اُن کو مانند خار　سنہری تھیں نرگس کی آنکھیں جو چار　وہ بوٹا سا قد تھا جو شکل انار
نکلنے لگے اُس سے شعلے ہزار

ہوئیں گردشی میں رُل صورتیں　ہوئیں خاک پانی میں گھل صورتیں　جو تھیں اپنے نالے میں گل صورتیں　جلیں اوسکی آہوں سے کل صورتیں
ہوئیں سب وہ مٹی کی جوں مورتیں

غرض شعلہ ہیں عشق و حسن مبین　جلاتا ہے دل شعلہ آتشیں　جو کہ چھپانے سے چھپتی نہیں　چھپایا بہت اُسنے پر ہمنشیں
چھپانے سے آتش چھپی ہے کہیں

بہت ناز میں ناز سے پالتے تھیں　با اکرام و تشریف و اعزاز تھیں　بڑی دل لگی میں جو پل بار تھیں　خواصیں کئی وہ جو ہمراز تھیں

بڑی خدمتوں میں سرافراز تھیں

مخاطب ہوئی اُن سے وہ بیتاب　کہا خواب میں دیکھا حالِ خراب　وہ تھی اپنی حالت میں پُر اضطراب　کہا اُس نے رو رو کے احوالِ خواب
رولایا انھیں پڑھ کے غم کی کتاب

کتابِ غمِ خواب تھی پُر ملال　ہر اک فقرہ اندوہ و غم کا مآل　جب افسانہ ہوا حال پُر اختلال　سُنا پھر تو نجم النسا نے یہ حال
ہوئی بیقراری تب اُسکو کمال

کہا اُس سے ہرگز نہ خاموش رہ　سُنایا کہ تو خود ہے دُرِّ بے بہا　نہ وہ دل لگی ہے نہ وہ چہچہا　لگی کہنے تب آپ آنسو بہا
ترے واسطے میں نے اب دکھ سہا

بس اب بہرِ خدمت سنبھلتی ہوں میں　بس اب شکل سایہ کے ڈھلتی ہوں میں　بس اب روپ اپنا بدلتی ہوں میں　بس اب ہجر میں جان نکلتی ہوں میں
اُسے ڈھونڈھ لانے کو چلتی ہوں میں

جو شامل خدا کا ہے فضل و کرم　تو مقصد کو جلدی پہنچتی ہوں ہم　اگر زندگی ہے خدا کی قسم　جو باقی رہا کچھ مرے دم میں دم
تو پھر آکے یہ دیکھتی ہوں قدم

جو ہر بات در پیش شاید کوئی　ملی مجھسے زیر و زبر کی دوئی　اگر جیتی آئی تو بہتر اجی　وگر مر گئی تو بلا سے تری
تو یہ جانو مجھ پہ مصیبت ہوئی

غرض شاہزادی بہت تھی خلیق　خلیق و رحیم و رفیق و شفیق　ہے دریا جو تیرنے کو ہے عمیق　کہا شاہزادی نے سن اے رفیق
ہوئی میں تو اس چاہِ غم میں غریق

جو میری خاطر پریشان تو　سفر کے لئے کر دیکھ سامان تو　ارے سن تو میرا کہا مان تو　بھلی چنگی اپنی نہ کھو جان تو
کہ ہے وہ پری اور انسان تو

کدھر جائیگی اے مری مہربان　کہاں وہ پرستان اور تو کہاں　کدھر ہے پری کچھ پتا کچھ نشان　رسائی تری کیونکہ ہوگی وہاں
مجھے بھی ندامت ہے تجھ سے بیان

ڈبوتا ہے ہر دم مجھے غم کا شط　ہے مواج تا دم ستم کی نمط　شتابی ہے تو تیر کی کی نمط　میں جلتی ہوں اس آہ سے ہی فقط
کہ ہوتا ہے تجھسے مرا غم غلط

ادھر جا سے تو میں کدھر جاؤنگی　میں کر دوں الم سر پہ دھر جاؤنگی　میں طے زندگانی کو کر جاؤنگی　وگرنہ میں رک رک کے مر جاؤنگی
اسی طرح جی سے گذر جاؤنگی

گیا وہ تو پہلے سے اب تو نہ جا　گئی تو تو میری گیا دل گیا　سمجھتی نہیں تو تو نجم النسا　کہا اوس نے کیا کیجئے پھر بھلا
پڑی ابتو پیچھے ہی سر پہ بلا

نہ تو دل لگی ہے اول قول　ہے جب رابطہ کیسا پھر فعل و قول　کہاں آگرہ اور کجا نار نول　میں اس عشق کا یہ سمجھتی تھی ڈول
ترے غم سے آنے لگا مجھکو ہول

تجھے کب وہ دلدار پیارا نہیں　جدائی کا دم بھر سہارا نہیں　دل آئینہ ہے سنگِ خارا نہیں　تجھے دیکھتا یوں گوارا نہیں
اس اندوہ کا مجکو یارا نہیں

یہ کہہ اور رونے لگی زار زار یہ کہہ اور چلائی وہ ڈاڑھ مار یہ کہہ اُس نے دریا بہائے ہزار یہ کہہ اوس نے رو رو اُتار اسنگار
کیا اپنی پشواز کو تار تار

دوپٹہ کو پرزے کیا سربسر وہ دامن کے لتّے اڑائے اُدھر کیا چولی کا پارہ پارہ جگر گریبان کو مثل گل چاک کر
دیا خاک پر پھینک ادھر اُدھر

اُداسی سے جب حال ہوا کچھ یہ اِس تو سمجھی وہ کچھ جی مین کرکے قیاس بلایا خرد ہوش دونو کو پاس پھر آئے جو کچھ اُس کو ہوش و حواس
سجا تن پہ جوگن کا اُس نے لباس

تملق کی باتون سے دل اُکتالیس کہ شیشہ ہے نازک نہ لگ جائے ٹھیس یہی جی مین تھا تاکہ بس چھوڑ دیس پہن سیلی اور گیروا اوڑھ کھیس
چلی بن کے صحرا کو جوگن کا بھیس

کیا جوگ کا جمع سامان مگر طلب کر سمندر سے کتنے گہر وہ آتشکدے مین دہری یکدگر کئی سیر موتی جلا راکھ کر
بھبوت اپنے تن پر ملا سربسر

وہ آیا ہوا تھا بنا قاف کا ہر اک تار تھا اُدمین انصاف کا تو لایا سلا کر جو نداف کا پہن ایک لہنگا زری باف کا
وہ پردا سا کر اُس تن صاف کا

کچھ اک اُس شکم کی چھاتی کو باندھ ذرا سا سر بے ثباتی کو باندھ بہر حال اعضائے ذاتی کو باندھ زری کے دوپٹہ سے چھاتی کو باندھ
بدن کو چھپا اور گاتی کو باندھ

لگی شان اوسکی بھی شان مین نکلنے لگی آن ہر آن مین جواہر ہیرے کا تھا اُسکان مین زمرد کے مندرے لگا کان مین
کہ جون سبزہ گل گلستان مین

بنا لیے بازو کے لعلون کے تئین بنا حلقے ہیرے کے بالون کے تئین غرض جمع کر سب خیالون کے تئین گلے ڈال موتی کے مالون کے تئین
پریشان کر اپنے بالون کے تئین

ستارے سے سلمہ کو بلوا لیا فلک سے کرن آفتابی منگا کیا جمع سامان منقش کا زری کا بنا حلقہ سر پر رکھا
کیا سنبلستان کو جگمگا

کبھی زلفین کاکل سے بس جوڑ دین کبھی جوڑ دین اور کبھی توڑ دین بہم غم مین دو ناگنین بوڑ دین لٹین دیکھکے بلا دوش پر چھوڑ دین
دو ناگین سی شبدیز کی موڑ دین

بلانے کو ساقی لئے کر کے جلال صراحی سے ساغر مین کہا نکال نظر آگئی جگجو پری مثال مے غم سے آنکھون کو کر لال لال
رکھا چشم مین خون دل کو نکال

کئے جمع یاقوت آنکھون سے ڈھال بس اک مالا کے مال سے نالال گلے مین وہ ڈالی سن اوپر جال زمرد کی ثمرن کو ہاتھون مین ڈال
اور اک بین کاندھے پہ اپنے سنبھال

جو جوگن بنے کا ارادہ نخست شکستہ دلی سے کیا سب رست زیارت سے کر کے بہت شو و شست جو منکے تھے منکے انھین کر درست

پہن اپنے موقع سے چالاک و چست

کرانڈون سے آراستہ سر تا بدن
ملی اکہہ دے منہ پہ تا بتن
تو رخصت ہوی کر اپنے سب گہر سے تن
چلی بن کے جوگن وہ باہر تنتن
دکھاتی ہوئی چال ہر ہر تنتین

جبین پر ہو چین دلمین ہو گر ملال
جو چین ہو غم تو ہو چہرہ پہ ڈال
جو باطن غمی ہو تو ظاہر کلال
تپ سوز دل کا عیان منہ ہو چال
اڑاتی چلی اپنی آہون سے رال

سکندر کی بہی روح حیران ہو جہان
عجب شعشعہ کی ہو صورت عیان
کہان وہ صفائی کی یہ خوبیان
اُس آئینہ رو کا کرون کیا بیان
صفا اُسکہ سے اور جمکی دہان

غبار سے کہ بورا دے روشن نشان
چو مہتاب یکچند حیران بماند
بو صفش فلک تیر اختر فشاند
کرے حسن کو کسطرح کوئی ماند
چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند

چڑہے گو کہ الفت کی ہے بن پیچ
تو پردے پہ لے اختفا سب لئے
زبس اپنی پوشیدگی کیلئے
چھپانیکے سانگ اُس نے جو جو کیئے
غرض حسن نے اور جلوے دئے

یہ بجلی وہ مہتاب ہے شب پتنگ
وہ خورشید اور یہ کرن کی جہلک
تجلی گئی عارض حور تک
وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک
شب تیرہ مین کہکشان فلک

سراسر بدن پر بہبوت اب ملے
وہ گاتی وہ انگا بدن پر دہرے
اور آرائش تکیے پہ پکے پرے
زری کا وہ حلقہ سر اوپر دہرے
کہ شب مین کوئی جون بہنچی کرے

وہ حسن اور انداز جوگن بنا
وہ سیلی وہ ماتہے پہ قشقہ کہنچا
یہ سامان جب سب مہیا ہوا
زمانے کو بہائی جو اوسکی ادا
تو اس رات پر دنکو صدقے کیا

پہر اسمین جو چہرہ پہ اُٹہے آگ تب تاب
لگن سے بچارتی وہ پڑہتی کتاب
کتاب اوسکی دے خدا اسکو جواب
کرے جو کہ تقویم دل سے حساب
سکے سینہ مین گیا آفتاب

بلا کالی بدلی گہری آن کر
چمک برق کی طرح ہے اگر
وہ انداز یکا سیہ مو پہ
یہ برق اور یہ ابر سیہ ہے اگر
تو دامان عشاق ہو وینگے تر

سیہ و سپہ ابروئے شوخ و شنگ
سفیدی وہ دندان کی ہیرے ہون تنگ
اداہٹ وہ مسی کی قاتل اہنگ
گلابی ہے وہ نرگسی شوخ رنگ
بہرا جبین لالا کے لالے کا رنگ

سوا اُسکے توصیف او راب سلون
وہ سامان تیار سب جو نکا تون
بیان کر گیا یونسے یون ونسے دلنا
وہ قشقہ کہنچا سرخ ماتہے پہ بیدلن
پڑے نور پر لعل کا عکس جون

جبین اور وہ قشقہ جو ہو روبرو
شفق اور مہ کو رکہو ایک سو
یہ کہتا نہین ہون کہ مین او رتو
ادا اوسکی دیکھے جو عاشق کبہو
تو رو یا کرے آنکہہ سے وہ لہو

کرون اوسکی تعریف جو مین بجا
یہ ہر تار رودار سن واہ وا
بہت دور مینی جو کی بیتے آ
یہ بین اوسکے کندہے پہ ہی خوشنما
چلے جون کوئی مست شیشہ اُٹہا

فقط کچھ نہ صورت مین مہنگی تہی وہ　حقیقت مین سیرت مین مہنگی تہی وہ　یہ سچ ہے کہ قیمت مین مہنگی تہی وہ　دیار محبت مین مہنگی تہی وہ
نہ تہی بین عشرت کی بہنگی تہی وہ

طنبورے ہون بین کے سنگ کے　وہ بین غیر قانون منہ چنگ کے　یہ بین قمقمے ہون نہ ہنگ کے　نہی بین تہے قمقمے رنگ کے
دیا تہی سبو بجرا آہنگ کے

ان آرائشون سے وہ جوگن پہلی　کلی گل کی پشواز کی ہر گلی　چلی کہتی ہر ہر خفی و جلی　سو وہ بین کاندھے پہ رکھ یون چلی
کہ لاوے کوئی جیسے گنگا جلی

بڑی بین کار اور نہایت عقیل　بڑی ہوشمند اور اہل دلیل　ہر اک لہر تہی بجر نے قال و قیل　ہر اک تار تہا بین کا رود نیل
وہ تہی ہند کی راگ کی سلسبیل

لیا کسکی الفت مین اسنے یہ جوگ　لگائیگا کون ایسی جوگن سے بجوگ　یہ ہنڈی خدا جانے ہے کسکے جوگ　نہ عاشق ہوئی اوسکے عالم یہ لوگ
دنوا نہ ہوا جوگ دیکھ اوسکا جوگ

نئے رنگ سے اور نئے ڈہنگ سے　نئے ڈہنگ سے طرز آہنگ سے　اُسے دیکھ عاشق ہوئے دنگ سے　بنی جبکہ جوگن وہ اس نگ سے
لگے پہوڑنے دوست سر سنگ سے

رہی مل کوئی اُس سے کونے لگی　کوئی غم مین جیکو ڈبونے لگی　کوئی سوتی رو رو پرونے لگی　یہ رخصت جو اسطرح ہونے لگی
تو وہ صاحب خانہ رونے لگی

کوئی یون ملے اور کوئی وون ملے　کوئی گل ملے کوئی برسون ملے　گلے غیر سے بس کوئی کیون ملے　وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے
کہ جسطرح ساون سے بہادون ملے

ہوئین اسقدر ملکے وہ اشکبار　خجل ہو گیا دیکھ ابر بہار　یہ روئین کہ بہنے لگے سب بجار　یہانتک بندہا اُن کے رونیکا تار
بہے پہوٹ دیوار و در ایکبار

جدائی کی تہی کسکے دل کو سہار　بہرے اشک سے سب نے جیب و کنار　پہر آخر کو ناچار ہوا ایکبار　نہ دیکہا کسی نے جو کچھ اختیار
کہا حق کو سونپا تجہے لے سدہار

کہین آئینہ پر ہے پانی پڑا　دیا اُسنے ٹیکا دہی کا لگا　کوئی بولی چلا کے سن اے اُبوا　چلی جسطرح بیٹہہ اپنی دکہا
اسیطرح دکہلا ہمین منہ پہر آ

وہ بولی کہ تکلیف اُٹہاتی ہو نہین　ہوا شہر جنگل کی کہاتی ہو نہین　مین مرتی ہون یا جیتی آتی ہو نہین　کہا اُسنے خیر اب تو جاتی ہو نہین
جو ملتا ہے تو اوسکو لاتی ہو نہین

مرا حال اسطرح دیکہا سُنا　یہ کانون نے جو کچھ سنایا سنا　مین سب کچھ سنا کیا کہا کیا سُنا　تمہین بہی خدا کو مین سونپا سُنا
مرا بخشیو تم کہا اور سُنا

ہوئی وقت رخصت کے باتونکی توڑ　یہ باتون کی توڑا اور باتونکی جوڑ　غرض آبلے دل کے آپسمین پہوڑ　جدا ہو کے القصہ رو تونکو چہوڑ
چلی اپنے گہر بار سے مُنہ کو موڑ

خبر اب نہ کچھ جان بیکل کی لی　نہ کچھ آج کی اور نہ کچھ کل کی لی　یہ مل بل پہ تہا جو کہ لی بل کی لی　نہ سدہ بدہ کی لی اور نہ جنگل کی لی

نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

کچھہ اک لب پہ آہین کچھہ اک لبین پہ درد   کچھہ اک جبین گرمی کچھہ اک جان سرد   وہ آنکھین تو سرخ اور منہ زرد زرد   لئے بین پہرتی تہی صحرا نورد
تنِ چاک چاک اور رُخ گرد گرد

خضر جائین مل جن سے رستا ملے   ہے جویندہ یابندہ اچھا ملے   کہ شاید ولی کوئی پورا ملے   کہ شاید کوئی شخص ایسا ملے
کہ جس سے وہ شیدا کا شیدا ملے

جبین اُسکی اک موج دریا کہین   گر موج دریا ہے مانی تہی جبین   ہو شہرِ ختن یا خطا کی زمین   جہان بیٹھ کر وہ بجاتی تہی بین
تو سُننے کو آتے تہے آہوے چین

اگر ہاتھ سے اُسکے لہرا بجا   تو اک سانپ سا دل پہ لہرا گیا   سنبھل کر کسی دشت مین ایکجا   بجاتی وہ جوگن جہان جوگیا
وہان بیٹھتی خلق دہونی رما

چرند اپنے دل سے لگاتے تہی گوش   پرند آتے تہے بولتے پوش پوش   نہ انسان ہی کے فقط اُڑتے ہوش   اُسے سُنکے آتا تہا صحرا کو جوش
صدا سے درختون کو آتا خروش

وہ ہر ہر جو کرتی تہی دل ہی پکار   تو سُن سُنکے دل ہوتے تہے بیقرار   جو ہنستی پڑے پہول جہڑتے تہے بار   گل نغمہ جو اُس سے گرتے ہزار
تو لیتا وہین دشت دامن پسار

جو بیٹھے بچھا مرگ چھالا کا تخت   تو بولی یہ آیا کہان مجکو بخت   بجاتی جہان بین جی کر کرخت   کہین حلقہ حلقہ کہین تخت تخت
کہڑی ہو گئے گرد اوسکے سُنتے درخت

وہ خود ڈولتی تکتے ہر فن کی بین   سُنے آکے ناگوش دُشمن کی بین   وہ بن بن بجاتی تہی تن تن کی بین   بجاتی تہی جون جون وہ بن بن کی بین
خس و خار سُنتے تہے بن بن کے بین

جو بوٹی جڑی تہی کہڑی اُڈ پڑی   تو سُننے کو بلبن آ زمین مین گڑی   نگہ جا کے اسجا پہ جسدم لڑی   نظر جو کہ پڑتی تہی بوٹی جڑی
ہر اک، عالمِ شوق مین تہی کہڑی

بجاتی تہی بیٹھی ہوئی بین کبہی   دو ودام سُننے کو آتے جبہی   ہوئے جمع آ آکے یکسر تبہی   تماشا نہ دیکھا تہا جو یہہ کبہی
درو دشت غش ہو پڑے تہے سبہی

جو اُس راہ سے ہو کے نکلا ذرا   تو سُن ہو گیا دیکھہ وہ ماجرا   سوا اُسکے دیکہو تعجب کی جا   یہان تک کہ رہ مین جو تہے نقشِ پا
وہ بیٹھی تہی کان اپنے اودہر لگا

نوائے چکاوک صوت ہزار   صدا پر تہے اوسکے تصدق ہزار   کہڑی کہہ رہی تہی یہ سوسن پکار   گلِ نغمہ تر کی نہی یہ بہار
کہ صحرا کے گل اوس کے آگے تہے خار

صدا مین کی اپنے کانون مین لے   نہ بدلی کی آنکھون سے آنسو ڈہلے   نہ تالاب ہی تہل رہے تہی بلے   نہ پانی ہی سن شور اوسکا چلے
کنوئین کے بہی دل مین اُٹھے ولولے

نہ ندی نے نالے کئے تہے کبہی   نہ جہیلون نے جہیلا بہت دُکھ سہے   ٹپک کر فقط اولتی کیا کیے   نہ چشمے ہی کچھہ آبدیدہ رہے
گریبان کر چاک دریا بہے

ہوئے جمع آ طائر شام و روم　بہر او جد مین انکا سب عالم و دم　تصدق وہ ہوتے تہے ہاتہونکو چوم　ہوا بلبل و گل کا یہانتک ہجوم
کہ گرتی تہین وان ڈالیان جہوم جہوم

ہر اک نوع کا جب ہوا ازدہام　تو آپس مین بولنے لگے ہم کلام　یہ کیا تار پر انگلیونکا ہے دام　تحیر کا تہا وان ہر اک کو مقام
زبان کا نکلتا تہا ہاتہون سے کام

وہ تکلیف دی جان بیکل کے تئین　لگاتی تہی دل آج اور کل کے تئین　کہلاتی گل تازہ پل پل کے تئین　چمن کرتی پہرتی تہی جنگل کے تئین
بساتی تہی جنگل مین دنگل کے تئین

ادا ایک ہو اسطرح ہے طلسم　جو ہے آج جوگن کے دم سے طلسم　یہان ہے زبان قلم سے طلسم　یہ ہر جا پہ تہا اسکے دم سے طلسم
بندھا تہا اسی دم قدم سے طلسم

روشنائی کا ہر نقطہ دانۂ تسبیح سلیمانی ہے سب کے کار مشکل مین کس ترکیب کی حکمت سے آسانی ہے تختۂ کاغذ پر تختِ پرین بناتا ہون شاہد مدعا کو اوس ہوا مین اوڑا کر لاتا ہون آنا فیروز شاہ شاہزادہ جن کا پھر بین کی آواز اوس کے گوش زد ہونا اور آکر محو ہونا جوگن کی چشم پرفن کا

کہان جام مے اور کدہر مے گسار　کہان سے پرستان عالی وقار　کہا شیشہ ساغر سے خوشگوار　کدہر ہے تو اے ساقی گلعذار
کہ صحرا سے اب دل ہوا خار خار

عجب ہے فضاے چمن کی بہار　عجب گل تر و تازہ ہین آبدار　عجب نغمہ سنج عندلیبان زار　کدہر ہے تو اے ساقی گلعذار
کہ صحرا سے اب دل ہوا خار خار

ہیں نہر چمن مین ہون مثل حباب　مری زندگی صورت موج آب　ذرا آنکہ میکدہ عالی جناب　کوئی پہول سی دے شتابی شراب
کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

یہ پژمردہ ہو گا گل آفتاب　قلم ہو گا دم بہر مین سارا گلاب　تو اس بے ثباتی مین اے جناب　کوئی پہول سی دے شتابی شراب
کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

تو آیا ہے جمشید کے پاس ہو　مجھے تو بجائے بلیناس ہو　اگر اب حکمت کا کچھ پاس ہو　وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو
کہ جینے کی بیمار کو آس ہو

جو تھا علم خدا کو یہ منظور بہت　کہ پیدا کرے مظہر مصطفیٰ　تو پہلے دو عالم کو پیدا کیا　مسبب کے اسباب دیکہو ذرا
کہ قدرت مین اوسکی ہے کیا کیا بہرا

ارادہ جو رکہے قدر اور قضا　کسی امر کا واقعہ ہو سبا　تو پہلے سبب [illegible]　مسبب کے اسباب دیکہو ذرا
کہ قدرت مین اوسکی ہے کیا کیا بہرا

جو چمکایا ہے نور رخسار یار　تو تاریکی زلف کا ہے شعار　بہم سایہ و نور کی ہے بہار　[illegible]

بنائے ہین اوسنے یہ لیل و نہار

گل و خار دونو کئے ہین رقم قضا نے یہ قدرت کا لیکر قلم بلندی و پستی ہین سب اہین ضم جہان مین ہے اندوہ و عشرت بہم

کہین صبح عیش و کہین شام غم

کہین رنج و راحت کا دستور ہے کہین خندہ و گریہ معمور ہے کہین نوش و نیش زنبور ہے دورنگی زمانے کی مشہور ہے

کہین سایہ ہے اور کہین نور ہے

مین خود ایک جوگن پہ جوگی ہوا گلے مین کفن پہن کر گیروا سو جوگن کا لکھتا ہون اب ماجرا قضارا سہانا سا اک دشت تھا

کہ اک شب ہوا اوس کا وان بسترا

یہ جوگن برو گن چلی منہ اوٹھا پڑی خاک تن پر بھبوت ہو گیا کہین چلتے چلتے نظر کیا پڑا قضارا سہانا سا اک دشت تھا

کہ اک شب ہوا اُس کا وان بسترا

اُٹھائی جو تھی بسکہ تکلیف رہ تو بیٹھی اک آرام کی پا جگہہ بچھی چادر نور تھی تہ بہ تہ وہ تھی اتفاقاً شب چاردہ

اولسے وہ بیٹھی وہان رشک مہ

جگہہ نور انور سے معمور تھی کہ گویا زمین عارض حور تھی اسی جا جم اور حق کی مشکور تھی بچھی ہر طرف چادر نور تھی

یہی چاندنی اوسکو منظور تھی

وہ میدان ہو کا یہ تنہا ادہر وہ ہر سمت گویا تھی نور سحر وہ ذرے چمکتے ہنسین برق پر وہ سنسان جنگل وہ نور قمر

وہ براق تھا ہر طرف دشت و بر

وہ روشن بیابان چمکتی سی ریت وہ ماہ درخشان چمکتی سی ریت وہ براق سامان چمکتی سی ریت وہ اُجلا سا میدان چمکتی سی ریت

اُگا نور سے چاند تارونکا کہیت

وہ ذرے زمین کے دمکتے ہوے گل چاندنی سب جھلکتے ہوے شگوفون کے تارے چمکتے ہوے درختون کے پتے چمکتے ہوے

خس و خار سارے جھمکتے ہوے

کیا نور نے آکے اس جا عبور شجر جتنے تہے سب وہ اشجار طور سیاہی ہوئی نور مین ملکے چور درختون کے سایوسے کا ظہور

گرے جیسے چھلنی سے چھن چھنکے نور

پڑے سایہ و نور کی آنظر دیا ظلمت شب مین نور سحر دیا یہ کہ رخسار پُر نور پر دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکھکر

ہوا نور د سایے کا ٹکڑے جگر

عجب ایک پتلی تھی کافور کی جھلک نور مین تھی عیان نور کی اندھیرے مین ہو جیسی بہت دور کی وہ صورت خوش آئی جو اس نور کی

دل اپنے پہ سایے نے منظور کی

تو اُس دشت پُر نور مین ہمنشین نہ تہا آدمی کا پتہ کچھ کہین اوسی جا پہ تنہا بہت سہم گین بچہا مرگ چھالیکو اوس لیکے بین

دو زانو سنبھل کر وہ زہرہ جبین

نکالا تہا محبت کے جو طوق مین تو تنہا بجا رہی وہ اس ہوق مین کبھی تحت مین اور کبھی فوق مین کدارا بجانے لگی شوق مین

لگی دست و پا مارنے ذوق مین

وہ نور قمر اور وہ سن سان رات　سوا ہچکیسی کون کرتا تھا بات　ہوئی شوق مین اک عجب واردات　کہ ارا یہ بجنے لگا اسکے ہات
کہ مہ نے کیا دائرہ لیکے سات

وہ جنگل وہ جوگن وہ ریگ روان　وہ گانے بجانیکا سامان وہان　وہ نقشہ وہ عالم کرون کیا بیان　بندھا اُس جگہہ اسطرح کا سمان
صبا بہی لگی رقص کرنے وہان

سمان اسطرح سے بندھا راگ کا　کہ ہر اک پڑا وجد مین لوٹتا　نسیم سحر کا تہا اک پتا　درختون سے لگ لگ کے بادِ صبا
لگی وجد مین بولنے واہ وا

عجب وقت تہا اور عجب دور یہ　سمان آبندھا کیا ہی فی الفور یہ　سمجھنے کی جا ہے نہ قع غور یہ　یہانکا یہ عالم تہا اور طور یہ
لتس اوپر مزا تم سنو اور یہ

زمانہ بدلتا ہے کس رنگ پر　چلی اودہر ہی کچہہ ہوا سر بسر　یہ ہے اتفاقات سے بیشتر　کہ تہا اک پریزاد فرخ سیر
جنون کے وہ تہا بادشہ کا پسر

سبب کیا نہین بات دور از خیال　کہ ہر دم مین کیا ہے یاد ذوالجلال　ہمایون مزاج اور فرخندہ فال　نہایت طرحدار صاحب جمال
برس بیس اکیس کا سن و سال

جوانی کے گلشن کا تازہ درخت　مسیحائی ہو جسم پر تحفہ رخت　جہانکا وہ دیکہے ہوے نرم و سخت　ہوا پر اڑے ہوے اپنا تخت
کسی سمت جاتا تہا فیروز بخت

روانہ ہوا تہا سوے سیر گاہ　وہ طے کرتا جاتا تہا صحرا کی راہ　نہی اور تو دل مین کچہہ اُسکی چاہ　وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر راہ
اُسے خلق کہتی تہی فیروز شاہ

وہ بیٹہا ہوا تخت پر تہا اوڑا　ہر اک سیر کو دیکہتا تہا سُنا　قضا و قدر نے کیا کام کیا　یکایک سنی بین کی جو صدا
وہان تخت لا اوس نے اپنا رکہا

وہ تہا اپنے عالم مین بے فکر بے شعور　نظر کیا گئی اُسکے نزدیک و دور　نگہ پڑتے ہی دل ہوا چور چور　جو دیکہے تو جوگن ہے اک شیک حور
کہ چشم فلک نے نہ دیکہا یہ نور

اڑی عقل اور ہوش یکسر گیا　وہ نور اوسکی آنکہون مین آبہر گیا　کہان گہر گیا آکے وہ گہر گیا　نظر کرکے حسن اوسکا غش کر گیا
تعشق کے عالم مین بس مر گیا

فقیرونکا ایسا کہان بہیس ہے　یہ سچ سچ کہ جہوٹا یہان بہیس ہے　نہان اور کچہہ ہے عیان بہیس ہے　یہ سمجہا بناوٹ کا کچہہ بہیس ہے
لگا کہنے جوگی جی آدیس ہے

لگا کسکی الفت مین تمکو یہ روگ　لیا واسطے کسکے ایسا یہ سوگ　کہین گے تمہین دیکہکر کیا یہ لوگ　پڑا تم پہ ایسا ہمو کیا بجوگ
لیا واسطے کسکے تمنے یہ جوگ

رسوئی بنالیوین کیا کہاؤگے　کہین بیٹہہ آرام کچہہ پاؤگے　کچہا پنا ٹہکانا بہی تبلاؤگے　کدہر سے تم آئے کہان جاؤگے
دیا اپنے ہم پر بہی فرماؤگے

کیا اُسنے آغاز کچہہ جانکر　نہ بولی نہ کی اسطرف کو نظر　محبت ہوئی اُسکے جی مین بہی پر　وہ سمجہی کہ دل اسکا آیا ادہر

کہ دل ہی تو رکہتا ہے دل کی خبر

یہ عشق اور حسن ایک کہٹراگ ہے   یہ سو راگ کا آپ بہراگ ہے   جہان دیکھو لاتا بڑا جھاگ ہے   حسن و خار ہے عشق حسن آگ ہے

سدا عشق اور حسن مین لاگ ہے

محبت کی ہے جس کے دلمین ہوا   جو ہو کوہ دے صورت کہہ اوڑا   یہ دونون کے نیرنگ ہین برملا   دلے راگ ہے اور آئمین ہوا

کہ دونون طرف آگ ہے لگا

محبت کی اوسکی جو دیکہی نظر   تو کچھ دلمین اپنے سمجھ سوچ کر   لگا لینے کے ڈہنگ سے پیشتر   کہا ہنس کے جوگن نے یہ بول بر

جدہر سے تو آیا چلا جا اُدہر

محبت سے بولے اُسے شاہ جی   کہ دلکو سدا دل سے ہے راہ جی   تو ہو طرز سے اوس کے آگاہ جی   کہا تب پریزاد نے واہ جی

بہت گرم ہین آپ اللہ جی

نہین کیا یہان سے دلکو اوٹہا جاؤنگا   تمہین ساتھ اپنے بٹہا جاؤنگا   نہ کچھ چکنی چپڑی سُنا جاؤنگا   نہ روکھی ہوا تنا بہلا جاؤنگا

ذرا بین سنکر چلا جاؤن گا

نہین اوسنے باتین یہ جوگن سے جو   تو سمجھی کہ دانا ہے یہ دیو تو   جو اب ایک تم ادمیت کا دو   کہا ہونے سو تو نسے اپنے کہو

فقیرون کو چہیڑو نہ بیٹھے رہو

بہت جا پردے پہ دیکمین محرم ہوے   بہت دل ہی مین شاد و خرم ہوے   کچھ اک جی ہی مین غم سے ہمدم ہوے   یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوے

اسی لطف مین یہ تو بیدم ہوے

ہے آیا مزا سامنے ریت مین   تماشا جو تہا سامنے ریت مین   بچھونا بچھا سامنے ریت مین   گیا بیٹھ آ سامنے ریت مین

رہا کہیت یہ تو اوسی کہیت مین

سہرا دل مین ایسا محبت کا جوش   جوانی کا لطے ہو گیا سب خروش   فراموش سب ہو گئے نا و نوش   رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش

بنا کل وہ جون نقش با چشم و گوش

کبھی اوس سراپا کی تزئین پر   کبھی اوسکی پوشاک رنگین پر   کبھی اوسکی اس طرز و آئین پر   نظر حسن پر گاہ گہہ بین پر

سراپا دل اُس لعبت چین پر

محبت مین ہووے گدا یا امیر   برابر ہین آئین صغیر و کبیر   مرا قول ہے اس جگہ دلپذیر   وہ جوگن جو تہی درد و غم کی اسیر

ہوا غم مین جوگن یہ بہی فقیر

ہوئی گرد یہان شان سب شاہ کی   گئی آبرو عزت و جاہ کی   کتان ہے محبت مین اُس ماہ کی   نہ سُدھ گھر کی لی اور نہ کچھ راہ کی

جب آیا ذرا ہوش تو آہ کی

رہے دمبدم منہ پہ آنسو ٹپک   نہ پل بہر کو جہپکی پلک سے پلک   رہا تکتی باندہ صورت کو تک   بجاتی رہی بین وہ صبح تک

یہ رو آگیا سامنے بیدھڑک

جب اٹہین وہ انگلیون کا شمار   وہ تارون کی پیوستہ باہم قطار   نکلنا وہ حرفون کا تارون سے یار   اِدہر تار پر بین کی تہی بہار

بندہا تہا اُدہر اوسکے رونے کا تار

بجی ہین شب بہر عجب ہمنشین ❊ وہ نور قمر اور چمکتی زمین ستارا سحر کا جو چمکا کہین ❊ دہری ابہی کاندہے پہ جب آنے بین

اُٹھی لیکے انگڑائی زہرہ جبین

تو اسوقت گذری عجب واردات نہ جوگن سے کچھ بن سکے پانچ سات نپوچھا گیا کچھ نکی اس سے بات پریزاد نے تب پکڑ اوسکا ہات

شتابی بٹھا تخت پر اپنے سات

کہا دیو زادون سے اے ہمنشین شتابی سے لے اُڑیو یہان سے وہین سُنی بات یہ اوسکے منہ سے جو ہین زمین سے اُڑا آسمان تک تئین

وہ کتنا کہا کی نہین رے نہین

جو تہا حال دل سب سنایا اُسے محبت کا رشتہ جتایا اوسے دیا اپنا دم دم مین لایا اُسے نمانا اور اوسنے اُڑایا اوسے

پرستان مین لاکر بٹھایا اوسے

مکان جو طلسمی تکلف کے تہے عجائب غرائب سے یکسر سجے سو اک ان مین اسے اپنی جوگن کو دے یہ مژدہ گیا باپ پاس اپنے لے

کہا عرض رکہتا ہون مین آپ سے

کہ اک شب کو مین بہر دفع ملال گیا سوے صحراے فرحت مآل اُڑا کر لے آیا ہون ہانسیہ مال یہ جوگی ہین جو ایک صاحب کمال

ذرا بین سُنیے اور اونکے خیال

جو محفل مین آکر دکہائینگے حظ ہر اک سامعین کو سنائینگے حظ بہت جیکو اپنے دلائینگے حظ بہت آپ اُنسے اُٹہائینگے حظ

بہت بین سن آنکہی پائینگے حظ

یہ صحبت اگر تم کو مطلوب ہے بہت خوب ہے اور خوش اسلوب ہے ہمارے بہی دل سے وہ محبوب ہے کہا اوس نے بابا بہت خوب ہے

ہمیشہ سے راگ اپنا مرغوب ہے

تکلف سے تعظیم کی سر بسر رکہی اوسکی تکریم مد نظر ادب سے پکڑ ہات کو پیشتر کہا آؤ جوگی جی بیٹہو ادہر

کرو روشن اپنے قدم سے یہ گہر

تم آئے ہو راہ کرم ناپ کے بہت ہو گئے دق اور بہت ہانپ کے سب اسباب ہین دور ہو پاپ کے کہلے بخت بیٹے کے اور باپ کے

سرون پر ہمارے قدم آپ کے

ہوے آکے خدمت مین آگے سبہی وہ توقیر کے سب مناسب جو تہی کیا کہان پان اور تکلف اجی بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

جگہ ایک پاکیزہ رہنے کو دی

بزم آراے سخن بمقدمہ ترتیب مجلس پرستان اور پریزادان باریک بین کا از راہ دور بینی جوگن سے سننا بین کا۔

یہ کہا پی لبالب شراب و طعام مجہے اب نہین ہے تکلف سے کام میخانہ کا چاہتا ہے تو نام پلا مجکو ساقی محبت کا جام

کہ مہمانون مین ہو اون تمام

محبت مین یہ کیسے جوگن ہوئی یہ سوگن ہوئی کیا کہ روگن ہوئی بروگن ہی سوگن بجوگن ہوئی یہ جوگن جو بیٹھی بروگن ہوئی

کہ لشتے مین رات آئی جوگن ہوئی

بھبوت اپنے منہ پر شتابی اسے مل   سراسر یہ سب روپ اپنا بدل   بلاغت مین اسکی نہین کچہہ خلل   یہی ہیبتی شاعرنے کیا برمحل
رکھا انڈوے کو مہ کے شب آئی نکل

دکہاتی ہوئی سوز دل درد سے   یہ کی ہمسری مشعل طور سے   عمل اسکا با ہر ہے تقدور سے   مقابل ہوئی ہے یہ آخور سے
اڑاتی ہوئی رال کو نور سے

ستارون کے مالے گلے بیچ ڈالی   ہو قشقہ کہیا جبہہ پر خوش خصال   فقیرنکی پوشاک تن پر سنبہال   بلا کی یہ جوگن بنی بال بال
وہ پہنچی پرستان مین حال حال

ہوئی شب کو وہ بزم انجم فروز   کیا جمع سامان محفل ہنوز   کوئی اہل دل اور کوئی کینہ توز   اکٹھے ہوے اہل درد اہل سوز
چہپا ر شاک سے اسکے پردہ مین روز

ملک لے پرستان مین مجلس بنا   ہوئی مشعل ماہ مہر انجلا   وہ ترتیب محفل کا سامان ہوا   جو در کار تہا سب دیا کیا
بلایا اوسے جسکی تہی یہ ثنا

پر یزاد سارے ہوی جمع وہان   وہ تشریف لائین سبہی قدردان   بلا یہ خبری تہی کہ اے مہربان   جو ہمسایہ تہے دیو دانا نشان
کہ دیکہین تو جوگن کا چل کر سمان

وہ جوگن جو بیچ مہ تہی زہرہ جبین   وہ افشان ثریا سے وش کہین   وہ عارض کہ خورشید بہی نہ کہین   وہ رخ غیرت و رشک ماہ مبین
سو مجلس مین آئی لئے اپنی بین

بہت منتون سے بلایا اسے   وہ فیروزرشتہ جبکہ لایا اسے   پرستان کا جلوہ دکہایا اسے   بزرگ اپنا سب نے بنایا اسے
بڑی عزتون سے بٹہایا اسے

کہا ہم ہین مشتاق کچہہ گائیے   نہ تکلیف اگر آپ یہان پائیے   یہان بیٹہیے جلوہ فرمائیے   کوئی بولا تشریف ادہر لائیے
سمان بین کا ہمکو دکہلائیے

کہا کچہہ بجانا نہین اپنا کام   ذرا بین کے بہی سنین ہم مقام   سنین آپ کے منہ سے کچہہ کچہہ کلام   یہ حاضر ہین محفل مین سب خاص عام
ہر اکطرح کا لینا ہمین ہر کا نام

ہے بیزار فرمائشون سے فقیر   کوئی راگ کے رنگ پر ہے دلیر   کسی راگنی پر ہے کوئی مشیر   یہان ہے نظر با کوئی شعر پر
ولے کیا کرین اب ہوے ہین اسیر

کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہے   نمائی تو مشکل مکافات ہے   زبردستیون کی یہان گہات ہے   نئی صورتون سے ملاقات ہے
کرم آپکا ہمپہ دن رات ہے

جو مرضی ہو تو تمکو تکلیف دین   جو ناراض ہین آپ آرام لین   سدا حکم پر آپکے ہم چلین   عبث طبع نازک پہ یون دکھ سہین
نہین جسمین راضی ہو سو ہم کرین

کہا اسطرح سے جو فرماؤ گے   تو ہم یونہین راضی ہین گہر جاؤ گے   نہ کچہہ بین کا لطف دکہلاؤ گے   کہا گر خوشی سے نہ تم گاؤ گے
تو ہان بندگی ہی مین کچہہ پاؤ گے

توجہ کرو گوش دل سے اگر   سنو بین کو راگ کا ہو اثر   خموش اپنے بیٹھے رہو بیخبر   یہ کہہ او سپیرے نے بین کند ہے پر

یہانتک بجائی کہ دیوار و در

وہ کوہ الم سر پہ ڈہوتے ہوئے   وہ آب تحیر میں دہوتے ہوئے   وہ یکمنگ حیرت بنوتے ہوئے   کہڑے رہگئے ہوش کہوتے ہوئے

نظر جو پڑی وہان سو روتے ہوئے

جسے دیکہو آنسو رہے منہ پہ ڈہل   یہ حیرت نے دی سبکی صورت بدل   وہ تہی شکل پروانہ سب اہل دل   گیا اہل مجلس کا دل جو پگہل

توجان شمع اشک آسے آنکہہ نکل

کچہہ ایسا بندہا بین کا تار وہان   کہ حیرت کے عالم کا تہا اک سمان   کدا ریجہے بجنے سے اسوقت ہان   ہتہوں میں پہ انگلیان جو دوان

کہ ہاتہون سے سبکے ہوا دل روان

روان کیا کہ دل کو دلے ایمان کو   اڑائے حواس پریشان کو   ہوے دیہم و برہم اک آن کو   روان اور دوان نرد با جان کو

رولایا ہر اک جن و انسان کو

وہ اس کے الفت کی چل چلکے راہ   محبت کی کرکرکے ہر پل نگاہ   دم گرم اور سرد بہر بہرکے آہ   ہوا حال پر اسکا یہ کچہہ تباہ

وہ عاشق جو تہا اوس کا فیروز شاہ

کبہی تہامتا اپنا دل اور جگر   کبہی دیتا سر اوسکے پاؤن پہ دہر   کبہی اوسکی پیچہے سے تکتا کمر   کبہی سامنے آکے کرتا نظر

کبہی دیکہتا چہپکے ادہر اودہر

دل و جان سے عاشق ہو جو کہ وہ   لگاوٹ سے اوسکو بہت دہو گئی وہ   جو پیچہے پڑا تہا ہی دہو گئی وہ   سلو تک کبہی اوٹہ میں ہو گئی وہ

کہڑا دیکہتا اوس کو رو رہ گئے وہ

کبہی آگے آ اور کبہی پیچہے جا   کبہی دائین بائین کبہی جا بہرا   کبہی کام کے عذر سے دل لگا   کبہی ادہر ادہر سے پہر پہر کے آ

چہپے اوس کے گہنگہرے کی لیتا بلا

یہ انداز کرتا اسیطرح کے   کسی طرح یہ دل سے چاہے جو   لگا دل مرا اسکا ہی دل لگے   وہ گو کچہہ نہ سنتی نہ کہتی اسے

کن انکہیون سے پہ دیکہہ رہتی اسے

یہ تکتا تہا ہر دم وہ روے قمر   کبہی دل تو گاہے جگر تہام کر   سبب سے کبہی اتفاقاً اگر   نظر اوسکی جب آن پڑتی ادہر

تو یہ اور کی طرف کرتی نظر

لڑاتا تہا اس سے ہر پل نگاہ   نظر لیک ملجاتی تہی گاہ گاہ   تو وہ مسکرا کر چہپ رہتی واہ   اس ان دادا پر وہ فیروز شاہ

دل و جان سے کرتا تہا ہر لحظہ آہ

تہی مجلس عجب لطف کی واہ وا   مزامیر کا کیا مزا بندہ گیا   عزیزان محفل سے شہ یا گدا   اگر کوئی جوگن کی کرتا ثنا

تو کہار شتاب کہتا کہ یہ تمکو کیا

اکہاڑ جسے اندر کے اچہا کہون   کرادلے آسے اسکو اعلےٰ کہون   غلام اسکو لکہون تماشا کہون   غرض تہی یہ صحبت کہ میں کیا کہون

یہی دل تہا اوسکا کہ دیکہا کرون

وہان جمع تہے سب کہیں وہ جہیں   بڑے تان رسیا بڑے سامعین   تمکیا لئے رو یا میں دکہا نہیں   بجے ایسی صحبت میں جو بان ایسی بین

کہ فرش پر گریں دو جو تھے نکتہ چین

رہ وصف او سب کو لگے اپنے یہ چاہیئے صفت کو تیرے جہاں پنے جو کم عقل تھے وہ لگے ٹاپنے سراپا پریزاد کے باپ نے
کہا جو کچھ جی کی دیا آپ نے

نہ تکلیف کا آپ عزم کیجئے سفر کا نہ رنج دائم کیجئے تلطف کرم لطف ہر دم کیجئے اسیطرح ہر شب کرم کیجئے
مری بزم رشک ارم کیجئے

غریبوں کی تم عرض مانا کرو نہ ہرگز کبھی کچھ بہانا کرو مؤخر تکلف دکھانا کرو مقدم ہمارا رجھانا کرو
ہمیں اپنا معشوق جانا کرو

ہر اک امر میں خاص خدمت ہے کام بجا لائیں ہم ہووے کیسا ہی کام تکلف کا ہرگز نہ آوے کلام یہ گھر بار ہے آپ ہی کا تمام
ہوئے آج سے ہم تمہارے غلام

مے عیش و عشرت سدا پیجئے سدا بزم میں جتنے چاہے کیجئے مسیحا ہو تم تم سے سب جی جیئے تکلف کو موقوف کر دیجئے
جو کچھ تم کو درکار ہو لیجئے

ہو موجود سرکار جو کچھ کہیں مکان میں بہت سے تماشا ہیں نہ پیدا ہو تکلیف ہرگز یہیں کہا اوس نے مطلب نہیں کچھ کہیں
تمہارا ہی اسباب رہے گھر تمہیں

ہماری یہ صحبت کہاں اور یہ بات کہاں یہ پرستان یہ محفل کی رات کہاں جن پری انس و دنیا کی واردات کہاں ہم کہاں تم ہوا یہ جو ساتھ
یہ تھی بات سب آب و دانہ کے ہاتھ

وہ سحر اک کہاں چاندنی وہ کدھر وہ بجتا وہاں مینہ کا سر بسر دو فیروز شہ کا وہاں ہو گذر یہ کہہ وہاں سے اوٹھی وہ جوگن ادھر
دیا تھا جہاں اوس نے بنے کو گھر

چلی وہاں سے با جان اندوہ زدہ خوشی جس میں اور کچھ غم اندوزدہ نہ وہ عید کے دن نہ نوروز وہ لگی رہنے اوس میں شب و روز وہ
تھی خوش پر کچھ کچھ دل افروز وہ

اگرچہ نہیں یہاں مری زندگی خبر کچھ نہیں غیب کے بھید کی نہ باطن سے ظاہر ہو کیا بات ہی کہا اپنے جی سے کہ سنتا ہے جی
نہ گھبرائیو اپنے دل میں کبھی

تحمل سے سب کام ہو وین بیان ہے جلدی مگر کار شیطان یہاں کہا تا ہے دیکھوں تو کیا غیب دان ببینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان

طبیعت جو گھبرائی اسکی ذرا تو دانا نے دلجوئی کی سب بجا اسی اثنا بیچ میں دن ہو چکا غرض اسطرح اوسکا معمول تھا
کہ اوس شاہ پریوں کی خدمت میں جا

جو درج دہن اپنا وہ کھولتی بحار سخن کے گہر رولتی جواہر زبانی سدا تولتی پھر رات تک ہنستی اور بولتی
ہر اک بات میں قند تھی گھولتی

سر شام مجلس میں جاتی تھی وہ ہر اک راگ رنگین سناتی تھی وہ بہت درد و بیٹھک دکھاتی تھی وہ بجا بین سب کو رجھاتی تھی وہ
پہر کے بجے گھر میں آتی تھی وہ

رہی یونہیں چندے بہت سہم وراہ   ہراک اہلِ مجلس کی اُس پر نگاہ   پڑا کرتی تھی ہر طرح گاہ گاہ   دلے کیا کہوں حال فیروز شاہ

کہ تھی دن بدن اوسکی حالت تباہ

سوا اسکے صحبت کے جاتا کدھر   مدام اوسکی صورت پہ اوسکی نظر   نہ کچھ خواب و خور سے غرض نے خبر   نہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر

اُسی کے تصور میں شام و سحر

اُسی غم میں جھر جھر کے جھرنا اُسے   اُسے بحرِ الفت میں ترنا اُسے   اُسی لو کی سوزش میں گھرنا اُسے   اُسی شمع کے گرد پھرنا اُسے

پتنگے کی مانند گرنا اُسے

کدھر کو سکھاتی ہے الفت ادب   تو عاشق بناتے ہیں باتیں عجب   فلاں چیز لاتا ہوں میں جا کے اب   بہانے سے ہر کام کے روز و شب

وہیں کاٹتی اُسکو اوقات سب

دل اب بحرِ غم میں ڈبونا اُسے   اور اشکوں سے رخسار دھونا اُسے   نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے   اسیطرح اوقات کھونا اُسے

سدا بین سن سنکے رونا اُسے

محبت میں اوس کی تڑپنا سدا   ہراک آن اوسکی ادا پر فدا   یہ الفت میں جی جی کے مرتا رہا   وہ جوگن بھی سو سو طرح کر ادا

ہراک تان میں اوس کو لیتی لبھا

لطیفے بہم آن میں ہوں عجب   کبھی بے سبب اور کبھی باسبب   اشارے رمز و کنایہ سے جب   دلے کچھ بھی باقی جو حسن طلب

تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب

محبت کی ڈالی کبھی کچھ اساس   اشاروں سے ہو جاتا گر [illegible]   کبھی خفا توڑ دیتی تھی آس   کبھی خوش کیا اور کیا گہ اُداس

کبھی وہ بیٹھی کبھی اوس کے پاس

کہوں اُس کے کیا رمز و ایما کا حال   عجب طرح کی ہوتی تھی قال و مقال   ہنسی خوش طبعی کی باتوں میں ٹال   کیا اُس نے پردہ میں جب کچھ سوال

وہ ٹالا کیا اوس کو باتوں میں ٹال

کبھی عشق کی مے سے غافل کیا   کبھی تلخ کامی سے بسمل کیا   کبھی سینہ آنکھوں سے خوش دل کیا   کبھی ترچھی نظروں سے گھائل کیا

کبھی میٹھی باتوں سے مائل کیا

کبھی دیتی دھوکا دوبارا اُسے   کبھی بانکپن کا اشارا اُسے   کبھی ترچھی نظروں کا سہارا اُسے   کبھی ٹیڑھی باتوں سے مارا اُسے

کبھی سیدھے دل سے پکارا اُسے

کبھی پاس اپنے بلا خوش کیا   کبھی دکھ دیا اور یا خوش کیا   کبھی روٹھی ہو کر تو کیا خوش کیا   کبھی ہنس کے دیکھا ذرا خوش کیا

کبھی ہو کے غمگین ناخوش کیا

کبھی اپنا دل اُس سے اٹکا دیا   کبھی اُلٹی باتوں سے بھٹکا دیا   [illegible] چٹکا دیا   لٹوں میں کبھی دل کو لٹکا دیا

کبھی ساتھ بالوں کے جھٹکا دیا

کبھی پاس اپنے بلاتی رہی   کبھی دور ہی سے بٹھاتی رہی   کبھی پہلوؤں میں دباتی رہی   وہ ہر چند آنکھیں دکھاتی رہی

یہ نظروں میں دل کو لبھاتی رہی

وہ تھا متصل پر بہت منفصل   بظاہر جدا پر بدل مشتمل   بنی جان پہ آ کے الفت مخل   بچارہ پریزاد وہ سادہ دل

کہ شہر سرانديپ ہے اک مکان

شجر اوسمین طوبی کی مانند واہ   ہے اکسیر اعظم وہان کی گیاہ   بہت اوس کے خیل و حشم اور سپاہ   ملک ایک وہان کا ہے مسعود شاہ

کہ بیٹی ہے ایک اوس کی مانند ماہ

قد آفت کا ٹکڑا قیامت خرام   دہن وہ سماوے نہ جسمین کلام   جبین غیرت و رشک ماہ تمام   جہان مین ہے بدر منیر اوسکا نام

مین رہتی ہون خدمت مین اوسکے مدام

وہ عالی مزاج اور عالی دماغ   ارم اوسکے گلشن سے کہاتا ہے داغ   کلی اوسکے گلزار مین باغ باغ   بنایا ہے اوسنے الگ ایک باغ

کہ فردوس کا ہے وہ چشم و چراغ

عجب عطر انگیز اوس کی شمیم   بہار گل حسن جس کی ندیم   نہتا اور کوئی شریک و سہیم   جدا باپ سے تہی وہ اوسمین مقیم

سدا سیر کرتی تہی بیخوف و بیم

بہت اوسکی ہمجولیان بے نظیر   جمال اونکی ہین رشک بدر منیر   وہ خود بیمثل جمیل و شہیر   ہین نجم النسا اوس کی دختر وزیر

ہمیشہ سے ہمراز تہی اور مشیر

مین کب اوسکی موتی پروتی نہتی   عبث اپنی اوقات کہوتی نہتی   مین کب اوسکے باد خود ہوتی نہتی   جدا ایکدم اوس سے ہوتی نہتی

سلائے بغیر اوسکے سوتی نہتی

سدا عیش و عشرت کا روشن چراغ   مے خرمی سے رہا پر ایاغ   ہوا نالیون سے معطر دماغ   خوشی سے سروکار غم سے فراغ

برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ

سدا سیر کو آتی تہین الوان مین   بہار ونکے گلچہرے تہے شان مین   خوشی مین خوشی بان تہی آن مین   کسیطرح کا غم نتہا ہمیان کیا

ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین

انہین رنگ رلیونکی ہر وقت بات   الم درد و دور اور خوشی ساتھ ساتھ   مسرت تو ہر لحظہ تہا التفات   ہوئی ایکدن نا یہ عجب واردات

کہ اک شخص وارد ہوا ایک رات

گیا باغ مین اوسنے آکر عبور   وہ ظالم جو ہے بانکا البیلا حضور   فرشتہ داستان بے قصور   کہان تک کہون اوسکا قصہ ہے دور

نہ تہا آدمی نور کا تہا ظہور

وہ عارض کہ ہو مہر محشر خجل   وہ چہرہ کہ ماہ منور ہے خجل   یہ عالم نظر جب پڑا منفصل   گیا اوس پہ اوس شاہزادی کا دل

ہوئے ایک دو لو دو آپسمین مل

لڑی آنکہ دونون طرف سے ہری   ہوئی ایک دل ادہر ہو گئی   وہ بہی دیکہا اور یہ اوس پر مری   ولے وہ بشر عاشق تہی کوئی پری

محبت مین تہی اوس کی وہ بہی بہری

سدا اسکی خاطر تہی مد نظر   تہی دانہ امن عشق رخسار پر   خدا جانے کسطرح سے سر بسر   کہین وہان کے آنے کی سنکر خبر

خدا جانے پہینکا ہے اوسکو کدہر

پری نے کسی دیو کو ہمنشین   بلا کر دیئے اوس کو پکڑ آستین   دبا ہے دبا اوسکو زیر زمین   وہ یا قید مین ہائے ڈالا کہین

کہ مدت ہے دیکہ خبر کچہہ نہین

سوئین دلمین اونکے ناری ہوئی سوئین اونکے غم مین یہ جوگن ہوئی سوئین ہوئے جوگن بجوگن ہوئی سوئین کہو جمین اوسکے جوگن ہوئی
یہا تک تو پہنچی بروگن ہوئی

ذرا مہربانی سے صاحب ہو طلب آرکے دیو ان کو طلب کہو حکومت کرو اور انہی دو پریزاد آپسمین تم ایک ہو
اگر تم ذرا کھوج اوسکا کرو

وہ عاشق سے اپنے پیاری ملے خوشی سے ذرا غم کی ماری ملے وہ ایسی ہی پیاری سے پیاری ملے وہ شاید مدد سے تمہاری ملے
تو پہر آرزو سب ہماری ملے

بخوبی محبت کا انجام ہو بہت کارساز دن کو انعام ہو بڑے ہو تمہارا بڑا نام ہو دل آباد ہو جی کو آرام ہو
تمہارا بھی اس کام مین کام ہو

یہ سن سنکے سب ماجرا مدعا بہت دیر تک اونہین سوچا کیا تکلف اُٹھا پیار مین لیکہ آ کہا تب پریزاد نے ہات لا
انگوٹھا دکھایا کر اترا نخب

کہا مین پکڑلون ذرا آستین ذرا مجکو چھو لینے دے پاؤن ہین وہ بولی نہین ہان کہا نہین کہا پہر یہی کچھ نہین ہے جبین
لگی ہنسکے کہنے نہین رے نہین

وہ قصہ تمام اور وہ سب ماجرا جو اول سے آخر تلک بر ملا سبھی کہہ چکے اُس سے نجم النسا یہ سن قوم کو اوسنے اپنی بلا
تقید سے سب کو بلا کر کہا

ہوئی اک پری سے عجب برہمی کہ وہ ایک انسان پر تھی جمی کیا قید مین اوسکو پہم تہی کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرو مت کمی
کہ ہے اک پرستان مین قید آدمی

اُڑو اور ڈہونڈہو اِدہر اور اُدہر زمانے مین چارو طرف کر نظر مرے حکم پر جلد باندھو کمر جو تم مین سے لائیگا اوسکی خبر
جواہر سے دونگا لگا اوسکے پر

وہ تھے دیو دانا یہ سمجھے کہ دام مقرر لئین گے ہمین لا کلام ادہر اور اُدہر سب گئے دو تمام یہ سن اپنے سردار کا وہ کلام
تجسس مین پہرنے لگے صبح و شام

ہر اک سمت تہی جستجو سربسر یہان اور وہان پر اِدہر اور اُدہر آئے بین کہین بھاگ کے وقت سحر ہوا ناگہان ایک کا وہان گذر
جہان قید مین تہا وہ خستہ جگر

چلا اُڑکے جب وہ اُسی راہ سے بہت خواہشون سے بڑی چاہ سے تڑپ سوز سے درد جانکاہ سے وہ روتا جو تہا نالہ و آہ سے
تو کچھ اوسکی آئی صدا چاہ سے

سلگتا جو تہا اوس کے سینہ کا داغ ہر اک داغ روشن تہا شکل چراغ سمجھکر یہ دلمین ہوا باغ باغ کہا کچھ تو ملتا ہے یہان سے سراغ
کہ آتی ہے یہان بوئے گلزار باغ

جو وہ دیو دانا تہا سمجھا ذرا سمجھ سوچ کر اپنے جیمین کہا مقرر یہی ہے وہ قیدی بہلا وہ چوکی جو تہی دیو کی جابجا
لگا پوچھنے کسکی ہے یہ صدا

ہوئے دیو آپسمین وہ ہمزبان کیا حال سب سر سے پا تک بیان سنو مژدہ تو نے سنی چاہ مان کہا ماہ رخ کا ہے قیدی یہان

کنوین مین تڑپتا ہے اک نوجوان

وہ سن مین کنوین کی جو تہا ایک بہید نظر آیا وہ دیو کا سب اُسکو بہید جو کی اُسنے احوال کی سب گرہ تو تحقیق کو ولے اُن کا بہید
اُڑا سمت کو اپنے دیو سفید

سپرد اُسکے جو کچھ ہوا تہا وہ کام سو پہنچا کے انجام کو وقت شام کہا جا کے کرتا ہون اُسنے کلام کیا جا کے فیروز بخت کو سلام
سن آیا جو کچھ تہا سنایا تمام

کہا اے حضور اور فرمایئے سُن آیا ہون جو کچھ سنو آیئے دکہانا ہو کچھ اور دکہلایئے کہا ہیرا اجرا ہے اب لایئے
جو دینے کہا ہے تو دلوایئے

جو کچھ دیو نے عرض کی وہ ماجرا وہ فیروز بخت نے سراپا سنا تو سن سنکے سب اُس مطلب کو ہا جو حمراہ تہا اُنکے انعام کا
جواہر کے اوسکو دینے پر لگا

مضمون عتاب فرمان قہرمان شاہ کا طرف اُس عجزمہ معاتبہ کے تحریر ہونا اور جواب عجز آمیز عذر انگیز سعد دست بردار ہونے مقید چاہ اور آیندہ تنبیہ ہونا ماہ رخ سارقہ ملزمہ کا بارگاہ ملازمان فیروز شاہ کے تشہیر ہونا۔

وہ جب سن چکا اُسکا قصہ تمام تو اسطرح اُس کا کیا انتظام روانہ کیا قاصد تیز گام یہ بہیجا پہر اُس ماہ رخ کا پیام
کہ کیون زیست کرتی ہے اپنی تمام

اری بے حیا تجکو کیا ہو گیا ہوا تجکو کیا اُڑ گئی سب حیا نہ شاہ کا کیا تجہے ڈر رہا بنی آدمون کو تو چوری سے لا
بٹہاتی ہے گہر مین لتھڑی ہت

ہمارا نہ کچھ خوف ہے نہ خیال نہین کرتی ہے کام تو دیکھ بہال سمجہ سوچ تو اپنا اپنی حال ترے باپ کو گر لکہون تیرا حال
تو پہر حال کیا ہو ترا اے چنال

گئی بہول تو دین و ایمان کو کیا قید لا تو نے انسان کو ملا خاک مین وان تری شان کو عزیز اپنی رکہتی نہین جان کو
یہی ہے کہ بہو کون پرستان کو

کسی دیو سے تو نہ اٹکی کہین نہ چہوٹی اور ون سے لاگی کہین گریبان مین ڈال اپنا منہ تہمگین ترا رنگ غیرت سے اُڑتا نہین
تجہے کیا یہ بڑا دہڑکتا نہین

یہ چہنلا پنا تیرا اُٹہرتا نہین منہ او باشیون سے ہی مڑتا نہین پئے شرم جی تیرا کڑہتا نہین ترا رنگ غیرت سے اُڑتا نہین
تجہے کیا یہ بڑا دہڑکتا نہین

لحاظ اپنے بیگانے کا کچہہ تو کر نہ بیہودہ باتون مین تو مار سر نہین ایسا کام ہے کر تجکو ڈر ہمارا گئی بہول خوف و خطر
لگی رکہنے انسان پر تو نظر

کہلا ہے یہ پیچین تیری چوری کا حال تو دزدیدہ آنکہون سے مت دیکہ بہال تجہے جان جو منظور ہو یہ خیال بہلا چاہتی ہے تو اوسکو نکال

کنوئین مین پھینکے تو اُسنے کہا [illegible]

اوراوسکی پکڑنا نہ پھر آستین — اوراوسکی نہ پھر چومنا تو جبین
اوراوسکی نہ تو ہو جیو ہمنشین — اوراوس کی قسم کہا کہ پھر گر کہین
لیا نام اوس کا تو پھر ہمنشین

یہ فرمان مرتب ہوا جبکہ سب — مزین ہوا مہر شاہی سے اب
روانہ کیا دیو کو کر طلب — گیا ماہرخ کو یہ فرمان جب
ہوئی خوف سے وہ پریشان تب

تو ظہری فرمان عرضی لکھی — طلب ہے معافی کی لونڈیکو بہی
حضور اب خطا بخش دیوین مری — کہا جسنے تقصیر اپنو ہوئی
کہو اس کو نکلاسے یہان سے کوئی

کنوئین سے نکلواؤ اس کو ابہی — کرین آپ تدبیر اُس کی ابہی
سزا کیجیے تجویز میری تبہی — اگر آپ مین لاگو ہون اُسکی کبہی
تو پھر پہونچا دیجیو مجھے تم تبہی

جو جرمانہ سرکار چاہو سو لو — سزا مختفی ہو تسنے مجکو وہ دو
مری عرض ہے یہ زیست ابتہ بخشو — پر اتنا یہ احسان مجہپر کرو
کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو

مجھے اقربا سے نہ پہنچے ضرر — نہ آگاہ ہون بہائی مرے سے خبر
نہ سن لین ہو یا در تک یہ خبر — مرے باپ کو پھر نہو دے خبر
کہ پھر مین نہ ایدہر کہون نہ اُدہر

کیا او سنے از بسکہ عذر گناہ — کہ ہو عفو تقصیر بہی خوانخواہ
معافی کی چاہی بہ صد عجز راہ — یہ سنکر جواب اُسکا فیروز شاہ
چلا اپنے گھر سے جہان تہا وہ چاہ

ہے از بسکہ دریاے الفت عمیق — محبت مین جو ہن کے تہا وہ غریق
بہت آبدیدہ ہو گھر سے طریق — سر چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق
کہا اُن کو نکلو برون اے شفیق

بہادر ہو تم تمسے لشکر ٹلے — سفید و سیہ دیو اکثر ٹلے
[illegible] ٹلے — کہ یہ سنگ اُٹھے یہانسے ٹلے
کسی طرح [illegible]

کہڑی روبرو تہی جو دیوونکی باڑ — تو اُس سِل کو بس سب نے مل کر اوکہاڑ
سنبہل کر وہ بس [illegible] انکو چہاڑ — دیا دیو نے اپنے سینگونکو گاڑ
جو سِل چاہ پر تہی بجائے پہاڑ

کیا حکم شاہی کا یکسر نباہ — ہٹا سر کے زور دن اُسے خوامخواہ
کہا شاہ نے واہ وا واہ واہ — وہ پتھر جو تہا کوہ سا سنگ راہ
دیا پہینک وہانسے اُسے کل گاہ

ستارا اُلٹا بخت گمراہ سے — ندامت ہوئی کوہ کو کاہ سے
ہٹا تہا وہ جو کو نہری چاہ سے — وہ بادل سا سرکا جو اُس چاہ سے
تو اک نور چمکا شب ماہ سے

کہلا چاہ کا سنگ سے جب دہن — ہٹا روے خورشید سے ابر گہن
[illegible] کنوئین مین نگہ کی کرن — اندہیرے مین اُس چاہ کے [illegible]
نظر یون پڑا جیسے [illegible]

وہ کالا کنوان اور وہ گورا جوان — یہ خورشید روشن سیہ وہ دہوان
غرض کیا کہون تجھسے ایمہربان — وہ مہرو ڈالے اُس مین پڑا تہا جو ان
کہا اُس نے [illegible] سب کو [illegible]

نکالو امانت اسے اس نمط   ہوئی اس کو تکلیف کس کس نمط   میں کہتا ہوں تمسے سنو اس نمط   اسے جھٹک کے دیکھو تو کس نمط
نہ لیتے ہیں بو شک سے حسن نمط

تمہیں احتیاط اسکی اب ہے ضرور   جو تکلیف ہوگی تو ہوگا قصور   سنبھالو نکالو میں دیکھوں شعور   تکلف سے ہر اک نگہ دور دور
سمجھیو اسے اپنی پتلی کا نور

آنا کاروان سالار فیروزشاہ کا واسطے نکالنے آبحیات غور یعنے بے نظیر کا کنوئیں سے بصد جاہ اور جانا بے نظیر کا طرف بدر منیر کے معہ نجم النسا و فیروزشاہ

قدح بھر کے لا ساقیا با تمیز   خوشی آج مجکو تو لازم ہے نیز   یہاں تو شراب و بہلا کیا ہے چیز   وہ خم سے اُبلے جو ہو تند و تیز
کنوئیں سے نکلتا ہے یوسف عزیز

گئے دن خزان کے اور آئی بہار   نسیم چمن ہر روش مشکبار   اڑائے مزے گل سے بلبل ہزار   شگوفے کھلیں شاخ ہو باردار
ہی لالہ گو نسبے دکھا لالہ زار

گلابی چمکتی پلا دے مجھے   کوئی جام زرین لا دے مجھے   کباب بط رشتہ بنا دے مجھے   ذرا دختِ رز سے ملا دے مجھے
سماں کوئی ایسا دکھا دے مجھے

کہ وہ ماہ نخشب کنوئیں سے نکل   وہ صنعت کی ترکیب ہو آجکل   کوئی چٹکلہ جاے حکمت کا چل   حکیم مقنع کا ہووے بدل
منازل کو اپنے پہرے بر محل

کوئی دیو تھا واں سکندر نژاد   فراہم تھے اور ان سبھوں نے یاد   کہ فیروزشہ اور سب دیو زاد   مجھے اُس کنوئیں کی حکایت ہے یاد
کنوئیں میں اُترکر وہ بحسب مراد

الگ یوں لے آیا کنوئیں سے نکال   صبا کے ہو جون سات نکہت کا حال   حفاظت سے بچایا تو نالہ بال   اٹھا کر اسے گود میں اور سنبھال
کہ فوارہ جون آب کو دے اچھال

لے آیا وہ جون خضر سو گہات سے   وہ حکمت سے اب یا طلسمات سے   تراکیب لقمان کی حرکات سے   سکندر و شیطون کی اشارات سے
نکال آب حیوان کو ظلمات سے

ہوئے مست اُس نار بوئے گل   گیا اڑ گیے گل عطر عنبر سے تل   چمن بھر کے بیٹھا ہی پہولوں میں تل   لئے پھر رہا ہے مغان جام مل
کہ نکلا وہ سنبل سے مانند گل

اندھیرے سے نکلا وہ روشن بیان   ہے ظلمات سے آب حیوان عیان   شب تیرہ سے نور صبحی عیان   سیاہی سے نور آشکارا ہی یہاں
کہ حرفوں سے جون ہوویں معنی عیان

وہ جیتا تو نکلا دلے اس طرح   بظاہر نظر آئے ہیں جس طرح   کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح   بیان کر گیا ہوں میں کس کس طرح
کہ بیمار ہو نزع میں جس طرح

زبس اوپر آنیکا تھا دسکو غم   کنوئیں میں وہ نیچے رہا پر الم   صمد سے دعا یہ ملے وہ صنم   کئی سال گذرے ایسے کم سے کم

سکے تو کہ بھرتا تھا اوپر کا دم

پھری گرد سے سر بسر وہ جبین | بدن خاک مٹی سے خالی نہین | تمنائین سب پانی پانی ہوئین | جمی خاک تن پر برنگ زمین
گڑا جیسے نکلے ہے پتلا کہین

ہوئین مٹی کی پتلی وہ پتلیان | زمین کے گڑھے حلقۂ چشم مان | گردن ضعف کا اُسکے کیا کیا بیان | نہ آنکھون مین طاقت نہ تن مین توان
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان

جو تھا تنگ کپڑا سو ڈھیلا ہوا | بدن گرد مین صندلیلا ہوا | وہ خود ایک مٹی کا ٹیلا ہوا | وہ تن سُرخ جو تھا سو پیلا ہوا
وہ جوڑا جو تھا سبز رنیلا ہوا

جبین وہ جو تھی رشک بدر کمال | ہوئی گرد کے ابر سے پر ملال | گئی گر گئی سر بسر پائمال | وہ سر مین جو تھے اوسکے سنبل سے بال
ہوئی لاغری سے بدن کے وبال

بدن مین بھلا گوشت اُسکے کہان | نکل آئی تھین سوکھکر ہڈیان | مگر جسم مین رہگئی خستہ جان | فقط پوست باقی تھا یا استخوان
نہ تھا خون کا رنگ بھی درمیان

ہوا لاغر اُسکا سراپا وجود | کہ ہے سانس کی صرف ثابت نمود | رہا وہ عصب ایک تھوڑا وجود | بدن سے رگین تھی اُبھڑ ہی نمود
کہ اُلجھا ہو جون ریسمان کبود

سب اعضا گیے ضعف سے اُسکے گل | کہ سوکھا شجر جیسے جاتا ہے ہل | گیا خاک مین ملکے سب جسم رل | بدن خشک و زرد اسطرح تھا دل
خزان دیدہ جسطرح ہو برگ گل

طبیعت کو دیکھو تو ہے بس نڈھال | بدن مین فقط ہڈیان اور کھال | زمین کی تھی جاروب سب کے بال | وہ ناخن جو تھے اُسکے مثل ہلال
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدر کمال

نفس رہگیا زیر لب بھرکے آہ | جو کی چشم پا اوسکے اک پل نگاہ | نظر آیا آنکھون مین وہ عذر خواہ | یہ دیکھا جو احوال اُسکا تباہ
تو رونا ہوا سلسلہ فیروز شاہ

دیا حکم دیوونکو تیشے ہو وہان | بہت ہی بہ آہستہ لاؤ یہان | غرض آ سکے دیکر خدا درمیان | بٹھا تخت پر اپنے اوس کو وہان
لیے آیا وہ بیٹھی تھی جو گل جہان

کہا پھر یہ دیوؤن سے ٹھیر ذرا | علیحدہ ابھی تخت رکھنا ذرا | اونھون نے کیے موجب کیا | رکھا تخت اک جا پہ اوس کا چھپا
کہا پھر یہ جا کر کے بحسب الشاہ

پتہ دیو نے جو دیا تھا جہان | وہی کے موافق گیا بیچ ہان | کنوئین سے نکلوا کے آگے میرجان | چل اب تو کہ مین اُسکو لایا یہان
یہ سنتے ہی گھبرا کے بولی کہان

لگی تھی خبر مجکو کس ٹھاون کی | کسی شہر کی یا کسی گاون کی | خبر مجکو ہی دھوپ کی چھاون کی | دوانی تھی از بس وہ اپنا نون کی
نہ سر کی رہی سدھ نہ کچھ پاؤن کی

کہا دیگی انعام کیا تو مجھے | خوشی اُسکی جلدی سنا تو مجھے | پھر ہنسکر علیحدہ بلا تو مجھے | کہا چل کہان ہے بتا تو مجھے
ذرا اوسکی صورت دکھا تو مجھے

ذرا سچ بتاؤ کہ لائے یہی ہو   کہاں اسکو لائے بتاؤ اگر ہو   تمہیں میرے سر کی قسم اب چلو   کہارے کے چلیو ذرا تھم رہو

کہ شادی بڑی ہے کہیں غم نہو

کہے اُسکے اوپر عجب واردات   ابھی اُس کی ہتی نہ کیا التفات   ہے زور و نیز اوسکی نقاہت کی بات   یہ کہہ اودلے ہاتھ میں اُسکا ہات

لے آیا وہ جوگن کو وہاں اپنے سات

کہا ماہرخ کے یہ دیکھو تو جور   پھر اُسکے طالع سے گردون کا دَور   یہ کہہ بات نجم النسا سے بغور   گیا آپ اُس تخت پر بیٹھ اور

دکہایا اوسے اور کہا کر تو غور

جو تھا بے نظیر ابتو ہے یہ وہی   ذرا غور کر لو جو ہے یہ وہی   یقین دل سے سکو ہے یہ وہی   جسے ڈھونڈتی تھی ہو یہ ہی

کہا ہان ہے ان کو ہی ہے وہی

ارے تیرے قربان ہے تک بلا   یہ کہہ جیسے لیونکر گودیون میں چھپا   ترے صدقے کیا حال تیرا ہوا   یہ کہہ اور اوس تخت کے پاس آ

کہا ماہ پرزاد لو اوٹھ ذرا

تو اچھی طرح اسکو پہچانو ہون   کچھ ابھی کہون اور کچھ آگے سہون   تمنا بدل ہے مجھے یہ کرون   کہ اس تخت کے گرد اک دم پھرون

بلائیں میں دل کھول کر اسکی لون

چلو تخت کے پاس سچ تم ہو   ہوئی تخت کے پاس سے تم چلو   جو نجم النسا نے یہ کی گفتگو   کہا اُسنے ہنسکر بھلا دیکھ تو

ذرا اس بات پر میرے صدقے ہو

سنو صدقے پر ایسا بوسہ تو لا   ذرا کچھ تو اس کا آسرا   جو تھی چست و چالاک نجم النسا   کہا اوسنے تب اپنی جوتی دکھا

ارے دیو کیون تو دوانہ ہوا

ہوئیں دل لگی کی یہ باتیں مگر   یہ تھا رنج دل اور دلگیر جگر   ہوا طول یہ اس طرح مختصر   غرض وہ پریزاد نیچے اوتر

گھبرا کے گیا تخت سے ہو اُدھر

بہن سے مین محبت کے کہنے لگی   ہوا اثر ہے الفت کے چھپنے لگی   یہ بحر تعشق میں ترنے لگی   یہ اُس تخت کے گرد پھرنے لگی

بلا اوسکی لے لیکے گرنے لگی

کیا جب محبت نے بے اختیار   بہت دل ہوا سینہ میں بیقرار   ہوا جبکہ از بس اسے اضطرار   گلے لگ کے رونے لگی زار زار

کیا اپنے تن من کو اوس پر نثار

نہایت جو یہ ہو رہا تھا حقیر   اوٹھا ہے صدقے طفیل دلگیر   تو سمجھا کہ ہے یہ کوئی دلپذیر   وہ دیکھے جو کہ آنکھ اوٹھا بے نظیر

تو نجم النسا ہے یہ دختِ وزیر

کہا تجکو ایسا لگا کب سے روگ   یہ کیسا ہے جوگ اور کیسا ہے سوگ   کہا سچ بتا تو پڑا کیا یہ جوگ   کہا تو کہاں اور کہاں یہ جوگ

کہاں یہ لباس اور کہاں تم یہ لوگ

کہا تو نے ترک آستانہ کیا   ہمیں تیرے غم کا نشانہ کیا   گھر آباد ویران خانہ کیا   کہا تیرے غم نے دوانہ کیا

کہ عالم سے اپنے بیگانہ کیا

یگانہ کیا غم دیا مشتعل   غم متصل سے رہے مشتعل   یہ احوال سن دونوں ہی کا دل   بغل کھولکر پھر تو آپس میں مل

وہ دردیا کئے دیر تک متصل

بہم دونوں جی جیسے مرنے لگے بندھی ہچکی جان سے گذرنے لگے دل و سینہ پہ ہاتھ دھرنے لگے بیاں حال دونوں جو کرنے لگے
زبس اشک سے چشم بھرنے لگے

زبس ناک میں آگیا دم تلک کہانی کہی جا سے جہم تلک کی تفصیل مجمل غم و ہم تلک کہی سرگذشت اور سنا اُس نے تک
کہ اِس طرح پہنچے ہو تم ہم تلک

یہ سن اپنی ماہ دل افروز سے یہ سن ماجرا درد اندوز سے یہ سن خاطر پھر آموز سے یہ سن بے نظیر اپنے دلسوز سے
لگا شاد ہونے اُسی روز سے

اُسی دن سفر کا ہوا انتظام مہیا کیا اُس کا ساماں تمام بعد حشمت و شوکت و احتشام کیا ایک دن تو اُنھوں نے مقام
چلے دو سے دن وہ نزدیک شام

مصمم کیا دل میں عزم سفر سفر کے لیے سب نے باندھی کمر کمر باندھ کو مستعد ہو کر اُسی تخت پر بیٹھ کر وہ اُدھر
کہ تھا نقش مطلوب اُنکا جدھر

سر و نیر دہر سے تاج یا کج کلاہ بندھی کمر پہ ہو حد خواہ دکھاتے ہوئے شوکت عز و جاہ وہ جوگن وہ فیروز شاہ اور وہ ماہ
چلے تخت پر بیٹھ اوپر کی راہ

تھی بحر طویل ہجر کے زور پر کیے قطع تقدیر نے یک دگر ہوا ضرب اور تقسیم کا بہتر پڑھے حرف مطلوب جو یک دگر
لیے کسر بیٹھی مثلث کے گھر

منتشر جو تھی رو غم کے عقیر نشیمن ہوئے گشت کرتے ہی پھر خاص پہنچ ہوئے سب ناگزیر مربع نشیں تھی جو بدر منیر
وہاں آس کو لائی وہ تخت وزیر

جہاں پر تھے گنجاں سب لخت لخت قدم اپنے وہ گاڑ کر ہو کے سخت کوٹھے سے تھا ہی آزردہ بخت اُتارا اُنہیں لا درختوں میں تخت
وہ بیٹھے اُن درختوں کے تخت

تو تینوں نے کرمشورت بیشتر یہ ٹھیرائی آپس میں سب سوچ کر کہ ہم میں یہاں سے جا کر خبر اکیلی اُتر وہاں سے آئی اُدھر
لئے سوگ بیٹھی تھی وہ مہ جدھر

اکیلی وہ تھی ایک سوغم بھری کہ لب خشک اور آنکھ میں تر پری وہ ٹھنڈی ہوائیں دم میں بھری یکایک جو آ وہ قدم پر گری
تو جھجکی وہ شہزادی اور کچھ ڈری

کہا میں ہوا کوئی دشمن ہے یہ پری گر نگر اور فن ہے یہ مقدر کیا تجھے اِن ہے یہ پھر آخر کو دیکھا تو جوگن ہے یہ
مرے درد و غم کی بر دگن ہے یہ

وہی سب اپنے ہے وہی سب شان وہی گفتگو ہے وہی اپنی آن وہی ہے وہی میں نے پہچانا ہاں کہا میری نجم النسا تو یہی جا نیا
اری تیرے صدقے مری مہربان

تو جب سے گئی تیری بو باس تو تھی دور لیکن مرے پاس تھا جدائی تری اتنی نا راس تھی ہمیں تیرے ملنے کی کب آس تھی
کہ جینے سے اپنے ہمیں یاس تھی

کچھ ایسی محبت کی آفت پڑی نظر سے نظر ملتے کیسی لڑی ہٹک کر اُٹھی ایک گردہ چھڑی بہت اُسنے چاہا کہ ہووے کھڑی
کھڑی ہوتے ہوتے وہین گر پڑی

کہا میں بطلق ندامت نہین مر ایسی لبی لیاقت نہین کھڑی ہو نہ تم کچھ قباحت نہین کہا بار غم سے افاقت نہین
ارے کیا کرون مجھ مین طاقت نہین

قدم اُس کے چومے ذرا سر جھکا دئے بوسے ہاتھونکو آنکھون لگا تصدق لگی ہونے بے انتہا بلائین لگی لینے نجم النسا
لگی گرد پھرنے برنگ صبا

تصدق وہ ہو ہو کے ہوتی تھی شاد یہ کہتے تمہاری بر آئی مراد اُٹھا بیٹھین جتنے بھرے تھے فساد اسی شاہزادہ کا تھا حال یاد
جو دیکھا تو یہان تو اُس سے کچھ بھی یاد

سفر کا دُہتائے ہوئے تھی ملال تردد بہت دل مین کیا کیا خیال نظر آیا یہان آکے اور ہی وبال نہ گھر کی وہ رونق نہ اُسکا وہ حال
نگون سے لگا دل تک پائمال

ہے دیوار گھر کی پھٹی سر بسر ابابیل کے چھت کے گرتے ہین پر جہ چھت گئے ریگا پارہ پارہ جگر پڑے سارے بے داشت یولرد در
محل کو جو دیکھا تو ٹوٹا سا گھر

در و دالانون کی وہ صورت نہین ہین جون موج دریا کی چھنچی ہین عوض چار پائی کے خالی ہین خواصین جو تھین بائی وہ نازنین
سو میلی کچیلی کہین کی کہین

جو تھی زینت اُنکی روز نخست نہ آئین وہ اور نہ وہ شو و شست نہ وہ تیزیان اور نہ ویسی ہین چست نہ چوٹی گندھی اور نہ کنگھی درست
جو بالا اک تھین سنگاتین وہ بھی سست

کشادہ دلی ہوگئی اُنکی تنگ وہ ہین سست جیتے تھین ہر ڈھنگ نہ وہ شوق تھا اب نہ ویسی امنگ ہر اک اپنے عالم مین دیکھو تو دنگ
اُڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ

نہ وہ حال طبیعت نہین لبلبے شگفتہ گل لب تو وہ کہہ گئے ہین بہر کی ڈبالی جو پہ بہے نہ آپس مین چہلین نہ وہ چہچہے
نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے

کسی دلکو ہے خود بخود اک فشار گل رخ کسی کا ہے ہمرنگ خار کسی کے ہے منہ پر خزان کی بہار غم آلودہ ہر ایک زار و نزار
نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار

کھڑی ہون تو شکل ستون یکقدم نہ جنبش جہان کی ہین جان تن جسم جو لیٹین تو مردہ کھڑی ہون علم جو بیٹھین تو رونا جو اُٹھین تو غم
غرض بیٹھتے اُٹھتے اُنپر ستم

عنادل کی جا زانو تکے ہین بھرے جڑی ہین ہمہ باغبان زیر حجرے بھلا کسکی اونمین طبیعت لڑے چمن سارے بران سے ہین پڑے
شجر گل کے اک جھاڑ سے ہین کھڑے

چمن میں کلی ہے تو بس خار سی محل بے محل ہوتے بد آثار سی خواصین جو ہین بھی تو بیمار سی جو خود ہے تو حیران بیمار سی
کہ جون زرد شیشے کی ہو آرسی

تو ہم تو ایک اور تفکر بچاس نہ بوسہ لب نو طبیعت کو ہا نہ غل و ذوکا اگر بیٹھکا پاس نہ تابِ توان اور نہ ہوش و حواس

ضعیف و نحیف و پریشان اداس

جو چہرہ کو دیکھو تو ہے رنگ اُڑا خزان مین گویا ہو گیا گل کھلا جو اٹھے تو جاتا ہے جی سنسنا یہ دیکھ اوس کا احوال نجم النسا

بہی شمع کی طرح آنسو بہا

مگر سننے والون کا شور دم بدم کہ دیکھ آئی ہو گئی بلخ شام روم لپٹ گئی گلے سے کوئی جھوم جھوم ولیکن محل مین پڑی جب یہ دھوم

کیا خادمان محل نے ہجوم

ہوئی جمع خلقت اِدہر اور اُدہر کوئی ننگے پا اور کوئی ننگے سر چلی آئی دوڑی ہوئی بیشتر سنی ایک سے ایک نے جو خبر

مبارک سلامت ہوئی یکدگر

ہر اک سمت سے اک اک آنے لگی شگون مسافر جتانے لگی تو تیل اور صدقے منگانے لگی ٹکے کوئی جلد لیسے لانے لگی

کوئی سر سے روٹی چھوانے لگی

اِدہر آکے لپٹی کمر سے کوئی لگی تکنے پیاری نظر سے کوئی ملی آکے وہان رہگذر سے کوئی کوئی آئی باہر سے گھر سے کوئی

ادہر سے کوئی اور اُدہر سے کوئی

ہجوم اتنا ہو تو کرے کیا کوئی نہ کسطرح سے جائے گھبرا کوئی پکاری بوا اور بہینا کوئی حقیقت لگی پوچھنے آ کوئی

لگی کرنے آپس مین چرچا کوئی

ہوے جمع آکر سبھی خاص عام ہر اک اُس سے ہونے لگا ہمکلام اکٹھی ہوئی ایک خلقت تمام ہوا سر پر اوسکے عجب اژدہام

لگی کرنے گھبرا کے سب کو سلام

طبیعت ہوئی بسکہ فکر شمال ہوا انجم عورات سے حد ملال تو گھبرا گئی دل مین فرخندہ فال کہا ہیبو کل کھونگی مین حال

کہ اب راہ کی ماندگی ہے کمال

گئین عورتین وہان سے اکثر طرف کوئی گھر کی جانب کوئی در طرف تو پہری نظر اُس نے خواہر طرف وہ انبوہ جب کچھ ہوا بر طرف

تو نجم النسا نے بہی دیکھا ہر طرف

کہا مجکو پیاری بلاتی نہین اِدہر مجہسے آنکھین ملاتی نہین کچھ اک مجھسے سنتی سناتی نہین کہا شاہزادی تو آتی نہین

ادہر اپنی تشریف لاتی نہین

مے وصل کے جام اب پیجیے جو انعام دینا ہو دے دیجیے ہر اک سمت چشم عدو سیجیے چلو چل کے آرام ٹک کیجیے

کچھ اک تمسے کہنا ہے سن لیجیے

وہ سمجھی کہ ہے یہ قدیمی مشیر طبیعت بہی ہے اسکی شوخ و شریر بتاتی ہے کچھ بہید ہے بے نظیر گئی جبکہ خلوت مین بدر منیر

کہا لے مین آئی ترا بے نظیر

گئی بن کے جوگن جو مین گھر گئی طرف کوہ و صحرا کے یکسر گئی لے آئی جو لینے کو گوہر گئی یہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی

کہے تو کہ جیتی تھین آ مر گئی

ہوا ہوش جانا کہ سچ مچ ہے یہ یقین مجکو آیا کہ سچ مچ ہے یہ حقیقت مین بتلا کہ سچ مچ ہے یہ تعجب سے پوچھا کہ سچ مچ ہے یہ

دیا چھیڑنے کو مرے سچ ہے یہ

تو جو گئی تھی جبکہ اس شام کی تو کی سیر شہر و بیابان کی بتا سچ قسم تجکو ایمان کی کہا مجکو سوگند اس جان کی
غلط کہنے والی مین قربان کی

کہا تو نے لائی بچا ایک لپک تو ڈرتے گئین میری آنکھین جھپک سمجھ دار ہو کر نہ بیہودہ بک نشان اور خوشی کی خبر یکبیک
نہین منہ پہ کہہ بیٹھتے بیدھڑک

بتا سچ کہ مطلب ہوا کس طرح وہ بولی کہ یون دون اور اس طرح گئی تھین جہان پر اتہا وہ جس طرح کہا کیونکر لائی کہا اس طرح
وہ سب کہدیا حال تہا جس طرح

خوشی مین تو ست گر کر لائی ہون مین اب جوڑ اسکا توڑ لائی ہون غرض تجکو پی سے جوڑ لائی ہون تیرا قید مین جا کر چھڑا لائی ہون
اور اک اور بند ہوا اور لائی ہون

مین کس طرح لائی چھوا اور اڑا مصیبت جو گذری وہ کیا پوچھنا کہا سو کہا اور ہوا سو ہوا کہا پھر وہ دو دل کہان ہین کہا
درختون مین انکو رکہا ہے چھپا

مین احوال وہان کا کہون کیا بوا بجاتی تھی مین بین اک شب ذرا سبب اوسکے ملنا [illegible] بدعا عجب وقت مین مین ہوئی تھی جدا
کہ دلبر کو تیرے [illegible]

بہت کرتی ہون گو کہ مین چپ رہی بہت راتون صحبت مین آئی رہی ہوئی تھا یہ تو لگ کر خوشی ان سے ہنسی مگر اکیلا آپڑی ہے بسی
کہین تیری خاطر بڑا چین تہی

ہنسی مین اب اسکو اڑاتی ہون مین نیا تازہ تر گل کہلاتی ہون مین اب ان دونون کے پاس جاتی ہون مین سو اب ایک کو تو لے آتی ہون مین
ہوا دوسرے کو بتاتی ہون مین

ترے دوست کو تو مین لاؤن بلا کہا بات سن لے ذرا یہان تو آ اور اوسکو مین کرتی ہون آخر خفا یہ سن شاہزادے نے ہنسی کہلکہلا
کہا کیون اڑاتی ہے مجہہ انسا

اری تو تو نادان و بے مہر ہے ترا شہر و اپنا شہر و شہر ہے ترے سے دل مین آئی یہ کیا لہر ہے اری ایک ہی تو بڑی قہر ہے
کہین تجھ سے اہر کہین زہر ہے

ترا غمزہ آفت ہے عشاق پر تری ترچھی نظرین ہین تیر و تبر ترا تیغ ہاتھ ہے بیداد گر چل اب جو چلے بس زیادہ نکر
انہین جا کے جلدی تو لے آ ادہر

ہم بہر لگی ہونے یہ گفتگو کہا اس وقت [illegible] طرف ہم اور تو تجہے ملنے کی ہے بہت آرزو کہا پھر پری زاد کے روبرو
بغیر انکے ملنے کے ہی ہوگی تو

یہ دریافت کرنا تو بیجا نہین نہ کہو سے کہین جیسے پوچھا نہین تو بردست [illegible] بات کرنا نہین کہا وہ تو ایسا دیوانا نہین
وہ اسبات کو کیا کہیگا نہین

تری چاہ اوسکو بہت راس ہے ہوا [illegible] ملنے کی آس ہے جو اسبات کا جیسن اب پاس ہے اگر دل مین کچہ تیرے وسواس ہے
نہین دور وہ کا ترے پاس ہے

ابہی یہان لئے آ کے جاؤ سنو کہو بے نظیر اس طرف آؤ [illegible] سے تری کیسی گفتگو ذرا پوچھ دیکھو تو اس بات کو

کہ وہ روبرو اوس کے ہو یا نہو

تو ہے جان و دل سے مری رازدار　تری بات کا مجکو ہے اعتبار　تجھے پوچھ لینے کا ہے اختیار　یہ سنکر شتابی گئے وہ نگار

لیا جا کے آہستہ اون کو پکار

کہا اوسنے صاحب تم آؤ یہان　ہے اک بات کا تمسے کرنا عیان　جب آئے تو پہر لے گئی ہاتھ کہان　چھپانے ہوئے لا بٹھایا وہان

وہ خلوت کا جو تہا قریبی مکان

جب آئے وہ دونون امیر کبیر　محبت کے رشتے مین دونو اسیر　یہ نجم النسا تہی نہایت شریر　پہر اُس سے یہ پوچھا کہ ای بینظیر

کہو تو چلی آئے بدر منیر

جب اس بات پر اوسنے کہولا دہن　ہنسا گل کی مانند وہ گلبدن　اور اسکی زبانی سنا وہ سخن　کہا خیر ہے تجکو رشک چمن

چھپے ہے کہین بہائی سے بہی بہن

مرے سر پہ اُسکا یہ احسان ہے　مری زندگی کا وہ سامان ہے　مرا وہ گویا دین و ایمان ہے　مری جان و مال اوسپہ قربان ہے

کہ اوسکے سبب سے مری جان ہے

ہے احسان اوسکی ملاقات کا　کرون کیا بدل مین مکافات کا　سپر یہ ہوا تیر آفات کا　مرا یہ تو ہمدم ہے دن رات کا

مجہے اس سے پردہ ہے کس بات کا

اگر رک ہو دل دشمنان کے کباب　ہے شیطان کی گردن پر اسکا عذاب　سبو بہر کے لا دوڑ کر تو شتاب　مرے منہ سے ساقی لگا دی شراب

کہ ملتے ہین باہم مہ و آفتاب

حکایات اوپر کی اوپر رہین　مگر یہ بیان سے تو حاصل نہین　پس اسمین جس جس نے جو جو کہین　یہ سن سنکے باتین وہ پردہ نشین

چلی آئی وان نازنینہ نازنین

ہوئی پہر محبت کی محکم اساس　اُسے اُسکا پاس اور اُسے اسکا پاس　امیدین قرین اور بہت دور یاس　حیا سے پہر آکر جو بیٹھی وہ پاس

پہر آنے لگے اُسکے ہوش و حواس

اِدہر اسکے پہلو مین دل بیقرار　اُدہر اُسکو بیحد و عد اضطرار　بہت سے تہے جو انسکے آنچر نکے خار　نظر سے نظر جو ملی ایکبار

گئے چشم سے لعل و گوہر نثار

جو ہجران کی وہ یاد آئے ستم　ستم پر ستم اور الم پر الم　یہ دے اوسپہ جان اور وہ دے ایسپہ جان　اُدہر اشک خونی اِدہر چشم نم

اُسے اُسکا غم اور اُسے اُسکا غم

نہ وہ اوسکی زلفون کے پیچیدہ بال　نہ وہ اُسکی گل کی روش سرخ گال　زمانہ کی بدلی عجب چال ڈہال　نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اُسکا حال

تن زرد زرد اور رخ لال لال

گل رخ ہوسنے زرد اور زار سے　وہ مژگان ستم زار بنی خار سے　وہ قامت ہوئے خشک اشجار سے　بہم دو خزان دیدہ گلزار سے

ملے جیسے بیمار بیمار سے

اِدہر غم سے گرچشم پر نم ہوئی　فغان لب پہ اُسی سمت پیہم ہوئی　جنہین ہیبت ناکہ اُسکا تم ہوئی　عجب صحبت اُنمین اُس دم ہوئی

کہ ایسی بہی صحبت بہت کم ہوئی

یہان بے نظیرِ ستم دیدہ واہ   وہ بدرِ منیرِ غم آلودہ آہ   غم و عیش کے دو نوطے کرتے راہ   وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ

حیا سے کئے اپنی نیچی نگاہ

غم و دردِ الفت جتانے لگے   کہ رکھ رکھ کے آنکھیں پہ نشتر لگانے لگے   جدائی کے دکھ یاد آنے لگے   سرشکِ محبت بہانے لگے

اسی احوال پر حیف کھانے لگے

وہان اُنکی صحبت مین گذرا یہ حال   یہان تھے جدائی کے رنج و ملال   گذرتے تھے پیشِ نظر کیا خیال   اور اک طرف کو شاہزادہ نڈھال

لگا رونے آنکھون پہ رکھکر رومال

ہوا جوشِ غم جو قلیل و کثیر   ہوئے دونو رو رو کے غم مین حقیر   اسی حال مین جب بہت گذر گئی   وہ مجروح دل تھی جو بدرِ منیر

لگی کھینچنے اپنے آہون کے تیر

جو رو رو کے خون سرخ آنکھیں ہوئین   ہر اک سمت سے ندیان سی بہین   گہر کی جگہہ لعل ٹپکے وہین   چھپا منہ کو اُس طرف سے نازنین

لگی کرنے تر دامن و آستین

مین اُن صحبتونکو کہون کیا میان   نظر جا پڑے جسپر وہ گریہ کنان   لگے کرنے سب اپنا حال بیان   پڑین غم کی باتین جو آدرمیان

یہ روئے کہ لگ لگ گئین ہچکیان

گہر آنسوؤن کے پروتے رہے   وہ رو رو کے سب جان کو کہوتے رہے   غم و دردِ حسرت ڈبوتے رہے   غرض دیر تک مل کے روتے رہے

جدائی کے داغون کو دہوتے رہے

وہ چہرہ صفا رشکِ خونی بنا   پڑا اُسمین عکسِ رنگِ حنا   شفق مین یہ کیا ماہتاب آگیا   رخِ زرد پر اشکِ گلگون بہا

بہار و خزان کو کیا ایک جا

جو وہ تختہ سینہ تہا لالہ زار   کہلے تھے گل زخمِ کینہ ہزار   ہوئے آبلے چھل چھل کے آہون سے زار   کلیجون پہ جو داغ تھے بیشمار

سو آنکھون سے اُن کی دکھائی بہار

وہ تھے تار اشکون مین باہم اسیر   کبھی مارتی کھینچ آہون کے تیر   کبھی نالے کرتی قلیل و کثیر   پھر آخر کو نجم النسا وہ شریر

لگی کہنے ہنستی ہوئی بدرِ منیر

چلو آنسو پونچھو بس اب ہو چکا   گذشتہ ہوا جو بھی تھا ماجرا   نہ لو بس کو رو رو کے اتنا رلا   کیا چاہتی ہے تو اب قہر کیا

زیادہ نہ بس اپنی الفت جتا

جدائی مین جو جو کہ گذرے ستم   قلم اوسکو کیا کرسکے گا رقم   ہے اِسکے بہی دل پہ نہایت الم   مگر تیری خاطر یہ رو یا ہی کم

کہ تو اور رو رو کے دیتی ہے غم

جدائی کا موقوف کر اب بیان   وہ خواب و خیال ہو گیا میری جان   بس اب اشک آنکھونسے پونچھو میان   ذرا تن مین آنے دے اِسکے توان

ابھی اُس کو رونیکی طاقت کہان

ترے واسطے سانگ کیا کیا کئے   ہزارون الم اپنے سر پر لئے   نکلوا اندھیرے سے اب ان دئے   یہ مردہ سالائی ہون اِسلئے

کہ دیکھے یہ تیرے شتابی جئے

ترے غم کا دلپر مرض اِسکے تہا   بیان ضعف کا کیا کرون ابترا   نہ کر کام بقراط و سقراط کا   وہان مین نے اِسکی نہین کی دوا

کہ ہے خانۂ یار دار الشفا

لگا اسکو تیری محبت کا گھن   غذا و تفقد سے درد اس کا چین   مسیحائی کے تو دکھا اپنے گن   لے آئی ہے اس کو محبت کی دھن

جیا ہے فقط تیرے ملنے کی دھن

زبان اوس کی منہ سے تو اپنی چھپا   کرے کام گاؤزبان کا ذرا   تو اب شہد لب اسکو ہر دم چٹا   اسے وصل کی اپنے دارو پلا

کسی طرح اس نیم جان کو جلا

نکالو دلوں کی ذرا آرزو   ہنسی اور خوشی سے رہو دوبدو   محبت کی باتوں کا کیجیے غلو   بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو

خدا پھر نہ مشکور دلاسے کبھو

بیان مت کرو دکھ اٹھائے ہوئے   ہنسو باہم آنکھیں ملائے ہوئے   نظر سے نظر کو لڑائے ہوئے   نہیں خوشنما پاس آئے ہوئے

رہیں دو جنے منہ تھتھائے ہوئے

قرآن ہے قرین پہلو اب مشتمل   رہے لب سے لب اب یہ دل متصل   ہے خلوت نہیں کوئی اب تو مخل   یہ سن ہنس پڑے دونو آپس میں مل

پڑیں جس طرح پھول گلشن میں کھل

غم و رنج سے لیکے کرا احتیاط   بچھایا انہوں نے خوشی کا بساط   عوض غم کے دل پھر ہوا انبساط   بہم پھر تو ہونے لگی اختلاط

آ پہنچنے لگے دل سے عیش و نشاط

شکر وہ ادھر کنے ادھر سے گلا   لڑی آنکھ ادھر اور ادھر دل ملا   اسی عرصہ میں پھر جیا اٹھ ہنسنا   شب آدھی گئی پھر تو خاصہ منگا

تکلف سے اک اک کے آگے دھرا

کباب دل غم جنے متصل   مے خون دشمنی ہوئی پائے گل   خوشی و طرب خوش ہوئے مشتمل   عجب چہل سے سب لگے آپس میں مل

کیا نوش جس سے تمنائے دل

جدائی کے داغوں کو دھو ہو گئے   یہاں دو گئے اور وہاں دو گئے   ادھر دو گئے اور ادھر دو گئے   پھر آخر کو وہ دو جدا ہو گئے

الگ خوابگاہوں میں جا سو گئے

نہایت خوشی سے ہوا پھر بحال   طرب کے سبب کھل گیا بال بال   ہوئے ہیچ دونوں فرخندہ فال   اٹھائے تھے جو کہ رنج و ملال

ہوئے اس فرح میں وہ خواب خیال

مقابل برابر تھے وہ مو بمو   وہ سینہ بسینہ بہم دو بدو   بغل در بغل لب بلب روبرو   الگ ہو کے لیٹی جو وہ ماہ رو

ہوئی لیٹے لیٹے عجب گفتگو

جدائی کے عالم کا آیا خیال   غم آلودہ ہونے لگی قیل و قال   وہ کھٹکا ہوا یاد آیا ملال   وہ گذرا ہوا یاد کر کر کے حال

لگے رونے آنکھوں پہ دھر کر رومال

خبر کرنے وہ دیو سے جب گئے   پہ بیکا ستم اور پڑا کا غضب   وہ لیجانا پھر دیو کا چاہ پہ جب   کہا شاہزادہ نے احوال سب

کنوئیں میں جو گذرا تھا رنج و تعب

کہ یوں کوہ غم سر پہ ڈھایا گیا   کہ یوں جان میں اپنی تو ہلا گیا   کہ یوں داغ غم دل سے دھویا گیا   کہ یوں میں اندھیرے میں ڈالا گیا

کنوئیں میں یہ تو اپنا ڈلوا گیا

نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس   کسی قافلہ کو نہ آئی ہوس   صبا لے نہ آکر پھرا اک نفس   نہ اُس جا کبھی آیا میرِ عسس
تڑپتا رہا دل برنگ جرس

وہ تاریک خانہ مرا گھر رہا   دیا ظلمتِ غم کا بادر رہا   جو جاگا تو کیڑوں ہی کا ڈر رہا   اگر نیند آئی تو بس مر رہا
صدا میری چھاتی پہ پتھر رہا

محبت نے یہ چاشنی اور دی   نہ غربی ہی نے مجھے غور دی   طبیعت مجھے حق نے مغموم دی   مے رنج ساقی نے دل اور دی
کہ میرے تئیں جیتے جی گور دی

زمین سے نکلنے کی کب آس تھی   بہ پاس ایک سے تا بہ پنجاس تھی   اندھیری کنوئیں کی عجب تارسی تھی   شفیق ایک سل سرِ پہ مجھ پاس تھی
فلک کے مجھے ہاتھ سے یاس تھی

عجب طرح سے زیست کرتا رہا   عجب حال مجھپر گذرتا رہا   زمین کا غضب دل میں بھرتا رہا   فلک کے ستم سے میں ڈرتا رہا
تری جان سے دور مرتا رہا

خدا ہی نے تجھسے ملایا مجھے   رلایا مجھے اور جلایا مجھے   اُڑایا مجھے پھر گرایا مجھے   مقدر نے کیا کیا دکھایا مجھے
اُٹھا قبر سے پھر جلایا مجھے

دیا شاہزادی نے رو رو جواب   کیا یاد سب اپنا حال خراب   لبوں پر تو ہاں دل میں حد اضطراب   یہ سُن سنکے بس جی میں کھا پیچ و تاب
کہ مینے بھی ایک شب یہ دیکھا تھا خواب

ترے داغ کی دل میں جو بو گئی   ترے بن میں آنکھوں سے خوں رو گئی   ترے سنگ ماہوان بہت ڈھو گئی   ترے غم میں میں جانکو کھو گئی
میں اک رات روتی ہوئی سو گئی

تو کیا دیکھتی ہوں کہ صحرا ہے ایک   تو ہے جھاڑ بوٹا نہ کانٹا ہے ایک   تو ندی نہ نالا نہ دریا ہے ایک   تو نے غول نے خضر تنہا ہے ایک
اور اس دشت بر میں کنواں سا ہے ایک

صدا واں سے آتی ہے بدر منیر   سنی کان دھر کر جو میں نے نظیر   نہ کوئی پری ہے نہ دیو حقیر   نہ کوئی آدمی ہے نہ حیوان شریر
ادھر آ کہ یاں قید ہے بے نظیر

میں ہر چند چاہا کروں تجھسے بات   میں جاؤں کدھر کیا کروں تجھسے بات   تو تنہا میں تنہا کروں تجھسے بات   صدا اُسکے سمجھا کروں تجھسے بات
ولے کی گئی واں نہ کچھ مجھسے بات

مری جان گو اس طرف ڈھل گئی   سمجھ کر میں سوئے تحمل گئی   اور آنسو سے پتلی مری ڈھل گئی   وہ تھی نیند کیا مجھکو سے جل گئی
اسی دم مری آنکھ پھر کھل گئی

عجب اُس گھڑی مجھپہ گذرا قلق   نہ دنیا نہ دیں یاد نے یاد حق   مجھے اُس قلق میں یہ آیا عرق   تو چہرا اُداس اور ہوا رنگ فق
کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق

اُسی دن سے یہ حال پہنچا مرا   نہ کچھ رنج کا یہاں تلا نے سہرا   اور آنکھوں سے مینہ آنسوؤں کا گرا   اُسی روز سے ابر غم کا گھرا
کہ مرتی رہی نام لے لے ترا

نہ دیتا تھا گو کوئی تیری خبر   صبا ہو نہ ہدہد نہ پیغام بر   کہ سر کو میں پاتی نہ اور پاؤں سر   خرد کی ترے غم نے توڑی کمر

وہ لے تہا ترے غم سے دل کو اثر

نہ شب کو تہی نیند اور نہ دنکو طعام مجھے خواب خور ہو گئی تہی حرام کہان تک کہون تجھسے حاصل کلام گذرتا تہا وان تجھپہ جو صبح و شام
وہ اندہیر تہا مجھپہ روشن تمام

سدا اپنے سایہ سے ڈرتی تہی مین سدا زندگی سے گذرتی تہی مین وہ غلطیدہ خون آہ بہرتی تہی مین عجب طرح سے زیست کرتی تہی مین
کہ اُس زیست کرنے سے مرتی تہی مین

اُسی درد سے تہا جگر بیقرار اُسی بیقراری سے تہا اضطرار اُسی غم کی آہون سے سینہ فگار اِسی غم مین رہتی تہی لیل و نہار
کہ کیونکر ملاویگا پروردگار

جب اس حال کو حال پہنچا مرا ہوا درد و غم بیکہ حد لا دوا نہایت کے درجہ پہ گہبرا دیا مری شکل پر رو کے نجم النسا
گئی اِسطرح شکل اپنی بنا

بنا حال پہنچی پرستان مین جب ہوئی مجلس شاہ مین وہ طلب وہ راضی ہوئی سُنکے مین سکو جب پہر آگے تو معلوم ہے تمکو سب
کہ ہم تم ملے پہر اُسی کے سبب

بہت کوہ غم سر پہ تہے گو اُٹھے اُٹھائے گئے بوجہ جو جو اُٹھے ادہر سوتے سوتے سے وہ دو اُٹھے یہ آپسمین کہہ حال دل رو اُٹھے
وہ کہنے کو سونے تہے پس سو اُٹھے

بیان کرتے ہین ہجر کا ماجرا جو کچہ رنج و غم آنپہ گذرا سدا ملا وصل بدلا مکافات کا جو ملتے ہین بچہڑے ہوے جا بجا
اُنہین نیند باتون مین آتی ہی کیا

اِدہر اُسنے گذری ہوئی سب کہی اُدہر اُسنے بہی کچہ کہی کچہ سُنی بس آپسمین کہنے کو فرصت نہ تہی پریزاد نجم النسا وان جو تہی
الگ اپنی باتون مین مشغول تہی

رہا شغل ذکر مکافات مین ہوئی داستان لف کی رات مین کبہی لب بلب ہاتہ تہا ہات مین گئی رات حرف و حکایات مین
سحر ہو گئی بات کی بات مین

کواکب کو فرصت اِدہر ہو گئی غم اندازی سہ کی بدر ہو گئی اذان ہو گئی تو بسر ہو گئی شب وصل کی جو سحر ہو گئی
تو سوتو نکو گویا خبر ہو گئی

منازل کو پہنچے ستارے شتاب لپیٹی گئی کہکشان کی طناب سفیدی نے ڈالا سیاہی کو داب چہپایا مہ نے اپنے منہ پر نقاب
اُٹھا بستر خواب سے آفتاب

خماری تہین آنکہین نشے مین تمام جماہی کا آنا دہن مین کلام پئے رفع دردسر تشنہ کام صبوحی کو اُٹھتا ہے جیسے مدام
شراب شفق سے بہرے اپنا جام

وہ کروٹ بدل لینی اور خواب ناز کچہ اک بیخودی اور کچہ اک ہوش باز ملی آنکہ کر کے در خواب باز ہوا چشم واجب وہ مژگان راز
سپید و سیہ مین ہوا امتیاز

ثریا گیا اپنی منزل کو ڈہل ہوا بزم انجم کا یک لخت قل کیا چہپکے [illegible] نے غل گیا عقدہ صبح اُسدم جو کہل
نکل آئے ادہر اُدہر سے وہ گل

بنائے گئے رات بھر کام وہ　محبت کا پیتے رہے جام وہ　جو جاگے بہم نیک فرجام وہ　اٹھے جبکہ آپس مین گلفام وہ
گئے باری باری سے حمام وہ

ہوا آفتاب آگے آئینہ دار　کھلا پنجۂ مہر کیا شانہ دار　لے آیا دہر عطر مشک تتار　دوبارہ کیا سب نے اپنا سنگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار

ہنوز بانسیم سحر جا بجا　کہین غنچہ چٹکا کہین گل کہلا　سن اب یہ سنو ماجرا دوسرا　وہ جوگن بنی تھی جو نجم النسا
بھی گرد وہ اپنے تن کی چھڑا

نہانے لگی ہائے کس شان سے　کہ عشاق جانے لگے جان سے　کہون دل کی خاطر مین یان آن کے　نہا دہو کے نکلی وہ جب آن سے
کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

پڑا پانی بدلا عجب اُسکا روپ　کُھلا جسم نکھرا عجب اُسکا روپ　وہ دُہل دُہل کے چمکا عجب اُسکا روپ　نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ
نکل آئے بدلی سے جس طرح وہ دھوپ

نگر کیا کہون اُسکا عاشق پہ جور　کہ اس جور پر [illegible]　شفق کی [illegible] آتا ہو ن غور　ولے راگ اُسنے لگائی یہ اور
کہ پوشاک کو سرخ لالے کی طور

وہ گلنار پوشاک رشک چمن　وہ لالہ کہ غنچے کی جھوٹا [illegible]　ہر اک شفق سرخ سارا بدن　جلانیکو عاشق کے دکھلا یہین
لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہین

کرن اُسمین سورج کی جیسا کی جا　دہنک برق کی ٹانک [illegible]　شفق مین کی لگی گوٹا کیا　تمامی کی سنجاف اُس پر لگا
طلا کی طرح سے دیا دکہا

سہاگن کی پہولون سار نگلین لباس　شفق کا ہوا اور مرجان کی باس　ہوئی اُس سے رنگت [illegible]　اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس
تصور مین ہو سرخ جس کے قیاس

وہ لعل مین سر سے پاؤن تلک　[illegible] عقیق اُسکو تک　ہی ہے وہ تو کا [illegible]　بھبوکا سا تن اور مُنہ کی دمک
کہ جون شعلہ آتش سے اُٹھے بھڑک

عجب طرح جوبن وہ دکھلاتیان　فرشتون سے ہین ہات ملواتیان　کچھ ایسی ادا مین سخت اتراتیان　نکیلی وہ اُٹھی ہوئی چھاتیان
بھری اپنے جوبن مین انڈلاتیان

وہ کنٹھی کی شہرت وہ تکمہ کی دہاک　صفائی [illegible] ہوئی صفا پاک　وہ نور قمر پر سحر اشتراک　کی صفائی وہ کرتی کا چاک
ٹرانشے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک

وہ دریائے خون کی حباب ایکدال　بھرا خون مشتاق دل سے نکال　وہ محرم صفا اور وہ کرتی کا حال　وہ کنچین سی اُسمین کچین لال لال
بھرے رنگ سے تمغے کی مثال

وہ نقش سویدائے دل ہی فزود　دیا حجر اسود ہے پڑ ہے درود　سیہ شب [illegible] بالا [illegible] کشود　نلاہٹ وہ بھٹنے کی اُس سے نمود
کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

بھرا ہے حیا اُن مین لیکر شہاب　مے سرخ کی لال شیشے مین آب　نہین یہ [illegible] کچھ اچھی بناب　کبھی تو لئے اپنے منہ پر نقاب

شفق میں چھپے جوں مہ آفتاب

جو پلو کا آنچل رہے اس پہ سرے کناریکا گوٹا موڑ سے اور جڑے یہ ڈوبی ہوئی اوسکی قسمت کے بنت گرد اوسکے نہ کیونکر پہرے
کہ وہاں گوکھرو لہر کہا کہا گرے

وہ کلیاں میں رشک رنگ پیچ تہ پور وہ بوٹے کہ خورشید خاور پہ جور وہ پاپنچے شمع و فانوس نور وہ پاجامہ سبز کمخواب اور
دوپٹہ بنارس کا سورج کے طور

عقیق یمن رشک ہے کہا گل یہ موتی کہ تھی موتی میں تل پڑا کوہ و دریا میں ہر سمت غل جواہر سجا اپنے سو قع پہ کل
تر شح ہوتا ہو جیسے ز دیدہ گل

ادہر اپنے بل پر تو گیسو کھنچی ادہر گل سے خوشبو کو ہیرو کھنچی رہی بہرتی مشاطہ ہر سو کھنچی وہ کنگھی کھنچی اور وہ ابرو کھنچی
ہر اک آن میں اپنی ہر سو کھنچی

وہ شانہ کہ تقصیر اوسکی معاف معافی مکہ باعث کرے ہاتھ صاف وہ زلف سلاسل بلا بر خلاف کہجوری وہ چوٹی زریکا موباف
کہ جوں دود کے بعد شعلہ ہو صاف

وہ پہولونکا گہنا جدا اوسکے پاس بنی باغ باغ اس سے عاشق کی آس کلونکی جائل کا تھا ہر مساس عروسانہ اوس نے کیا جو لباس
تو آنے لگی خون کی اوسمیں باس

وہ پوشاک زیور وہ چہر یکا نور وہ پہولونکی نکہت وہ حسن غرور پری جو غش ہو گئی بے قصور بنی جبکہ اس رنگ وہ رشک حور
چلی آئی فیروز شہ کے حضور

اڑا ہوش جانے کدہر کو گیا ویا نیند آئی تھی جھٹ سو گیا وہ تلوار کی آنچ میں جو گیا پر پزاد تو قتل ہی ہو گیا
کہے تو کوئی جان سے کھو گیا

مگر جان پر صدمہ ایسا سہا کہ آنکھوں سے حسرت کا دریا بہا نہ وہ چہل اسدم نہ وہ قہقہا حیا سے نکی بات نے کچھ کہا
ولے جی سے قربان اسپر رہا

سمندر محبت کے بہنے لگے وہ کہل کہ سب رہنے سہنے لگے خوشی عیش بہی باہیں پہنے لگے وہ بن ٹہن کے آپسمیں ہنسے لگے
بہم راز دل اپنا کہنے لگے

نہ غم متصل اور نہ حسرت مخل اٹھے شیشے الفت کے حد متصل ہوئے اور بہرے تخل د انفصال خوشی سے ہوئے ملکہ سر جز دل
لگے سبزیاں پینے آپسمیں مل

غرض وصل کے اپنا اڑانے لگے عجب ہو لئے وہاں کارخانے لگے گزک کہانے اور سے پلانے لگے ضیافت بہم ملکے کہانے لگے
وہ غم کہانے اور نکے ٹہکانے لگے

مے وصل سے جام بہرتے رہے دلو نپر مگر بات دہرتے رہے سدا زلف و کاکل سنورتے رہے چھپے عیش و عشرت وہ کرتے رہے
پہ غیرونکی چرچے سے ڈرتے رہے

کوئی فاختہ کوئی شمشاد تہا کوئی قمری و سرو آزاد تہا کوئی شیریں اور کوئی فرہاد تہا اگرچہ ہر اک وصل سے شاد تہا
ولے ہجر کا غم اوسے یاد تہا

ہوئی مشورت کی بہم گفتگو / کہ تحریر سے ہو سخن دوبدو / دلوں میں بھری تھی سو آرزو / یہ ٹھہرا کے نکلے وہ دو ماہرو
کہ اس بات کو کیجئے اکسو

ہم ایسے میں کر کے اشارے رہیں / بلخ تم رہو ہم بخارا رہیں / جدا دونو یہ ماہ پارا رہیں / غضب ہے جو یوں ہی دو بارا رہیں
چھپے کب تلک آشکارا رہیں

رواں نامہ ہم بار ہی بار کیں / بیاں انہیں شوکت شماری اگر کیں / یہ پیغام شادی کے اظہار کیں / نصیب اس طرح سے جو یاری کریں
عیاں کیوں نہ ہم خواستگاری کریں

ادھر وہ گئیں یہ ادھر کو گئے / غرض اپنی اپنی کو دونو گئے / غم داغ ہجراں کو لیتے ہو گئے / جب آپس میں یہ مشورے ہو گئے
ادھر اور ادھر بل کے دو دو گئے

محبت کے رشتے میں دونو اسیر / لگیں رہنے تھیں دو آئینہ دو یہ فقیر / وہ فیروز شہ اور وہ بے نظیر / وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر
کچھ اک کر بہانہ وہ دونو شریر

وہ دل ہاتھ میں لا کے ماں باپ کے / وہ دل خوش بہت پا کے ماں باپ کے / گئیں آگے گھر اپنے ماں باپ کے / رہیں گھر میں پھر جا کے ماں باپ کے
کہ دیکھیں گے اب ہم قدم آپ کے

جو ان دونوں نے گھر کی لی اپنی راہ / چھپے برج اقلیم میں مہر و ماہ / مناسب یہ سمجھا کہ پیرایہ خوانخواہ / نکل بے نظیر اور فیروز شاہ
کسی شہر میں رکھیے فوج و سپاہ

مہیا کر اسباب شاہی نخست / بتایا انہیں جیت تھی جو کہ سست / وہ چست و درست و خود نشست / کر اسباب سب سلطنت کا درست
پھر آئے ادھی جا پہ چالاک چست

بنایا وہاں خیمہ و بارگاہ / نہ دیکھا کسی کو بغرض عذر خواہ / لگے نا پہنے پھر رسم و راہ / وہاں کا جو تھا شاہ انجم سپاہ
جسے لوگ کہتے تھے مسعود شاہ

بہت اوسکی تھی فوج و خیل و حشم / وہ ماہی مراتب و طبل و علم / سو اسکے لیے لیکے کاغذ قلم / کیا نامہ یوں ایک اوسکو رقم
کہ اے شاہ شاہان و فخر عجم

صفحۂ کاغذ گلنار ہے گل زمین قرطاس لالہ زار ہے بے نظیر نامہ نگار
ہے مسعود شاہ سے بدر منیر کے عقد کا خواستگار ہے نگہت چمن چمن ہے
کثرت گل سے صحن باغ گویا دولہن ہے

ملک فیلقوس اور دارا نہاد / کیومرث شان و زرتشت زاد / ہمایوں سرشت اکبر خوش مراد / فریدوں مثال و سکندر نژاد
مراد جہان و جہان مراد

نریمان شیم زال خصلت بہم / فرامرز جنگ گیو ہمت بدم / پشن سیرت اسفندیار حشم / جہان شجاعت زمان کرم
دل رستم گرد جانم ہم

کشش آب و خور کی بہی ہی اک عجیب   کہ ہوجاتا ہے آدمی ناشکیب   نہین سوجھتا ہے فراز و نشیب   ہین وارد ہون یہان اک مہمان غریب
لے آئے ہین مجکو مرے یہان نصیب

نہ چشم تلطف ذرا سیجئے   شراب عنایات کو پیجئے   اجازت خوشی سے ہمین دیجئے   نوازش سے اپنے کرم کیجئے
غلامی مین اپنی مجھے لیجئے

عیان کا نہ محتاج ہووے بیان   عیان ماجرا کسطرح ہو نہان   گو یہ ہین سب متفق آسمان   ہمیشہ سے ہے راہ و رسم شہان
کہ وابستہ یون ہی ہین کار جہان

مین نجم سعادت دل آگاہ ہون   مین کیوان جناب ایک ذی جاہ ہون   سپہر شہی پر مین یکجاہ ہون   جہان پر ہے روشن کہ مین ماہ ہون
ملک زادہ ابن ملک شاہ ہون

دبیر فلک ہے ہمارا مشیر   ہے مشعل بکف شبکو بدر منیر   تعلی نہین عرض کی بے نظیر   ہر اک مجھسے واقف ہے برنا و پیر
کہ ہے نام میرا شہ بے نظیر

فلان شہ کا پوتا ہون اور بالکا   پدر ہے شہنشہ خوش اقبال کا   لکھ فوج یہ حال احوال کا   بیان سب کیا ماضی و حال کا
تجمل لکھا فوج واحوال کا

مین بندہ ہون رب میرا پروردگار   مین عاجز ہون اور ناتوان خاکسار   گنہگار ہون اور عصیان شعار   جتا کر بہت عجز اور انکسار
لکھا یہ بہی اک حرف آخر کے بار

ہے قول بزرگ لطیف و ظریف   لطیفہ ہے یہ اک نہایت لطیف   قوی عرض کرتا ہے عاصی ضعیف   کہ جو ہووے برعکس شرع شریف
وہ ہے اپنے مذہب مین اپنا حریف

خدا کو ذرا آپ پہچانئے   مصمم ارادہ بدل ڈالئے   نہ اورون کو آفت مین لا تانئے   اگر مانئے خیر تو مانئے
نہین آپ آیا ہمین جانئے

یہ لکھ پڑھ کے نامہ بصد انتظام   دیا بخنۂ مغزی سے سرنامہ خام   صبا بنکے قاصد گیا اک غلام   گیا یہ جو مسعود شہ کو پیام
سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام

وزیرون سے کی مشورت خواہ مخواہ   جتایا سب اپنا حشم عز و جاہ   بہت خوض کر دل مین اسے سوچ راہ   سمجھ اسکا مضمون مسعود شاہ
کہ اتنی ہے فوج اور اتنی سپاہ

سمجھ سوچکر جیسین اور کر خیال   کہ ہر امر ہے فی الحقیقت محال   سمہ اول سے جہین گے اسکا مآل   اور آخر یہی ہے زمانے کا حال
کہ پیوند ہوتے ہین باہم نہال

شگوفہ بہارون کا پابند ہے   ثمر ایک سے لیکے وہ چند ہے   زمین سے نکلتا زمین قند ہے   نہ تازی یہ کچھ رسم پیوند ہے
ہمیشہ سے عالم برومند ہے

تو مسعود شہ نے بلا کر شتاب   دبیر خردمند کر انتخاب   دیا حکم تحریر کا اس حساب   لکھا نامہ اوسکا یہ اک جواب
کہ عاقل کو نکتہ سے لگے ہے کتاب

∴ ✣ ∴

جواب نامہ بے نظیر کا عطارد دبیر ہے صفحہ کاغذ رشک بدر منیر ہے شادی کی خوشی مین گل گلشن پہولے نہین سماتے ہے اشتراک نسیم سرکتے فضائے چمن مین غنچے کھلکھلاتے ہین عاشق و معشوق کا مدعائے دلی بر آیا نخل امید مین

کیا چاند ثمر آیا

لکھا بعد حمد و ثنائے خدا　صحابہؓ کی لکھ منقبت کو ذرا　سپاس نعت پیغمبر مصطفیٰ　یہ حمد خداوند عرش و سما

پس از نعت احمد شہ انبیا

لکھا بعد و ثنائے خدا　جواب اسکا لکھنے کو خامہ اٹھا　سو قاصد لے آیا اور ہمنے پڑھا　کہ تمنے ہمین وہ جو نامہ لکھا

پس از نعت احمد شہ انبیا

کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تھا　جواب اسطرح خط کا لکھا گیا　بیان اپنے دل کا کیا مدعا　عطارد رقم ایک منشی بلا

وہ راز نہان اپنے ہاتھون کھلا

شریعت کے عالم مین مجبور ہین　یہ ہم حکم شرعی سے معذور ہین　علم فوج و لشکر سے معمور ہین　سنو ہم بڑے اہل مقدور ہین

نہین اپنے نزدیک ہم دور ہین

اگر ہم کبھی اپنے دعوی پہ آئین　عدو در و بر و آئین و دوزخ کو جائین　تو لاکھون کے خون کا سمندر بہائین　جو ہم زور شمشیر تمکو دکھائین

تمہارے فلک کو نہ خاطر مین لائین

ابھی گھر سے نکلے ہوا اڑ کے طور　یہ اک پل مین ہوا اور سے اور اور　ہین انواع اسکے بہت ظلم و جور　زمانے کا دیکھا نہین تمنے دور

نہین نیک و بد پر تمہین اپنے غور

کسی پاس دولت یہ رہتی نہین　یہ آتش ہمیشہ تو رہتی نہین　یہ جاتی ہے تو منہ سے کہتی نہین　سدا سلطنت عیش سہتی نہین

سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین

ولے کیا کرین رسم دنیا ہے یہ　وہان ہو گا کیا خوف عقبی ہے یہ　سمجھتے ہین ہم اسکو ہین کیا ہے یہ　سو فوج و حشم جو تمہارا ہے یہ

دگر نہ گھمنڈ آپکا کیسا ہے یہ

زبس ہمکو ہے پاس شرع رسول　سو تم فوج و دولت پہ جانا نہ بھول　یہ تقریر باہم کی ہے نہ فضول　اگر تم نہو اپنے دل مین ملول

سو اسواسطے کرلئے ہین ہم قبول

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　فقط یہ ہے سو قفل کی اک کلید　سمجھ لو نہین کچھ ہے لطف مزید　نہ کیجے بہت آپہین گفت شنید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایک اچھی سی تاریخ ٹھیرائیے　بزرگ ایک ملا کو بلوائیے　ضروری جو چیزین ہون منگوائیے　رسومات شادی بجا لائیے

دیا حکم ہمنے تمہین آئیے

گیا ایلچی نامہ لیکر ادھر　دیا پیک کو جلد پہنچا مگر　خط لیکر وہین شوق جلد لیکر　ہوا نامہ تحریر جب سربسر

اُڑی ہر طرف یہ خوشی کی خبر

لے آیا جو نامہ کی قاصد سعید کہلا اور ہوئی اُسکے حرفونکی دید عجب وقت تہا اور روز سعید سنی یہ جو نامہ کی گفت و شنید
ہوئی شاہزادہ کو گویا کہ عید

لگی اُٹھنے دل سے خوشی کی اُمنگ اٹھی جی مین عیش و طرب کی اُمنگ شگفتہ ہوا غنچہ دل کا ڈہنگ کشادہ ہوئے دل جو تہے غم سے تنگ
او سیدن سے ہونے لگے راگ و رنگ

خواصونکو سو ہین خبر داریان ملین شوق دل کو طرحداریان لگے دوست سب کرنے غمخواریان ہوئین ہر طرف سب آزاریان
لگین ہونے شادی کی تیاریان

ہوا حکم کرنا نہ دیر ایک چہین لے آو برہمن کوئی ایک سن خوشی و طرب سب ٹہری جہین گن بلا شگنیو نکو بتا سال و سن
مقرر کیا نیک ساعت کا دن

مارے خوشی کے قد آدم اوچہل پڑی ہلنسی ذوق مسرت مین دہن سے باہر نکل پڑی نواسنجان چمن زمزمہ عشرت کرتے ہین عطریت کو گل اپنے دامن مین بھر لیتے ہین سبب اس طرب کا کیا ہے گیا ہے اجی میان باطن ہے نظیر و بدر منیر کا بیاہ ہے

کہان ہے وہ صہبای توبہ شکن کجا شیشہ و جام ایجان من ذرا کہول میخانہ مین خم شتافن کدہر ہے تو اے ساقی گلبدن
دہری آج اُس شمع رو کی لگن

بجا فاش کر آکے اس راز کو بہت جان عیش جدا ساز کو نکیسا و غیرہ سخن باز کو بلا مطربان خوش آواز کو
کہ آوین لئے اپنے سب ساز کو

ہراک کارخانہ مین ہشیار ہو ہراک جنس کا آکے انبار ہو پس اب پہول ہوان پہن ہار ہو وہ سامان شادی کا تیار ہو
مہیا کرو جو کہ درکار ہو

ہوا راستا کج گنبد کینہ توز اثر کر گیا شمع کا ساز و سوز بہرے لاکہ ارمان دلمین ہنوز بڑی خواہشون سے جب آیا وہ روز
چڑہا بیاہنے وہ مہ شب فروز

ادہر اک طرف ہاتہیونکی قطار اور اک سمت کو جمع پیدل ہزار ادہر شور اور غل اودہر کو پکار محل سے نکل جب ہوا وہ سوار
بجے شادیانے بہم ایکبار

ہے اصل و بیان مین بہت فرق ہان کہان وہ سمان اور بہلا مین کہان نہین لکھنی مجکو جو بڑی داستان کرون اوس تجمل کو کیونکر عیان
کہ باہر ہے تقریر سے یہ بیان

کسی نے کسی کو پکارا شتا ارے او میان یہان تو آنا ذرا کہڑے رہیے اک بات سننا بہلا وہ دولہا کے اُٹہتے ہی اک غل مچا
لگا دیکہنے اُٹہکے چہوٹا بڑا

کہارون کو کوئی بلانے لگا　کوئی پالکی کو منگانے لگا　اِدہر سے اُدہر کوئی جانے لگا　کوئی درزگھوڑہ ڈنکو لانے لگا
کوئی ہاتھیون کو بٹھانے لگا

کسی نے کہا او میان بہائیو　ذرا اپنی ہتنی کو بٹھلائیو　کسی نے کہا جائیو جائیو　لگا کہنے کوئی اِدہر آئیو
ارے رتھ شتابی مرا لائیو

کسی نے لیا آشنا کو پکار　کسی نے دیا اپنا سائیس مار　چلا کوئی پیدل ہی دامن سنوار　کوئی پالکی مین چلا ہو سوار
پیادون کی رکھہ اپنے آگے قطار

چلا کوئی اُس سمت ہاتھی نشین　کسی نے کری قطع پیدل زمین　کھڑا ہے کوئی سوچ مین سہمگین　جو کثرت مین دیکھا کہ گاڑی نہین
کوئی تانگے تانگے پہ بیٹھا کہین

کہین سقیے سڑکین چھڑکنے لگے　کہین تازی ترکی پھڑکنے لگے　دل بزدلان سب دھڑکنے لگے　سپر اور قبضے کھڑکنے لگے
سوارون کے گھوڑے بھڑکنے لگے

بہارین وہ ثروت کی اور انکے بعد　جلائین وہ دولت کی اور انکے بعد　نوشائین وہ شوکت کی اور انکے بعد　شکوہ وہ نوبت کے اور انکے بعد
گرجنا وہ دہوسونکا مانند رعد

وہ نقارخانے مین اگر دہنین　جو لائے گئے ہوش اوہر دہنین　دقیقے نہ سمجھین پڑہے اور گنے　وہ شہنائیون کے سہانی دہنین
جنہین گوش زہرہ مفصل سنین

عجب پنجشاخے شب افروزشان　خجل مشعل مہر ہر روز وہان　وہ مہتاب چھٹتی تہی کیا بدرسان　ہزارون تمامی کے تختِ روان
اور اہل نشاط اوسپہ جلوہ کنان

سرود اوہ سارنگیون کا بجا　وہ لہریکا پہرتار بندہنا بہی کیا　مزہ دونکی بہی جہانجہ اک خوشنما　وہ طبلون کا بجنا اور انکی صدا
یہ گانا کہ اچہا بنا　لاڈلا

وہ بچیوں سنبھلیو کی ہر سو پکار　کڑک پہر وہ تاشونکی اک عہد دار　وہ سر پر لگا چتر اک زرنگار　وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار
وہ موتی کا سہرا جواہر نگار

تماشے کو آیا زمانہ نکل　براتی ہزارون وہ فوجون کے دَل　وہ قرنیکا شور اور بانگ دہل　ٹہنک کر وہ گھوڑونکا چلنا سنبھل
ہماکی وہ دو نو طرف ہو چہل

ادہر پنجشاخے منور ہزار　اُدہر مشعلین شعلہ زن برقوار　وہ اک لاکہہ روشن اور انکی بہار　وہ فانوسین آگے زمردنگار
کہ ہو شیر پینا جنہون پر نثار

وہ گل مشعلون کے عجب افشان ہوئے　گلی اور کوچے گلستان ہوئے　مکان و محل سب خیابان ہوئے　دو رستہ جو روشن چراغان ہوئے
پتنگے خوشی سے غزلخوان ہوئے

ہوئے جمع طفل دبستان سے　کتابین اُڑا لائے ایوان سے　تجلی کے مطلع پڑہے شان سے　ہوا دل جو روشن چراغان سے
پڑہے شعر نوری کے دیوان سے

چراغون کے جہاڑ ہر طرف خوشنما　کنول پہولے مثل چمن اک جدا　وہ سرو چراغان کہین بنگیا　چراغون کے ترپولئے جابجا

اور اُن مین وہ بازاریون کی صدا

فقیرونکا کہنا اجی دوم دوم   نئی وضع چالین نرالی رسوم   ادہر اہل شام اور اودہر اہل روم   تماشائیونکا جدا اک ہجوم
پتنگے گرین جون چراغونپہ جھوم

ترہی کی وہ آواز پیون پیچ نیچے ساتھ   وہ بم زیر کی بین تہی غونغونکے ساتھ   برسنا وہ تلڑونکا دہون دہونکے ساتھ   کڑکنا وہ نوبت کا باجون کے ساتھ
گرجنا وہ باجونکا ڈنکونکے ساتھ

چراغون کی لوتا بسر جوق جوق   بہار چمن تا کمر جوق جوق   ہر اک چیز آتی نظر جوق جوق   براتی ادہر اور اودہر جوق جوق
وہ آواز قرنا وہ آواز بوق

عجب طنطن اور گنگوری کی صفیر   وہ لہرا کہ لہرائے پہ اوہ فقیر   ہو کیا حال سن لے اگر شیخ پیر   وہ گانے بیاہ دسے اور آنکی لکیر
کہ تا چرخ پہنچے صدا اونکی چیر

وہ پہولونکے تختے سجائیں اس ڈہنگ کے   چمن کے تہے تختے خوش آہنگ کے   ہزارا کہیلے گل بہت سنگ کے   وہ آرائش اور گل کئی رنگ کے
وہ ہاتہی کہ دو دو دیو تہے جنگ کے

بنفشہ کی چادر کو رکہا تہا گاڑ   انار اور مہتاب کی سہری باڑ   وہ ساون وہ بہادونکی پیوستہ آڑ   وہ ابرک کی ٹٹی وہ بیلے کے جہاڑ
کہے تو کہ تنکے کی اوجہل پہاڑ

کسی پر کہلا لالہ لخت لخت   کسی پر چمن باغ بلوے کرخت   کوئی نرم گل اور کوئی تہا سخت   وہ رستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

مین ہر کس وش پر لگاؤن سراغ   چراغونکے گل کہل رہے باغ باغ   مثال اوسکی کہتا ہوں گل کہاگئے داغ   وہ رنگین کنول اور وہ شمع چراغ
کہلے جسطرح لالہ نور باغ

یہان سے وہانتک کہلا لالہ زار   وہان سے وہانتک ہزارون ہزار   نگہہ کا پہنچنا ملا جائے تار   جہانتک نظر آئے انکی قطار
طلسمات کی سی ہوا ابر بہار

چہچہوندر کی زبان زبان ملی گرد گہور   وہ ساون برسنا کرے شور بور   وہ مہتابکا پور د کہلائے غور   انارونکا چہٹنا پہنچے کا زور
ستارون کا چہٹنا پٹاخون کا شور

ادہر پہلجہڑی اور اودہر لوا انار   لگی چہوٹنے دمبدم صبح وار   اڑن کا جدا شور چرخی کو مار   وہ مہتابکا چہوٹنا بار بار
کہ ہر اک نگاہ کی جس سے دونی بہار

تجلی کا سامان جو منظور ہو   تو جو ٹیلہ ہووے وہی طور ہو   گیا قطرہ دریا مین مستور ہو   دہوان چہپ گیا نور مین نور ہو
سیاہی اوڑی شب کی کافور ہو

لگی تہی سراسر چراغونکی باڑ   چراغون کی باڑ اور چراغونکے باڑ   زمین کہود کر گویا رکہی تہے گاڑ   سراسر وہ ہر طرف مشعل کے جہاڑ
کہ جون نور کے مشتعل ہون پہاڑ

براتی عجب ڈہنگ کے بیشتر   جسے دیکہو گویا کہ ہے نخل زر   وہ زربفت تہے پاس لی تابسر   زری پوش سر سبز سب کہ گر
پہرین برق کی طرح ادہر اودہر

بیان اسکی کا باہر ہے مقدور سے　قلم اور زبان دونو معذور سے　جسے دیکھو بہتر ہے وہ حور سے　کہے تو کہ نزدیک اور دور سے
زمین و زمان بھر گیا نور سے

اٹھاتے قدم کو نہیں ہات سات　چلے جاتے تھے ہاتھوں میں ہاتھ ہات　غرض رہ گئی اسمیں تھوڑی سی رات　جب آئی وہ دلہن کے گھر پر برات
کہون واں کے عالم کی کیا تجھسے بات

وہ دیوار و در تھے جو سنگ بہشت　وہ تھے خوب اور لعل گویا تھے زر خشت　وہ ہر قطع محفل کا حورونکی گشت　ہوا دن کی صحبت کی رشک بہشت
دھرے تھے لخلخے گرد عنبر سرشت

جڑاؤ وہ خیمہ زری چوبنکے بند　لگی وہ موتی کی جھالر دو چند　وہ مقیش کی ڈوریاں جیں کمند　کھڑے بادلوں کے وہ خیمے بلند
کرے عالم نور جسکو پسند

لگی داہنے ہانڈیونکی قطار　ادھر بائیں کو برج روشن ہزار　چراغونکے آگے کنول کی بہار　بلورین دھرے شمعدان بیشمار
چڑھیں موم کی بتیاں چار چار

نئی وضع کے اور نئے دور کے　اور انکے نئے طور اور اور کے　نئے دید کے اور نئے غور کے　نئے رنگ کے اور نئے طور کے
دھرے ہر طرف جھاڑ بلور کے

چلے دیکھنے کو گر اپنی کس　ادھر آئے پانچ اور ادھر آئے دس　رہی اندھوں لنگڑونکے جی میں ہوس　تماشائیونکی یہ کثرت کہ بس
ملے ایک سے ایک سب پیش و پس

کوئی نیچے اور کوئی بالائے بام　ادھر اور ادھر دائیں بائیں تمام　بڑے زرق برق خاص عام　دو زانو زری پوش بیٹھے تمام
شراب خوشی کے کیئے نوش جام

ہر اک کا وہ پاؤں اٹھا بیٹھنا　کھڑے ہونا اور ذرا بیٹھنا　کسی کو کسی جا ہٹا بیٹھنا　وہ دولہا کا مسند پہ جا بیٹھنا
برابر رفیقوں کا آ بیٹھنا

کسی کا یہ کہنا آواز سے　اٹھو ناچنے کو اک اعزاز سے　وہ تیار ہونا بڑے راز سے　وہ اٹھنا طوائف کا انداز سے
دکھانی وہ آ صورتیں ناز سے

وہ نورن ظہورن یہ دونو جوان　بہن کہکے پشوازیں اک شعلہ سان　کھڑی آ ہوئیں بزم کے درمیان　کروں راگ کا ناچ کا کیا بیان
قدیمی کسی وقت کا سا سماں

بتانا وہ پہلے ... مشتعل　بنا پھر اڑا دینا مشتعل　ادھر بیچ ہی وہ لینا کہ دل جاے مل　وہ ارباب عشرت کا آپسمیں ملنا
بتانا کہیں سے اگن کا دیئے گل

وہ دیپک ... ہی شہناد　ہبوکا اٹھے دل سے ناچگر　دھوئیں بندھ گئے راگ کے سر بسر　وہ اپنی کی تانیں ادھر اور ادھر
ملے سر طنبورہ نکلے یا یکدگر

وہ خورشید و مہتاب سے گورے گال　وہ گورے تھے ہیں کچھ مگر لال لال　خیالوں کا کرنا وہ دلمیں خیال　الٹنا وہ ٹھوکر کا دے دے کے تال
وہ بوٹا سا قد اور کبکدری کی چال

بتانا کبھی ہات کا وہ اٹھا　دوپٹے سے لینا وہ منہ کا چھپا　چھپا کر کبھی آپ دینا دکھا　کبھی پلٹوں کی دکھاتی ادا

کہ جون لوٹ کر ہو وے بجلی ہرا

کبہی آپ گانا ذرا ذوق سے　چلا بیاہنے کو بہلا ذوق سے　کبہی لیکے گہونگٹ کو کیا ذوق سے　کبہی گت پہری ناچنا ذوق سے
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

وہ ہرتال پر کہاتے سم کہہ کے لاؤ　کسیطرح صورت کو اپنی دکہا کر　اُڑاؤ جہان تان اِن عاشقونکو پاؤ　ادہر کی تو گت اور اُسکا یہ بہاؤ
اُدہر اودہمین نائیکا کا بناؤ

جدے بول ہے نخرے جتاتے چلے　وہ جہری پڑے ہاتھ ناچتی ہے　وہ کہونڈ لیے دانت اور گردن ہلے　کہڑی ہوکے دو گہونٹ حقہ کی لے
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے

گئی جو مضمون کی صورت بدل　تجلی کے سانچے مین آنا ہے ڈہل　پڑے دیکھ عاشق کے دل کو کل　اور اُس صف سے اک چہوکری کا نکل
جتانا ہنر اپنا پہلے پہل

وہ صورت کہ خورشید سان صاف پاک　جسے دیکھ عاشق کا دل ہو دو چاک　وہ چالاق اور چونبد رکہے نہ باک　اُلٹا ہاستین اور تہر بکا چاک
نئے سر سے انگیا کو کرٹہیک ٹہاک

کیا آپ گوہر سے منہ شو شست　وہ افشان جبین پر چہڑک کر نشست　کیا تیز مشاطہ کو تیغ جو ست　بنا کنگہی اور کیا ابرو درست
جہٹک دامن اور ہوکے چالاک چست

دیا ہات سید ہے سے زلفوں مین بل　الجہہ کر کے تا ہو نہ عاشق کو کل　سراپا برابر وہ ہیئت بدل　دوپٹہ کو سر پر اُلٹ اور سنبہل
یکایک وہ صف چیر آنا نکل

کہونکہیا مین انداز اُس ناچکا　سراپا جو کچھہ اُس سے سرزد ہوا　وہ بیٹہی کیا قاعدہ کیو ادا　پکڑ کان اور گہنگرونکو اُٹہا
پہن پاؤنمین اپنے سر سے چہوا

نکالی اُس انداز مین اک بات　ادا ناچنے کے کئے سب نکات　اُٹہی وہ ہو کے سو پانچ سات　ادہر اور اُدہر رکہے کندہے پہ ہات
چلی ناچتی آنا سنگت کے سات

وہ آنا کبہی اور جانا کبہی　دکہانا کبہی منہ چہپانا کبہی　وہ دہرپت کی تانین اُڑانا کبہی　کبہی ناچنا اور گانا کبہی
رجہانا کبہی اور ریتانا کبہی

وہ چٹکی پسے جس سے دل ہو نہال　وہ ٹہوکر کہ عاشق کا دل پائمال　اگر آگیا بہیروین کا خیال　خوش آواز یون سُنے وہ گانا خیال
دکہانا ہنر اک دم مین اپنا کمال

وہ خلقت کی گرمی صحبت کا ڈہنگ　وہ دل کی خوشی اور وہ جی کی اُمنگ　وہ بزم طرب اور تیش کے رنگ　وہ شادی کی مجلس وہ گانے کا رنگ
وہ جیکی خوشی اور دل کی ترنگ

وہ پاؤنکو بیڑی وہ پہولونکے ہار　وہ ہاتہونکے چہلے جواہر نگار　دہوان دہار مسی پہ لاکہے کو مار　وہ پہولونکے گہنے کنارے کے ہار
وہ بیٹہی ہوئی رنڈیونکی قطار

سمند سخن کی مین پہیرون جو باگ　اب اس رنگ مین اور لاتا ہون آگ　تماشا یہ دونو طرف کی ہے لاگ　ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہ راگ
محلین ادہر گہوڑیونکا سہاگ

الگ دینا لوٹے کی ٹونٹی ہمودانہ — اری آئیو اے بوا کی پکار — وہ آ بیٹھنا بزم مین ایکبار — گلے مین پہننا وہ ہنس ہنس کے ہار
سٹاسٹ وہ پھولونکی چھڑیونکی مار

کسی کا یہ کہنا ہمین آؤ آؤ — نکالو ذرا چاؤ تشریف لاؤ — سنا خانم انگیا تو اپنی دکھاؤ — دکھانا وہ بن بن کے اپنا بناؤ
وہ آپس کی رسمین وہ آپس کے چاؤ

وہ رسیا کھیلتی لڑکیان بالیان — وہ کانونمین انکے پڑی بالیان — نظر بازون نے دیکھیان بھالیان — قہقہے ہنسی شور و غل تالیان
سہانی سہانی نئی گالیان

کہین رشک زہرہ کسی کی جبین — کہین کہکشان سے بنا ہر تہین — نظر آگیا کوئی کیوان کہین — غرض کیا کہون تاب مجھ مین نہین
نہ دیکھے گا عالم کوئی یہ کہین

ابکار مضامین کا عقد ذہن رسا سے ملنا بدر منیر مضمون معانی بے نظیر سے جلوہ آرا ہوا غرض کہ بدر منیر کا نکاح بے نظیر سے اور نجم النساء کی شادی فیروز شاہ سے اور رخصت ہونا برات کا

صراحی منگا اور نہ ساغر اٹھا — نہ شیشے کی تو آج گردن جھکا — ذرا قند کو ٹوسے مین کو ملا — چھکا یون نشے مین بہت ساقیا
مجھے بدلے اب مے کے شربت پلا

نہ بدمست ہون اور نہ سرشار ہون — تو شربت پلا گو کہ میخوار ہون — چھڑک آب گل منہ پہ ہوشیار ہون — کسی پر نہ ایسا ہو جو بار ہون
تو پھر مین گلے کا ترے ہار ہون

چلا آیا کوئی لیئے ہار پان — وہ شربت جدا اور جدا تھے پان — ہر اک کو تصرف ہوئے ہار پان — ہوا جب نکاح اور بٹے ہار پان
پلا سب کو شربت دیئے ہار پان

ہوئی اور ہی راہ بعد از نکاح — وہ کہانا بنا زادہ بعد از نکاح — وہ سالے کی ہمراہ بعد از نکاح — اٹھا پھر تو نوشاہ بعد از نکاح
محل مین بلانیکی ٹھیری صلاح

ذرا گوش کیجیے سخن کی طرف — لگا شوق دُرِّ عدن کی طرف — خیال آیا جب حسن ظن کیطرف — چلا یون وہ دولہا دلہن کیطرف
اڑے جیسے بلبل چمن کیطرف

ہوئین سالیان آنکر رہنمون — گئیں لیکے تنہا کو بڑے لئے درون — برون سے درون اور درون سے برون — وہانتک پہنچتے ہوے کیا کہون
ہوے ٹوٹکے لاکھ پھر شگون

ہجوم عورتون کے ہجم جابجا — سمان ڈومنی کے بندھا راگ کا — عجب پر مزہ لطف پر لطف تھا — ہوا لیکن اس وقت دونا مزا
کہ دولہا دلہن جب ہوے یکجا

بٹھایا دولہن دولہا کو پاس پاس — بنے تھے دلہن انکے الفت اساس — شب وصل کی لگ رہی جی مین آس — عروسی وہ گہنا وہ سوہا لباس
وہ مہندی سہانی وہ پھولونکی باس

وہ انبوہ عورات کے پاس پاس   وہ آمیں پاؤنکے کہانیکی آس   وہ سہرا وہ بدہی ہمایون اساس   عروسی وہ گہنا وہ سوہا لباس
وہ مہندی سہانی وہ پہولونکی باس

وہ پچہلا پہرا اور گانا بہاگ   دلونمین وہ درپردہ الفت کی آگ   سہانی وہ صحبت سہانا وہ راگ   ملا سُرخ جوڑے پہ عطر سہاگ
کُہلے ملکے آپسمین دونون کے بہاگ

وہ جُوتا چہپانیکا سالی کو خیال   وہ دولہا ہنسانا مُنہ پہ رکہ رُومال   ادب سے بہت چوم کر او سنبہال   دکہا مصحف اور آرسی کو نکال
دہرا بیچ مین سر پہ آنچل کو ڈال

ہنسی چہل انداز ہر آن مین   وہ جُلوے کی تیاری دالان مین   خدایا ہے سب کچہہ تری شان مین   نہا وصل اِسطرح کا دہیان مین
خدا لائے کیا آن کی آن مین

کچہہ اِس رنگ پہولونکی افشان ہوئی   کہ محفل وہ رشکِ گلستان ہوئی   نظر دلونکی سوئے قرآن ہوئی   عجب قدرتِ حق نمایان ہوئی
جسے آرسی دیکہہ حیران ہوئی

دولہن دولہا کا خوش ہوا رسم و دم   دُلہن جلوہ لینے لگی جہوم جہوم   وہ صحبت کی گرمی وہ عشرت عموم   وہ جلوے کا ہونا وہ شادی کی دہوم
وہ آپسمین دولہا دولہن کی رسوم

رکہا تہا جو دُولہا کو مہمان کر   ہزارون طرح کی نئی شان کر   رسومات ہونے لگین دہیان کر   کسی نے بیسائی سر ریخ آن کر
کوئی گالیان دے گئی جان کر

لگی کرنے ہر ایک آ لوٹ کا   ادہر سے اودہر اور ادہر سے ذرا   ہر اک لوٹ کا اک نئی وضع کا   گئی کوئی آکان سے کچہہ لگا
گئی کوئی دولہن کی جوتی چہوا

چمن تہی وہ محلس وہ شیرین بنی   وہ گلزار گلشن وہ رنگین بنی   یہ لیلی یہ عذرا یہ دیرین بنی   وہ شیرین جو بیٹہی تہی شیرین بنی
نہ بات او سکے شیرین بنے کو بنی

بڑی منتون سے مدارات سے   بڑی حجتون سے حکایات سے   بڑی حکمتون سے مہمات سے   چبائی نبات اُس نے اِس گہات سے
کہ ڈہکا دیا ہر گہڑی بات سے

سمرقند سے لایا قند دو چند   شکر مین شکر ملگئی بس دوچند   حقیقت مین تہی اُسکو مصری و قند   دلہن دل تو تہا اُسکا ہر جا پہ بند
سبہی جا سے اُسنے چکہی کر پسند

جتائی ڈلی اوسنے آنکہونسے یون   بتائی ڈلی اُسنے آنکہونسے یون   دکہائی ڈلی اُسنے آنکہونسے یون   اُٹہائی ڈلی اُسنے آنکہونسے یون
کرین نوش بادام شیرین کو جون

وہ مصری کی قوتونکی ہمرہ ڈلی   غدد بتا مین پر شہد سے ہی بہلی   شکر کرکے بہی ریچہہ ہانسے ٹلی   دلی وہ جو ہونٹونکی تہی لب ملی
وہ مصری کی مُنہ سے اُٹہائی ڈلی

لگی دل کو اُسکے بہلی اسطرح   یہ چپکی نہ ہرگز ڈلی اسطرح   عسل اصل مین نہ ملی اسطرح   کمر سے اُٹہائی ڈلی اس طرح
کہ ہان ہونٹہین کی ڈہلی اسطرح

چہارون طرف سے وہ چہوٹا پڑا   میان چہن لوکہ کے پیچہے پڑا   پہر آخر کو اُسنے کیا جی کڑا   ذرا پانون پر کی اُٹہاتی اڑا

سہاگن اور ماں کا عجب غل پڑا

مرے دل سے پوچھو تم اُس دن کی بار   کہ سیماب ساں جس مین تھا بیقرار   حقیقت مین تھی جان ناچار اضطرار   یہ ظاہر کی تکرار تھی بار بار
دگرنہ دل اُس پاؤن پر تھا نثار

وہ تکرار مین کچھ ایسی چہلیان ہوئین   کہ گل کھل چنبیلی کی کلیان ہوئین   وہ مصری کے سانچے مین ڈلیان ہوئین   عجب طرح کی رنگ رلیان ہوئین
کہ باتین وہ مصری کی ڈلیان ہوئین

وہ رخصت کی تیاری ٹھہری جو دھوم   پنہایا وہ زیور یہ چھلّا وہ لوم   وہ چہل لیتی ولکوتی خود سے جھوم   وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم
سواری کی ہونے لگی پھر تو دھوم

گلو نکیئے وہ شہا منہ کے ہونیکا وقت   عبادت تھا کے موتی پرونیکا وقت   وہ شبنم کے سبزہ بھگونیکا وقت   سحر کا وہ ہونا وہ ٹونے کا وقت
وہ دولہن کے رخصت رونیکا وقت

وہ گانا بجانا وہ ٹونا جدا   وہ اشکون سے منہ کا دہونا جدا   وہ رو رو کے جان اپنی کہونا جدا   وہ دولہن کا رو رو کے ہونا جدا
وہ ماں باپ کا اور رونا جدا

وہ صندوق اک گنبد نور ریز   ظروف ونکی قلعی ہی جون برق تیز   پلنگ ایک اور رنگ ساں جس بر ریز   نکلتے وہ جانا محل سے جہیز
کہ جون چشم سے اشک ہو موج خیز

مناسب ہے اک دن کے مہمان کو   ذرا سوچے انجام کی شان کو   اسیطرح رخصت ہی انجان کو   یہان موت ہے اہل عرفان کو
کہ جانا ہے اک دن یونہین جان کو

جو آپ اپنے مرنے سے پہلے موا   تو گویا حقیقت مین وہ جی گیا   جو کہا قبل موتوا کا بس نے ایقا   وہ جو درد مندی سے ہین آشنا
وہ شادی کیا لیتے ہین غم سے مزا

سلامی ملی دولہا رخصت ہوا   شتابی سے اُس دم محافہ منگا   کمر باندھ چہلکے سے ہو کر کھڑا   وہ دولہا نے دولہن کو گودی مین لا
بٹھا یا محافہ مین آخر کو لا

وہ ہر چند روتی رہی زار زار   وہ ماں باپکا نام لیکر پکار   محافہ اُٹھا آخرش ایکبار   چلے لیکے جنڈول جسدم کہار
کیا دو طرف سے زر او سپر نثار

بہت نالے ماں باپ نے کر گئے   پھر آخر کو دل اپنے پتھر کئے   حفاظت کو ہمرہ برادر گئے   کھڑے تھے جو دہان چشم کو تر کئے
سو موتی انہون نے نچھاور کئے

کمر باندھ دامن اُلٹ کر شریر   وہ کیمن آتین کہنیون تیر شمشیر   وہ سہرے کی لڑیونکا ہو شگیر   اِدہر اور ادہر اپنے سہرے کو چیر
وہ اک چاند سا منہ دکہا بے نظیر

وہ اک ہاتھ سے باگ گھوڑیکی دبا   زمین پر اور اک اوسکا پاؤں رکا   وہ کچھ پڑھ کے پڑا کر دعا جیسا آ   سوار اپنے گھوڑے پہ ہوکر شتاب
کہ جون صبح ہو وے بلند آفتاب

اُٹھاتا ہوا مکت مجمر یکیو وہان   بٹھاتا ہوا دلمین عشرت کو ن   سناتا ہوا بیچ چلیو میان   دکھاتا ہوا حشمت و عظم شان
لئے ساتھ ساتھ اپنے نوبت نشان

جہیزون کے انبار پیش نگاہ　ادہر دائین جانب امیر و سپاہ　اُدہر بائین پہلو ہر اک خیر خواہ　وہ پیچھے تو چنڈول مین رشک ماہ
اور آگے وہ خورشید عالم پناہ

چلا سوے دولت سرا صبحدم　قدم اُٹھتا آہستہ تر دمبدم　امیران صحبت جمیل الشیم　پہر اگھر کو اپنے قدم با قدم
سواری لگا گھر مین اوترنے بہم

اُتار دلہن کو بصد عز و جاہ　ادا کی مناسب تھی جو رسم و راہ　ہر اک بات کو ہر طرح سے نباہ　غرض اسطرح جبکہ دلہن کو بیاہ
لے آیا جہان اوسکی تھی عیش گاہ

چلے گھر کو خدام چوکھٹ کو چوم　دُلہن دولہہ کا خوش ہوا ازدحوم　تو پہر حسب اقوال اہل نجوم　ہوئی وہ جو ہوتی ہین رسم و رسوم
کہ ظاہر مین تہی یہ بہی درکار دہوم

اسی دہوم سے بیتنے لگا واردات　گذشتہ ہوئی جبکہ چوتہی کی رات　بٹہائے جو اس نقش کے تہے نکات　اُٹہایا اسی دہوم مین لگتے ہات
پریزاد کا بیاہ چوتہی کے سات

ہوئی جبکہ شادی تمام اور اخیر　گئے جمع تہے سب وزیر و امیر　وکالت مین خود اُسکا ہو کر مشیر　وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر
گیا اوسکے والد کنے بے نظیر

لئے اردلی مین وہ کچہہ اک سپاہ　چہڑی اک سواری سے طے کر کے راہ　بیان کر کے خواہش بہت او وجاہ　کہا باپ کو اوسکے اے خیر خواہ
مرا بہائی ہے ایک فیروز شاہ

نہایت عقیل اور دانا بڑا　بڑا ہوشیار اور لکہا پڑہا　عمل اُسکا روشن ہے خورشید سا　سو مین تجہسے کہتا ہون اک التجا
کہ تو اوسکو فرزندی مین اپنی لا

بتایا نہایت خردمند اُسے　دکہایا عراق و سمرقند اسے　کیا ایسی باتون سے خورسند اسے　غرض ہر طرح کر رضامند اُسے
کیا حال پر اپنے پابند اُسے

ادا کی ہر اک طرح کی رسم و راہ　بلا کر وکیل اور قاضی گواہ　مراتب رکہا اپنے پیش نگاہ　پریزاد شہزادہ جو فیروز شاہ
دیا اوسکو نجم النسا سے بیاہ

اُسی آن سے اور اُسی موج سے　اُسی پان سے اور اُسی موج سے　اُسی مان سے اور اسی موج سے　اسی دہوم سے اور اسی فوج سے
اُسی شان سے اور اُسی اوج سے

وہی عیش و عشرت برابر عموم　شراب طرب سے اسیطرح جہوم　اُسی طرح ہو ہو کے خوش دُم دُم　ہوئی تہی جو کچہہ اسکی شادی مین دہوم
وہی سب تجمل وہی سب رسوم

نہ کچہہ رسم و حرف و حکایات مین　نہ کچہہ کہانے پینے کے اوقات مین　نہ زیور مین لنے بہول نہ بابات مین　دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
برابر رہی چہل دن رات مین

خوشی چہل دن رات عشرت مدام　مے عیش سے مست سب خاص و عام　خدا ساز یکسر ہوا اہتمام　خدا راست لایا اُنہونکے جو کام
بر آئے دلونکے مطالب تمام

فقط شاعرونکی ہین اوستادیان　کہ کیا بندشین کہول کر کہلا دین　ہزارون طرح کی ہین آبادیان　ہوئین متصل یہ جو دو شادیان

بسین انکا پھر آباد یان

پھرے دن تو اپنے وطن کو پھرے　　وہ روتے ہوئے کیدزن کو پھرے　　جھکاتے گنو نین مگر دفن کو پھرے　　پھرے بخت جب کچھ دونکو پھرے

وہ آشفتہ بلبل چمن کو پھرے

خوشی سے لئے حرمت و جاہ و مال　　شب و روز وہ دونو فرخندہ فال　　تو طے کرکے دریا و دشت و جبال　　وطن کی محبت کا آیا خیال

چلے شہر کو اپنے وہ حال حال

وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ　　ادہر تو وہ جاتے تھے باعز و جاہ　　سفر کی منازل کی طے کرکے راہ　　گئے شہر کو اپنے وہ دونون ماہ

فلک پر سے ہو مثل خورشید و ماہ

رضا ان سے لیکر اسی آن مین　　الگ بانین کرتی ہوئے کان مین　　عجب آن مین اور عجب بان مین　　عجب طرز مین اور عجب شان مین

گئے شاد و خرم پرستان مین

یہ اقرار چلتے ہوئے کر گئے　　وہ دونو جدا ہو کے جب گھر گئے　　بہت آنسوؤں سے گھڑے بھر گئے　　وہ روتے ہوئے دیدہ تر گئے

کہ گو تم ادہر اور ہم ادہر گئے

تم اس غم سے مت ہو جیو سینہ ریش　　یہی اپنا دین ہے یہی اپنا کیش　　محبت بڑہی ایسی بس کہ بیش　　جدائی پہ الفت رہی بیش بیش

کہ ہم تم سے ملتے رہین گے ہمیش

تسلی وہ دے دیکے ادہر چلے　　غرض ہو کے رخصت برابر چلے　　یہ روئے یہ روئے سمندر چلے　　لگے کہنے رو رو کے کیا کر چلے

یہ ادہر لئے اپنا لشکر چلے

دورِ اخیر ہے قرابے اور خم خالی ہوئے مجلس انجام کو پہنچی ایمغان میکدہ آباد

رہے شیشہ قہقہے کرتا رہے اور جام خندان

پلا ساقیا آخری ایک جام　　سحر داستان کی ہوئی اب تو شام　　قرابے خم و شیشے پر ہو سلام　　رہے میکدہ مین سدا تیرا نام

کہ ہوتی ہے اب یہ کہانی تمام

وہ نزدیک پہنچے جب اس شہر کے　　وہ مفتون ہوئے دل کی ہر لہر کے　　فلک کے ستم بھی بڑے قہر کے　　اٹھائے ہوئے صدمے تھے دہر کے

کیا پاس جا خیمہ اک نہر کے

کیا جبکہ خلقت نے تفتیش حال　　ہوا منکشف فعل ماضی کا حال　　امیرونکو دشمن کا گذرا خیال　　کہین دہمین مین یہی قیل و قال

اور آنکھون سے دیکھا وہ بدر کمال

بڑا شہر مین یک بیک پھر یہ غل　　گئی گرد غم آب فرحت سے دہل　　ہوے اک زبان شہر کے لوگ کل　　گئی پھر تو ہر اک منڈی کچھ کھل

کہ غائب ہوا تھا سو آیا وہ گل

خبر یہ ہوئی جب کہ ماں باپ کو　　بہت یاس تھی بیگمان باپ کو　　کہا سب نے آ درمیان باپ کو　　یہ امید تھی اب کہان باپ کو

کیا گم انہون نے وہین آپ کو

زبس دل تو تہا یاس ہی سے بہرا   شجر دل کا گہہ خشک گہہ تہا ہرا   سمجھتے تہے کہوٹا جو کہتے کھرا   نہ اس بات کو کان ہرگز دہرا
یہ سُن بات پانون گئے تھرتھرا

لگے رونے آپس مین زار و نزار   نہ ضبط خموشی ہوا تو پکار   بہت بیقراری تہی انجام کار   ہوئے دونو سوتون مین دل بیقرار
کہا ہائے ہمکو نہین اعتبار

بلا دیگا ہم سے ہمارا حبیب   ہم ازبسکہ دل سے ہوئے ناشکیب   ہمارے مرض کا کہان ہے طبیب   ہم اب پہنچے ہین مرگ کے عنقریب
یہ دشمن نہین ایسے اپنے نصیب

یہ ہوگا کوئی دشمن بد سگال   کہان اوسکی صورت کجا قیل و قال   گیا جو کہ ہم کو مصیبت مین ڈال   کہان وہ مرا طفل فرخ خصال
سو مین آپ ہی ہون گرفتار حال

کوئی اسکا وارث تو آخر نہین   کوئی دم مین ہم ہونگے زیر زمین   خدا جانے کیا ہو یہ ملک و نگین   مرے بعد کون اس مکان کا مکین
وہی لیکے جائے یہ جھگڑا کہین

کہا سب نے صاحب چلو تو سہی   چلے آئیے آپ پہر کر ابھی   ہزارون نے بات ایک ہی سی کہی   اکٹھے ہوئے آ ملازم کبھی
یہ بیٹا تمہارا وہی ہے وہی

مگر رسنا جبکہ بیٹے کا ناون   ہوا خوب تحقیق نام اور ٹہاون   لگا چتر اور بیٹھکر اوسکی چہاون   پڑا جیت کا آکے اب اُسکا داون
چلا پہر تو روتا ہوا ننگے پاون

وہ آتا تہا جیسے کہ بیٹا اُدہر   ہم پہنچے جب دونو نزدیک تر   چلے کوچ اپنے مقامون سے کر   اِدہر سے تو بیٹا اودہر سے پدر
پڑی باپ پر جو یکایک نظر

جو ہین اپنے کعبہ کو دیکہا وہان   چلا دیکہتا بہالتا ناگہان   ادہر یہ روان اور اُدہر وہ دوان   کرون قبلہ اب آگے کیا مین بیان
چلا سر کے بل وہ نظیر جہان

گرا پانون پر کہکے یہ باپ کے   پڑا پانون پر رکہکے یہ باپ کے   جہکا پانون پر رکہکے یہ باپ کے   ٹکا پانون پر رکھکے یہ باپ کے
خدا نے دکہائے قدم آپکے

سُنی یہ صدا جو نہین اُس ماہ کی   نحوست گئی بخت گمراہ کی   کہ ہونٹون سے تا سینہ اک آہ کی   خوشی دل مین تہی کس طرح چاہ کی
تو اُس غم رسیدہ نے اک آہ کی

اُٹہا کر قدم پر سے چہاتی لگا   پہر آخر کو ہاتھ اُسنے اپنے بڑہا   قدم چومتا صورت نقش پا   رہا دیر تک وہ قدم چومتا
لپٹ کر گہڑی دو تلک خوب بہا

یہ بلکا یہ بلکا کہ غش کر چلا   یہ رویا یہ رویا کہ غش کر چلا   یہ تڑپا یہ تڑپا کہ غش کر چلا   یہ پہڑکا یہ پہڑکا کہ غش کر چلا
کہے تو کہ آنسو کا لشکر چلا

ملے پہر تو آپس مین وہ خوب سے   بہم ہو کے مرغوب مرغوب سے   ملاقات طالب تہی مطلوب سے   ملا آکے محبوب محبوب سے
کہ یوسف ملے جیسے یعقوب سے

وہ گل گل شگفتہ ہوا گل کی طرح   وہ کوکو کیا خوش ہو بلبل کی طرح   ہنسے شیشہ میکے قلقل کی طرح   بل اور پیچ پر زلف سنبل کی طرح

یہ گل کیطرح اور وہ بلبل کیطرح

امیر و وزیر و کبیر و صغیر — وہ ارکان دولت دبیر و مشیر — صغیر و کبیر و مشیر و دبیر — ہوئے شاد و خرم صغیر و کبیر
چلے دیکھنے لشکرین امیر و وزیر

طرب عیش کی جنس سستی ہوئی — بھری تھی جو ہمت ترستی ہوئی — گھری مینہ کی بدلی برستی ہوئی — مئے عیش سے سب کو مستی ہوئی
نئے سر سے آباد بستی ہوئی

بڑی آن سے اور بڑی تان سے — بڑی تان سے اور بڑی بان سے — بڑے شوق اور بڑے ارمان سے — بڑی دھوم سے اور بڑی آن سے
بجاتے ہوئے نوبتین شان سے

جو گل تھا کھلا ہجر کے داغ مین — وہ انگارہ تھا ہجر کے داغ مین — خزان جو بنا ہجر کے داغ مین — وہ پھولا جو تھا ہجر کے داغ مین
ہوئے جا کے داخل اُسی باغ مین

نہایت خوشی کی ہے یہ وقت بات — حلاوت سے ہونٹ اپنے چاٹے نبات — کیا پردہ اور روک کر اک قنات — زنانی سواری اتروا کے ساتھ
پکڑ اُس گل نو شگفتہ کا ہات

بہار آئی خوش باغ اور باغبان — شگفتہ ہوئے لالہ و ارغوان — برآمد ہوئی اب چمن سے خزان — درآمد ہوا گھر مین سرو روان
لئے ساتھ اپنے وہ غنچہ دہان

تھی سرسبز سیراب بوٹی جڑی — ادب سے کھڑی اک سرو قد تھی اڑی — اُٹھایا قدم ہاتھ مین لے چھڑی — کہ اتنے مین آگے نظر جو پڑی
تو دیکھا کہ ہے راہ مین ماں کھڑی

ضعیف و نحیف اور زار و نزار — بدل شوق دید اور بجان اضطرار — نہ ضبط اس سے ہو سکا دل ہوا بیقرار — بہی چشم سے آنسوؤں کی قطار
گرا ماں کے پاؤن پہ بے اختیار

ملے مدتون مین جو بچھڑے بھلے — گہر آنسوؤن کے ہزارون ڈھلے — اُٹھے دل سے دونون کے جو ولولے — وہ ماں خوب بیٹے کے لگ کر گلے
یہ روئے کہ آنسو کے نالے چلے

بڑی روک سے دیکھو آنسو کا — جو مینہ اشک کا مشکلو لینے تھا — تو پھر ہو کے بشاش خوشدل ذرا — بہو اور بیٹے کو چھاتی لگا
وہ دونون کی دو ہاتھ سے لی بلا

بہت سا کیا شکر پروردگار — ہزارون ہی سجدے کئے بار بار — نہایت خوشی سے دل بیقرار — ہوئی جان او جی سے اُن پر نثار
پیا پانی اون دونون پر وار وار

جو دیکھے وہ گل دل ہوا باغ باغ — خوشی سے ہوا سینہ مین جی فراغ — ملا پھر نہ ڈھونڈے فلک کا سراغ — جگر پر جو تھے درد اور غم کے داغ
بجھے وصل سے ہجر کے وہ چراغ

رہا کچھ نہ بلبل کو گل کا گلا — ہوا شکل آئینہ ہر گل جلا — خوشی چل ہے غم کے بدلے صلا — سب آپس مین رہنے لگے مل ملا
پھر آئے چمن مین وہ گل کھلکھلا

وہ شمعین مگر شمع ایمن ہوئین — زمینین سبھی گل کا دامن ہوئین — وہ ہین باغ روشن جو تھین بن ہوئین — وہ آنکھین جو اندھی تھین روشن ہوئین
زمین جو تھین رشک گلشن ہوئین

جہان مین ہے جاری یہی رسم و راہ | گدا ہووے اسمین یا کوئی شاہ | نکل جائین ارمان دل خواہ خواہ | زبس باپ مان کو تھی سہرے کی چاہ
دوبارہ اُنہون نے کیا اُسکا بیاہ

مہیا ہو سامان سب خاص و عام | تزک پھر کرون اور کرون انتظام | مری عمر کی ہووے گر صبح و شام | لکھون گر مین اس بیاہ کی دہوم دہام
تو پھر یہ کہانی نہ ہووے تمام

تزک بادشاہانہ فرمایا لاؤ | امیر اور ارکان دولت بلاؤ | وہ سامان یکسر مناسب کہاؤ | بناؤ نکی تقدیر کا جو بناؤ
نکالے اُنہون نے وہ سب لیکے چاؤ

نہ گل تھا نہ غنچہ تھا نے باغبان | نہ تھی آتش گل کی گرمی یہان | بہار آئی بدلی ہوا مہربان | وہ جیسی کہ اُس باغ مین تھی خزان
بسے آکے پھر اوسمین سب گلرخان

گلون کی روش پھر اُڑے قہقہے | چمن خشک جو تھے ہوئے وہ ہرے | نہ دور خزان ہوا کہہ گئے | محل مین عجائب ہوئے چہچہے
وہ مُرجہائے گل پھر ہوئے لہلہے

وہی دن وہی رات وہ صبح و شام | وہی عیش و عشرت کا ٹہیرا قیام | وہی بندوبست وہی انتظام | وہی لوگ اور وہی جہ چے تمام
وہی نازو انداز کے اپنے کام

وہی باغ و گلشن وہی باغبان | وہی سرو لالہ و ارغوان | چمن ہے وہی اور وہی طوطیان | وہی بلبلین اور وہی بوستان
شگفتہ گلو مجمع دوستان

زمانہ پھرا بدلے ہین کیسے دن | گذرنے لگے ساغر و مے بیچ دن | خدایا ہمارے پھرین ویسے دن | اُنہون کے جہان مین پھرے جیسے دن
ہمارے تمہارے پھرین ویسے دن

دعا مانگتا ہے ہر اک خاص و عام | گھڑی پہر دن اور رات اور صبح و شام | برائے بتولؑ و برائے امامؑ | ملین سب کے بچھڑے الٰہی تمام
بحق محمدؐ علیہ السلام

طلب تجھسے کرتے ہین ارادہم | تجھی سے کیا چاہین فریادہم | نہایت ہوئے ابتو برباد ہم | ہوے جیسے وہ شاد ہون شاد ہم
رہین شہر مین اپنے آباد ہم

غریبو پہ تیرا کرم بے حساب | گنہ بخش کر دیگا تو لو ثواب | دعا میری مقبول ہو و مستجاب | رہے شاد نواب عالی جناب
کہ ہے آصف الدولہ جس کا خطاب

رہے اوسکو ملتا سراغ مراد | سدا چہکے اوسکا ایاغ مراد | رہے تازہ باغ فراغ مراد | خوشی اوسکی ہو سرو باغ مراد
رہے روشن اوسکا چراغ مراد

مری سن لے یا رب تو عرض سخن | پئے پنج تن اور شاہ زمن | یہ باطن کی ہے عرض با ذوالمنن | بحق حسینؑ اور بحق حسنؑ
رہون شاد مین بہی غلام حسن

ملے مجکو میرے سخن کا صلا | ملاے معانی تو دے ہی جلا | ہے اس بحر مین موج کا سلسلا | ذرا منصفو داد کی ہے یہ جا
کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا

پڑھو اور سنو اسکا اک ایک حرف | ہے ہر حرف اسکا بخط شگرف | ہوے مشک سے سو تو ابتک نہ حرف | زبس عمر کی اس کہانی مین صرف

تب ایسے یہ نکلے ہین موتی سے حرف

سنین بات میری صغیر و کبیر امیر و وزیر و مشیر و دبیر کمان ہو گیا قد جو تھا مثل تیر جوانی سے جب ہو گیا مین پیر

تب ایسے یہ نکلے سخن بے نظیر

بھی اسمین گلکاریان ہین بڑی ہے شنگرف خون شفق سے کڑی سیاہی مین آب گہر ہے پڑی نہین مثنوی ہے یہ اک پھلجھڑی

مسلسل ہے موتی کی گویا لڑی

مضامین نئے اور نئے وضع ان نئی بندشین اور نئی داستان معانی نئے اور نیا امتحان نئی طرز ہے اور نئی ہے زبان

نئی مثنوی ہے یہ سحر البیان

کرینگے پسند اسکو سب خاص و عام مرصع یہ منشور ہے بس تمام یقین ہے خدا سے کہ بیشک مدام رہیگا جہان مین مرا اس سے نام

کہ ہے یادگار جہان یہ کلام

قلم شاخ مرجان سی موزون کیا اٹھا مشک نافہ سیہ گون کیا شقایق سے قرطاس گلگون کیا ہر اک بات مین جبکہ دل خون کیا

تب اسطرح رنگین مضمون کیا

نظر اسپہ فی الفور ٹک کیجئے خیال اک نئے طور ٹک کیجئے سر اپنے مگر دور ٹک کیجئے اگر واقعی غور ٹک کیجئے

صلہ اسکا کم ہے جو کچھ دیجئے

یہ جسنے سر اپنے اٹھا کر پڑھا کہا واہ وا واہ وا واہ وا جو باطن نے اسکا مخمس کیا غرض اسکو جسنے سنا یہ کہا

حسن آفرین مرحبا مرحبا

ہر اک مثنوی شاعرون نے کہی بھلا خیر صاحب وہ اچھی سہی عبارت مضامین ہین خاصے سبھی جو منصف سنے گا کہیگا یہی

ہوئی ہے نہ ایسی نہوگی کبھی

بلیغ و متین صاحب قال و قیل وہ رکھتے ہین جاہ و جلال جلیل مرے دوست ہین اور میرے خلیل مرے ایک مشفق ہین مرزا جمیل

وہ ہین شاہ راہ سخن کی دلیل

انہون نے ز راہ عنایات تام توجہ بدل کر کے ہر صبح و شام بغور و بفکر و باحسان عام سنی مثنوی یہ جو مجھسے تمام

دیا اس کی تاریخ کو انتظام

نہین کوئی جلد انکے اشعار سی یہانتک کہ بیدل کو ہی عار سی ہو آسان جو مشکل ہو دشوار سی زبس شعر کہتے ہین وہ فارسی

ہر اک شعر انکا ہے جون آرسی

وہ راقم ہین کیسے جواہر رقم فصاحت مین سحبان بھی ہین نہ ہم تو سب کر کے شنجرف و کاغذ بہم انہون نے اٹھا کر شتابی قلم

یہ تاریخ کی فارسی مین رقم

زدم پہلوے جانب پہلوی برآوردہ ام معنی معنوی گہے طبع عالم کہے مولوی بہ تفتیش تاریخ این مثنوی

کہ نقش حسن شاعر دہلوی بچرخ آمدہ ابر آذر چرا کہ پنہان چکید در صدف گوئیا بساحل چو غواص سر کردہ پا

زدم غوطہ در بحر فکر رسا کہ آرم بکف گوہر مدعا ز سر تا قدم برکشیدم ردا کہ در قعر قلزم روم چون [illegible]

پے در شہوار کردم صدا بگوشم ز ہاتف رسید این ندا برین مثنوی باد ہر دل فدا تمام شد بتاریخ [illegible] ۱۱۹۲

۹۹ ھ